WWW.PAKSOCIETY.COM
عمران سیریز
گرین گارڈ
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ------ مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ----- محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

KHAN BROTHERS MULTAN
Price Rs 75/-

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''گرین گارڈ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہودی مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشوں سے کبھی باز نہیں آتے۔ وہ مسلسل ایسی کارروائیوں میں ملوث رہتے ہیں جن سے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نابود کر سکیں اور پوری دنیا میں یہودی سلطنت قائم کر سکیں۔ اس ناول میں بھی ایسی ہی ایک تنظیم سامنے آئی ہے اور نہ صرف سامنے آئی بلکہ اس نے اپنا پہلا قدم عمران پر قاتلانہ حملہ کر کے اٹھایا اور اس بار عمران واقعی اس قدر شدید زخمی ہوا کہ کئی ماہ تک بیڈ سے اترنا بھی اس کے لئے ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ مجبوراً ایکسٹو کو جولیا کی سربراہی میں ٹیم کو یہودی تنظیم کے خلاف کارروائی کے لئے بھیجنا پڑا جبکہ عمران کی طرف سے اس کا شاگرد ٹائیگر حرکت میں آیا اور پھر ٹائیگر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کس طرح مشن مکمل کیا۔ یہ سب کچھ تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا البتہ ٹائیگر نے اپنی کارکردگی سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ ٹائیگر نے عمران کی کمی پوری کر دی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گا۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ای میلو اور ان کے جواب ضرور ملاحظہ کر لیں تاکہ دلچسپی کا تسلسل قائم رہ سکے۔

دینہ ضلع راولپنڈی سے طاہرہ جمال لکھتی ہیں۔ ''آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہی ہوں۔ جولیا کا کردار اس قدر الجھ گیا تھا کہ ہمیں بھی باوجود غور کرنے کے سمجھ نہ آتا تھا کہ آپ جولیا کو اس گرداب سے کیسے نکالیں گے لیکن ''جیوش پاور'' میں آپ نے اسے جس خوبصورت انداز میں ذہنی اور جذباتی گرداب سے نکالا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔ جولیا کی حالت کی جو منظرکشی آپ نے کی اس نے ہمیں واقعی رُلا دیا تھا اور یہ بات حقیقت تھی کہ جولیا کو شفقت بھرا ہاتھ اپنے سر پر چاہئے تھا جو سید چراغ شاہ صاحب کی صورت میں اسے میسر آ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ اب جولیا اس جذباتی گرداب سے پوری طرح نکل آئے گی اور اب اس کی اصل صلاحیتیں کھل کر سامنے آتی رہیں گی''۔

محترمہ طاہرہ جمال صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ جولیا اب جذباتی گرداب سے باہر آ گئی ہے اور آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اب آہستہ آہستہ اس کی صلاحیتیں بھی اجاگر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اصل میں ہمارے موجودہ کمرشل معاشرے میں محبت اور شفقت کا شدید فقدان ہو گیا ہے اور اب ہم سب آہستہ آہستہ بزرگوں کی محبت اور شفقت سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اب ہم صرف یہ دیکھتے ہیں کہ بزرگ کوئی کام نہیں کر سکتے، بیمار رہتے ہیں اس لئے بوجھ ہیں۔ ہم ان کے اندر موجود بے لوث محبت اور شفقت کے حصول کے لئے

ان کی طرف جانے کی بجائے ان سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے ہمارے اندر جذباتی خلاء پیدا ہونے لگ گئے ہیں جس کا نتیجہ یہی نکل رہا ہے کہ ہم سب شدید ذہنی تشنگی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ بے لوث محبت اور شفقت سے بھرے بزرگ ہمارے چاروں طرف آج بھی موجود ہیں اور ہمارے سروں پر شفقت بھرے ہاتھ رکھنے کے لئے بھی تیار ہیں بشرطیکہ ہم ان کے قریب جائیں اور ان سے جذباتی وابستگی کو اپنے اندر محسوس کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

کراچی سے محمد اعظم نے بذریعہ ای میل رابطہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ''آپ کے ناول ہم سب دوستوں کو بے حد پسند ہیں۔ آپ کے ناول پڑھ کر ہم نے اپنی عملی زندگی کو پہلے سے کہیں بہتر بنایا ہے۔ مسلسل جدوجہد، ہمت اور حوصلے کا جو لاشعوری سبق آپ کے ناولوں سے ہمیں ملتا ہے اس نے ہماری زندگیوں کو کامیاب بنانے میں خاصا اہم کردار ادا کیا ہے۔ موجودہ دور میں آپ جیسے لکھنے والوں کا دم غنیمت ہے ورنہ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی ہے''۔

محترم محمد اعظم صاحب۔ بذریعہ ای میل رابطہ کرنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ انسانی زندگی مسلسل محنت، ہمت، حوصلے اور جدوجہد سے ہی عبارت ہے۔ چاہے یہ محنت ذہنی ہو یا جسمانی۔ مایوسی اسی جدوجہد میں سپیڈ بریکر کا نام ہے اور یہ مایوسی انسان کو جس قدر نقصان پہنچاتی ہے اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا اس لئے تو

مایوسی کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر یقین اور مسلسل محنت انسان کو یقینی کامیابی کی طرف لے جاتی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد اور محنت آپ کے سامنے ہوتی ہے۔ انہوں نے ایک ہی سبق سیکھا ہوا ہے کہ حالات چاہے کیسے ہی کیوں نہ ہوں آگے بڑھنے کا عزم قائم رہنا چاہئے اور مسلسل جدوجہد کرتے رہنا چاہئے اور یہی سبق ہم سب کو بھی سیکھنا چاہئے تاکہ ہم سب بھی کامیابیوں کی منزلیں سر کر سکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی رابطہ رکھیں گے۔

رحیم یار خان سے سبط حسن نے بذریعہ ای میل رابطہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ اب آپ آہستہ آہستہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو صرف ذہنی کردار بناتے جا رہے ہیں۔ وہ اب جسمانی جدوجہد اور ایکشن سے دور ہٹتے جا رہے ہیں جبکہ ہمیں آپ کے ناولوں میں معیاری اور اعلیٰ مزاح کے ساتھ ساتھ تیز جسمانی ایکشن بے حد پسند ہے۔ امید ہے آپ آئندہ اپنے ناولوں میں مزاح اور ایکشن کو بھرپور انداز میں پیش کریں گے“۔

محترم سبط حسن صاحب۔ ای میل سے رابطہ کرنے اور ناول پڑھنے کا شکریہ۔ دنیا جس تیزی سے ترقی کر رہی ہے اس کا نتیجہ یہی نکل رہا ہے کہ ہم سب جسم کی بجائے ذہن کو زیادہ سے زیاد استعمال کر رہے ہیں۔ آپ قدیم دور کی جنگوں اور جدید دور کی جنگوں میں فرق دیکھ لیں۔ یہی پوزیشن ہر سطح پر موجود ہے۔

بہرحال آپ کا پیغام عمران تک پہنچ گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی فرمائش پوری کرنے کی ضرور کوشش کرے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی رابطہ کرتے رہیں گے۔

صادق آباد سے عبدالقیوم لکھتے ہیں۔ ”میں نے اس سے قبل دو خطوط لکھے تھے جن کا آپ نے جواب دیا۔ اس لئے اب یہ تیسرا خط لکھ رہا ہوں۔ میری درخواست ہے کہ آپ آئندہ ناول میں اپنا مختصر سا انٹرویو شائع کریں تاکہ ہمیں آپ کے بارے میں زیادہ علم ہو سکے۔ اس کے علاوہ پہلے آپ ملکوں کے صحیح نام لکھتے تھے لیکن اب سوائے چند ملکوں کے ناموں کے باقی ناموں سے ان ممالک کے اصل ناموں کا اندازہ نہیں ہو پاتا۔ گو احتیاط اچھی ہوتی ہے لیکن ہمیں بہرحال الجھن ہوتی ہے اور ٹائیگر کو عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران تو اصل نام سے پکارا کریں۔ صرف انڈر ورلڈ میں اگر اسے ٹائیگر پکارا جائے تو دوسری بات ہے۔ امید ہے آپ اس پر ضرور توجہ دیں گے۔ مجھے قیافہ شناسی سے بھی کچھ دلچسپی ہے اس لئے آپ کی تصویر دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سنجیدہ شخص ہیں اور آپ کو غصہ کم آتا ہے اور اگر آتا ہے تو شدت سے آتا ہو گا۔ اعتدال پسندی اور سخاوت کا عنصر نمایاں ہے۔ آپ کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اپنی سوچ کی خوبیاں علی عمران کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔ امید ہے آپ میرے خط کا جواب ضرور دیں گے“۔

محترم عبدالقیوم صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے یہ

لکھ کر کہ پہلے دو خطوط کا جواب دیا ہے۔ اب تیسرے خط کا جواب بھی دے رہا ہوں۔ میرے قارئین کو کم از کم یہ بتا دیا ہے کہ میں دلچسپ خطوط کا جواب ضرور دیتا ہوں ورنہ اکثر قارئین لکھتے ہیں کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آپ قاری کے صرف ایک خط کا جواب دیتے ہیں۔ پھر کسی خط کا جواب نہیں دیتے۔ جہاں تک اپنے انٹرویو کی اشاعت کا تعلق ہے تو میں نے پہلے ہی وعدہ کر رکھا ہے اور انشاء اللہ جلد اس وعدے کو ایفاء کرنے کی کوشش کروں گا۔ آپ نے میری تصویر دیکھ کر تحریریں پڑھ کر جو کچھ لکھا ہے اس میں میری اتنی تعریفیں کر ڈالی ہیں کہ مجھے آپ کی قیافہ شناسی پسند آنے لگ گئی لیکن آپ نے یہ لکھ کر کہ میں سنجیدہ شخص ہوں اور میں نے اپنی سوچ کو عمران میں اجاگر کیا ہے متضاد بات کر دی ہے۔ عمران اور سنجیدگی۔ اب مزید کیا لکھوں۔ بہرحال آپ کا شکریہ کہ آپ نے میری تصویر اور تحریروں پر اس نئے انداز میں نظر ڈالی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

گہرے براؤن رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے اونچے مگر ویران پہاڑوں کے درمیان بنی ہوئی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس سڑک پر اکیلی یہی ایک کار تھی۔ اس کے علاوہ نہ کوئی اور کار نظر آ رہی تھی اور نہ ہی کوئی بس وغیرہ۔ پہاڑ بھی بھورے رنگ کے تھے اور اس قدر ویران تھے کہ ان پر کہیں گھاس کی ایک پتی تک نظر نہ آ رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس کی جسامت کی طرح چوڑا تھا۔ سر پر بالوں کا ایک بڑا سا گچھا نظر آ رہا تھا۔ اس نے سرخ رنگ کے فریم اور سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل پہنی ہوئی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے سر پر مخصوص انداز میں سیاہ رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا۔ ویسے وہ اسکرٹ میں تھی۔ دونوں یورپی نژاد تھے۔ لڑکی کے

ہاتھ میں ایک رسالہ تھا جس میں جانوروں کی عجیب سی تصاویر تھیں اور وہ لڑکی ان تصویروں کو اس طرح غور سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ انہیں اپنے ذہن میں نقش کر لینا چاہتی ہو۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔

''اور تیز چلو رینڈل۔ تم بڑی سست رفتاری سے کار چلاتے ہو۔ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کار چلنے کی بجائے سڑک پر کوئی کچھوا رینگ رہا ہو''...... لڑکی نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

''ذرا رسالے سے نظریں ہٹا کر بھی دیکھو۔ دو سو کلومیٹر کی رفتار سے چل رہی ہے کار''...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا جسے رینڈل کا نام سے پکارا گیا تھا۔

''صرف دو سو کلومیٹر۔ اس رفتار پر تو بچے بھی کار چلا لیتے ہیں۔ جب میں تمہارے ساتھ موجود ہوں تو کم از کم رفتار چار سو کلومیٹر فی گھنٹہ رکھا کرو''...... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو رینڈل بے اختیار ہنس پڑا۔

''تاکہ ہم سیدھے قبرستان پہنچ جائیں''...... رینڈل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ تم جیسا ڈھیٹ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا''...... لڑکی نے کہا اور اسی لمحے کار کے اندر ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ لڑکی نے رسالہ بند کر کے اسے ڈیش بورڈ میں رکھا اور اس طرح الرٹ

ہو کر بیٹھ گئی جیسے کسی نادیدہ خطرے کا سامنا کرنے پر مجبور ہو جبکہ رینڈل کے جسم میں بھی تناؤ صاف محسوس ہو رہا تھا۔ سیٹی کی آواز اس وقت سنائی دی تھی جب رینڈل نے کار کو دائیں ہاتھ پر جانے والی چھوٹی سڑک پر موڑا تھا۔ یہ سڑک سیدھی پہاڑی سلسلے پر جا کر ختم ہوتی تھی۔ جہاں یہ سڑک ختم ہوتی تھی وہاں سڑک کے دونوں اطراف میں معدنیات نکالنے اور انہیں صاف کر کے پیس کر باریک کرنے کی باقاعدہ فیکٹریاں لگی ہوئی تھیں۔ رینڈل نے کار ایک فیکٹری کے سامنے روک دی تو پھاٹک کے سامنے کھڑا ہوا ایک مسلح دربان تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

''رینڈل اور ڈکشا۔ ٹرپل تھری ٹرپل ون''...... رینڈل نے دربان سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''سپیشل کوڈ''...... دربان نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

''لوکاسٹ''...... رینڈل نے جواب دیا تو دربان تیزی سے مڑا اور چھوٹے پھاٹک سے فیکٹری کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا اور اس نے رینڈل کے ہاتھ میں ایک کارڈ پکڑا دیا۔

''عقبی طرف''...... دربان نے کہا اور پھر مڑ کر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ رینڈل نے کار آگے بڑھا دی۔ فیکٹری کے اختتام اور پہاڑ کے درمیان ایک تنگ سا راستہ فیکٹری کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے جا رہا تھا۔ رینڈل نے کار اس راستے پر موڑ دی۔ فیکٹری کی عمارت ختم ہوتے ہی کار ایک بار پھر مڑی اور پھر ایک شیڈ کے نیچے

جا کر رینڈل نے کار روک دی اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں تیزی سے کار سے اترے اور ایک طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ کافی نیچے جا کر سیڑھیوں کا اختتام ایک سرخ رنگ کی دیوار پر ہوا۔ رینڈل نے دیوار پر ایک جگہ اپنا ہاتھ رکھ کر اس جگہ کو دبایا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جس جگہ کو دبایا تھا وہاں باریک سا سوراخ بن گیا اور رینڈل نے دربان کا دیا ہوا کارڈ اس سوراخ میں ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ اب سامنے ایک اور بند راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راہداری میں داخل ہوئے تو ایک بار پھر ان کے عقب میں سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ دروازے کی سائیڈ دیوار پر ہک میں ایک فون لٹکا ہوا تھا اور دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ رینڈل نے ہک سے فون پیس نکالا اور اس پر موجود سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

''کوڈ''...... فون پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''لوکاسٹ''...... رینڈل نے جواب دیا۔

''نام کیا ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''رینڈل اور ڈکشا''...... رینڈل نے جواب دیا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رینڈل نے سرخ بٹن ایک بار پھر پریس کر کے فون پیس واپس ہک پر لٹکا دیا۔ اسی لمحے

دروازے کے اوپر جلتا ہوا سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا اور دروازہ بغیر کسی آواز کے خود بخود کھلتا چلا گیا۔ رینڈل اور ڈکشا دونوں اندر داخل ہوئے تو یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا۔ مہاگنی کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک بھاری جسم اور چوڑے چہرے کا مالک اونچے قد کا آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

''بیٹھو''...... اس آدمی نے بھاری آواز میں کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔ آفس کا دروازہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا تھا۔

''تم نے کبھی ایشیا میں کام کیا ہے''...... چیف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ جب ہم دونوں ایکریمین ٹاپ ایجنسی میں تھے تو میں نے ایشیا میں دو سال تک کام کیا تھا''...... رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ میں تمہارے ذمے ایک اہم مشن لگانا چاہتا ہوں۔ پاکیشیا کا ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر کمال حسین تھا وہ دس سال تک ایکریمیا کی ایک لیبارٹری میں کام کرتا رہا۔ وہاں اس نے آخری پانچ سالوں میں ایک انتہائی اہم فارمولے پر کام کیا اور اس کے لئے اس نے باقاعدہ ایکریمین حکام سے اجازت لی۔ اس فارمولے کا کوڈ نام کراس بریڈ تھا۔ یہ کراس بریڈنگ انسانوں یا جانوروں

میں نہیں بلکہ معروف اجناس کی کراس بریڈنگ تھا۔ اس سلسلے میں کامیابی کا مطلب تھا کہ چاول کے ایسے پودے لگانا جو لیبارٹری کے اندر ہی چاولوں سے بھرے ٹرک پیدا کر دیں۔ چاول، گندم، آلو، تیل دار بیج۔ ان سب کی کراس بریڈنگ مطلوب تھی۔ ویسے تو اس آئیڈیئے پر پوری دنیا میں کام ہو رہا ہے کیونکہ کرہ ارض پر آبادی تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی ہے اور اسی تیزی سے زرعی رقبہ سکڑتا جا رہا ہے اور موسمی حالات کی وجہ سے پیداوار بھی کم ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ سائنس دانوں کے مطابق جلد ہی وہ وقت آئے گا جب ایک انچ زرعی زمین بھی نہیں رہے گی۔ آبادی اس قدر بڑھ چکی ہوگی کہ ان سب کے خوراک سے پیٹ بھرنے ناممکن ہو جائیں گے اور وہی ملک قائم رہ سکیں گے جو وافر مقدار میں اجناس پیدا کر سکیں گے اس لئے سپر پاورز ایکریمیا، روسیاہ، کارمن، گریٹ لینڈ اور دوسرے ممالک کے سائنس دان مستقبل کے اس خوفناک مسئلے سے نمٹنے کے لئے دن رات کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح کم پودوں سے زیادہ پیداوار ممکن بنائی جا سکے۔ گو اس سلسلے میں کئی ممالک کو خاصی چونکا دینے والی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں لیکن ڈاکٹر کمال حسین کا فارمولا کراس بریڈ اس لئے نمایاں تھا کہ اگر یہ کامیاب ہو جاتا تو صرف چھوٹی سی لیبارٹری میں مخصوص ماحول پیدا کر کے تھوڑے سے پودے اگائے جاتے اور ان پودوں سے اس قدر اجناس حاصل ہوتی کہ پوری دنیا کی ضروریات کو کئ

سالوں تک پورا کیا جا سکتا تھا اس لئے اس فارمولے کو پوری دنیا اہمیت دے رہی تھی لیکن پھر اچانک ڈاکٹر کمال حسین کا ذہنی توازن خراب ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے اسے اچھی طرح چیک کیا اور پھر اس نتیجے پر پہنچے کہ ڈاکٹر کمال حسین کے ذہن کو اس قدر شاک پہنچا ہے کہ اس کے ذہنی خلیات مستقل طور پر خلط ملط ہو گئے ہیں۔ وہ بات چیت کرتا تھا، اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا تھا لیکن سوچ کا کوئی مادہ اس کے ذہن میں پیدا نہ ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ڈاکٹر کمال حسین کو اپنی اکلوتی بیٹی سے بے حد پیار تھا۔ وہ یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ اس کی ماں اس کی پیدائش کے وقت ہلاک ہو گئی تھی اور ڈاکٹر کمال حسین نے اسے ماں بن کر پالا تھا۔ پھر اس کی بیٹی اچانک ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی۔ اس خبر نے ڈاکٹر کمال حسین کے ذہن کو ایسا شاک پہنچایا کہ اس کے ذہنی خلیات خلط ملط ہو کر رہ گئے۔ ڈاکٹر کمال حسین طویل عرصہ تک ایکریمیا کے اعلیٰ ترین ڈاکٹروں کے زیر علاج رہے لیکن پھر ڈاکٹروں نے اس کی ذہنی صحت کی طرف سے قطعی مایوسی کا اظہار کر دیا تو ڈاکٹر کمال حسین کو واپس پاکیشیا بھجوا دیا گیا اور اس کے فارمولے پر دوسرے سائنس دانوں نے کام شروع کر دیا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ سب ہمت ہار گئے کیونکہ ڈاکٹر کمال حسین کی ذہانت تک ان میں سے کوئی بھی نہ پہنچ سکا تھا۔ اس طرح دس سال گزر گئے۔ اب اچانک حیران کن واقعات سامنے آئے ہیں۔ کراس بریڈ

فارمولا جسے ایکریمیا کے دیگر فارمولوں کے سٹور میں پہنچا دیا گیا
تھا، غائب کر دیا گیا اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سے ڈاکٹر
کمال حسین کو بھی غائب کر دیا گیا ہے“...... چیف نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا اور پھر اس طرح رک گیا جیسے سانس لینا چاہتا ہو۔
رینڈل اور ڈکشا دونوں اس انداز میں بیٹھے سن رہے تھے جیسے بچے
کوئی دلچسپ اور حیران کن کہانی سن رہے ہوں لیکن چیف کے
خاموش ہونے کے بعد بھی وہ دونوں خاموش ہی رہے۔

”ایکریمیا کی ایجنسیوں نے اس سلسلے میں جو معلومات حاصل
کی ہیں ان سے صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم ہے
جس کا نام گرین گارڈ ہے۔ یہ تنظیم پوری دنیا کے اجناس پر قبضہ کر
کے اس دنیا پر حکومت کرنا چاہتی ہے اور اس کے پاس ڈاکٹروں کی
ایسی ٹیم ہے جو ڈاکٹر کمال حسین کا ذہنی توازن ٹھیک کر سکتی ہے اور
جب ڈاکٹر کمال حسین کا ذہنی توازن درست ہو جائے گا تو ڈاکٹر
کمال حسین سے کراس بریڈ کا فارمولا مکمل کرا کر اجناس پر کنٹرول
کرنا شروع کر دے گی۔ ابھی تک چونکہ تمام ممالک میں زرعی
اجناس پیدا ہو رہی ہیں لیکن اس پر لاگت بہت آ رہی ہے اور ہر
سال بین الاقوامی معاشی بحران کی وجہ سے لاگت میں اضافہ ہوتا جا
رہا ہے جس کی وجہ سے اجناس ہر سال مہنگی سے مہنگی اور عام آدمی
کی پہنچ سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ فی الحال تو حکومتیں خود زیادہ
قیمت ادا کر کے کم قیمت پر اجناس عوام کو مہیا کر رہی ہیں لیکن ایسا

کب تک ہو سکتا ہے۔ بہرحال گرین گارڈ کا منصوبہ یہ ہے کہ ابھی
وہ پوری دنیا میں اجناس انتہائی سستی قیمت پر فروخت کرے گی۔
اس طرح آہستہ آہستہ پوری دنیا میں اجناس کی پیداوار ختم ہو جائے
گی اور پھر پوری دنیا گرین گارڈ کے قبضے میں ہو گی۔ تمام ایٹم بم،
ہائیڈروجن بم، ہر قسم کے میزائل اور جنگی اسلحہ سب بے کار اور
لوہے کا ڈھیر بن جائے گا۔ اجناس نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے لوگ
اپنی حکومتوں پر چڑھ دوڑیں گے اور اجناس چونکہ صرف گرین گارڈ
کے پاس ہو گی اس لئے پوری دنیا کے لوگ اپنی بھوک مٹانے کے
لئے گرین گارڈ کے تابع ہو جائیں گے اور ایسا مستقل طور پر ہو گا۔
اس طرح گرین گارڈ صرف ڈاکٹر کمال حسین کا فارمولا کامیاب کرا
کر پوری دنیا کی تنہا حاکم بن جائے گی اور جس ملک یا قوم کو
چاہے گی اجناس نہ دے کر بھوکوں مرنے پر مجبور کر دے گی اور جسے
چاہے گی وافر اجناس دے کر خوشحال کر دے گی“...... چیف نے
ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ اس بار
پر بھی رینڈل اور ڈکشا دونوں ہی پہلے کی طرح خاموش بیٹھے رہے
کیونکہ وہ چیف کی عادت جانتے تھے۔ چیف کو زیادہ سوالات پسند
نہیں تھے اور وہ جب تک اپنی بات ختم نہ کر لیتا اس وقت تک کسی
کی مداخلت اسے کسی صورت پسند نہیں تھی اور چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ
ابھی چیف کی بات مکمل نہیں ہوئی اس لئے وہ چیف کے خاموش ہو
جانے کے باوجود خاموش بیٹھے رہے تھے۔

"اس گرین گارڈ کے بارے میں تمام سپر پاورز کی ایجنسیاں کام کرتی رہی ہیں لیکن کسی کو آج تک اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کے کرتا دھرتا کون ہیں۔ صرف اس کا نام مختلف جگہوں پر رکھے گئے خصوصی کارڈز سے معلوم ہوا ہے۔ پاکیشیا میں ڈاکٹر کمال حسین کو جس مکان سے اغوا کیا گیا ہے وہاں سے بھی کارڈ ملا ہے جس پر گرین گارڈ لکھا ہوا ہے اور ایکریمیا کے جس سٹور سے فارمولا اڑایا گیا ہے وہاں سے بھی کارڈ ملا ہے جس پر گرین گارڈ لکھا ہوا ہے اور اب تم نے پاکیشیا جا کر ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کرنے والوں کا سراغ لگانا ہے اور پھر ڈاکٹر کمال حسین اور کراس بریڈ کا فارمولا واپس لانا ہے"...... چیف نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ ڈاکٹر کمال حسین ذہنی طور پر تندرست ہو گا تو فارمولے پر کام کرے گا اور نجانے اسے اس فارمولے کو مکمل کرنے میں کتنا وقت لگ جائے۔ ایسی صورت میں ان دونوں کی واپسی کا ہمیں یا ہمارے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا"...... رینڈل نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ گرین گارڈ احمقوں کی تنظیم ہے۔ وہ اس ڈاکٹر کمال حسین کو چند دنوں یا زیادہ سے زیادہ چند ہفتوں میں ٹھیک کر لیں گے اور جہاں تک فارمولے کی تکمیل کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر کمال حسین کامیابی کے بالکل قریب تھا جب اس کا ذہنی توازن خراب ہوا۔ اس طرح کسی بھی وقت فارمولا مکمل ہو سکتا

ہے اور اگر نہ بھی ہوا تب بھی فارمولا اور ڈاکٹر کمال حسین دونوں کو یہاں لا کر ہم اس سے فارمولا مکمل کرا سکتے ہیں۔ اس طرح پوری دنیا کا مستقبل اور حکومت ہمارے ہاتھ میں ہو گی اور تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ہوائی جہاز میں بیٹھو گے اور گرین گارڈ کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ گے۔ بے شمار ایجنسیاں سر توڑ کوششیں کر چکی ہیں لیکن آج تک اس معاملے میں معمولی سا کلیو بھی تلاش نہیں کر سکیں۔ اس میں نجانے کتنا وقت لگ جائے اس لئے ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے"۔ چیف نے کہا۔

"آپ درست فرما رہے ہیں چیف"...... رینڈل نے کہا تو چیف نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اپنے سامنے رکھی اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود ایک ہی صفحہ کے آخر میں دستخط کر کے اس نے فائل بند کی اور اسے رینڈل کی طرف بڑھا دیا۔

"میں نے تمہیں چھ ماہ کا عرصہ دے دیا ہے۔ مجھے ان چھ ماہ کے اندر فارمولا اور ڈاکٹر کمال حسین دونوں چاہئیں یا اگر اس دوران فارمولا مکمل ہو جائے تو پھر صرف فارمولا ہی چاہئے"۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... رینڈل نے فائل لے کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ڈکشا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں نے چیف کو سلام کیا اور پھر چیف نے

میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں آفس سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے واپس جا رہی تھی۔

"تم نے اس مشن کے لئے کوئی ذہنی پلاننگ تو بنا لی ہو گی کیونکہ اس معاملے میں تم پوری دنیا میں مشہور ہو"...... ڈکشا نے کہا تو رینڈل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ تم درست کہہ رہی ہو۔ مجھے اس معاملے میں پاکیشیا کے عمران سے مدد لینا پڑے گی۔ اس دنیا میں وہی ایک ایسا آدمی ہے جو ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتا ہے"...... رینڈل نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے خود فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنا لیا تو پھر۔ ڈاکٹر کمال حسین بہرحال پاکیشیائی ہے"...... ڈکشا نے کہا۔

"وہ بے حد اصول پسند ہے۔ ڈاکٹر کمال حسین نے پاکیشیا میں اس فارمولے پر کام نہیں کیا۔ اس لئے یہ کسی طرح بھی پاکیشیا کا فارمولا نہیں بنتا۔ باقی رہی اجناس کی بات تو اس سلسلے میں اس سے وعدہ کیا جا سکتا ہے کہ اس فارمولے کی ایک کاپی خاموشی سے اسے دے دی جائے گی۔ وہ اس فارمولے کے ذریعے پاکیشیا کو اجناس میں ہمیشہ کے لئے خودکفیل بنا سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس پر آمادہ ہو جائے گا"...... رینڈل نے کہا۔

"تم اس سے کیا کہو گے کہ وہ تمہیں فارمولا حاصل کر کے دے۔

یہ تو ایکریمیا کی ریڈ زیرو ایجنسی کی توہین ہے"...... ڈکشا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رینڈل بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور سیکرٹ سروس ایسے معاملات پر کام نہیں کیا کرتی۔ اس لئے وہ اس فارمولے کے پیچھے نہیں بھاگے گا۔ میں اس سے صرف اتنی درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں یہ معلوم کر دے کہ گرین گارڈ کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"...... رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے اپنے فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے معلوم کر لے گا۔ وہ نجومی تو نہیں ہے اس لئے جب تک وہ عملی طور پر اس مشن پر کام نہیں کرے گا وہ معلوم ہی نہیں کر سکے گا"...... ڈکشا نے کہا۔

"وہ جو مرضی آئے کرے۔ وہ ہمیں گرین گارڈ کا ہیڈکوارٹر معلوم کر دے۔ ہم فارمولے کی کاپی اسے دے دیں گے۔ اب وہ کیا کرتا ہے کیا نہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے"...... رینڈل نے کہا۔

"لیکن جب تک وہ معلوم نہیں کرے گا ہم کیا کریں گے"۔ ڈکشا نے کہا۔

"ہم بھی اپنے طور پر کوشش کریں گے۔ ہمارے پاس بہرحال چھ ماہ ہیں اور یہ کافی وقت ہے"...... رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈکشا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے آج کل عمران اس مظلوم شوہر کی طرح چھٹیاں منا رہا تھا جس کی جابر بیگم میکے گئی ہوئی ہو۔ گو اسے چائے خود بنانا پڑتی تھی۔ ناشتہ قریب کے ایک ہوٹل سے اس کے فلیٹ پر پہنچایا جاتا تھا جبکہ لنچ اور ڈنر وہ اپنی مرضی اور پسند کے ہوٹلوں میں کرتا تھا۔ سلیمان اپنے کسی قریبی عزیز کی شادی کے سلسلے میں گاؤں گیا ہوا تھا اور گاؤں کی روایات کے مطابق شادی کی تقریبات شادی سے ایک ہفتہ پہلے ہی شروع ہو جاتی تھیں اور یہ تقریبات شادی سے ایک ہفتہ بعد تک جاری رہتی تھیں۔

دیہات میں شادی کے فنکشن کو قدیم دور کی طرح آج بھی بڑے بھرپور انداز میں منایا جاتا تھا جبکہ شہروں میں یہ کام الٹ ہو چکا تھا۔ شہروں میں کام کی تیز رفتاری، بے پناہ مصروفیات اور مہنگائی

نے مل کر تقریبات کو صرف رسمی بنا دیا تھا۔ لوگ رسماً شرکت کرتے تھے اور شادی سے متعلقہ لوگ بھی تقریب کو دل سے منانے کی بجائے رسماً ہی پورا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سلیمان دو ہفتوں کا کہہ کر گاؤں گیا تھا اور آج اسے گئے ہوئے دوسرا دن تھا۔

عمران فلاسک میں چائے بھر کر سامنے رکھے ہوئے تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد آدھی پیالی بھر لیتا تھا اور پھر چسکیاں لے لے کر اسے پیتا تھا اور ساتھ ساتھ کتابوں کا مطالعہ بھی جاری رہتا تھا کیونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے عمران کے پاس فرصت ہی فرصت تھی۔ عمران کتاب کے مطالعہ میں ڈوبا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی لیکن عمران نے اس طرف توجہ نہ کی مگر جب گھنٹی مسلسل بجتی رہی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”دشمن مطالعہ مسلسل گھنٹی بجاتے آلہ پر کون صاحب ہیں“۔ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر اونچی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

”رینڈل بول رہا ہوں عمران صاحب“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

”رینڈل۔ کمال ہے۔ پہلے رینڈیرز تو سنا تھا کہ دنیا کے سرد ترین علاقے قطبین میں پایا جاتا تھا، اس کی کھال کا لباس بنایا جاتا تھا اور اس کا گوشت خشک کر لیا جاتا تھا۔ یہ رینڈل کیا اس کا

جدید ایڈیشن ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ میں رینڈل بول رہا ہوں ایکریمین ریڈ زیرو ایجنسی کا رینڈل۔ میرے ساتھ میری بیوی اور اسسٹنٹ ڈکشا بھی ہے۔ ہم دونوں ابھی پاکیشیا پہنچے ہیں اور اس وقت ہوٹل برگنزا سے بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا تو عمران ریڈ زیرو ایجنسی کا حوالہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”ریڈ زیرو۔ کمال ہے۔ پہلے ریڈ ایریا ہوا کرتا تھا جہاں جانے سے شرفاء اپنے بچوں کو منع کرتے تھے۔ بہرحال مجھے یاد آ گیا ہے کہ ایک چوکور چہرے والا خوبصورت، محنتی، زیرک اور عقل مند ایجنٹ ہوا کرتا تھا جس کا نام رینڈل تھا اور میں اسے رینڈل کی بجائے ہینڈل کہا کرتا تھا“...... عمران نے باقاعدہ کنٹری کرنے کے انداز میں کہا۔

”شکر ہے آپ کو یاد تو آ گیا۔ میں اور ڈکشا دونوں آپ کے فلیٹ پر آ رہے ہیں۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی“...... دوسری طرف سے رینڈل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کوئی خوشخبری سنا دی گئی ہو۔

”ارے۔ ارے۔ میرا باورچی ان دونوں چھٹی پر گاؤں گیا ہوا ہے اور مجھے تو پوری طرح چائے بھی بنانی نہیں آتی۔ کبھی پتی ڈالنا بھول جاتا ہوں اور کبھی پانی ڈالنا، اور پھر یہ تو اچھی بات نہیں ہے کہ تم مہمان ہو کر تکلیف کرو۔ میں خود ہی تکلیف کر لیتا ہوں اور

ہوٹل برگنزا تمہارے پاس پہنچ جاتا ہوں۔ بے شک تم مجھے لنچ کی آفر دے دینا۔ میں قبول کر لوں گا۔ آخر مہمانوں کی عزت و تکریم بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے“...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ آ جائیں۔ کمرہ نمبر تین سو تین برگنزا ہوٹل“...... دوسری طرف سے رینڈل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکر ہے تم نے تین سو تین کہا ہے۔ تین سو دو نہیں کہا ورنہ میرا دل ڈوب جاتا“...... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میرا کمرہ نمبر تین سو تین ہے، تین سو دو نہیں اور یہ دل ڈوبنے والا کیا سلسلہ ہے“...... رینڈل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہمارے ملک کی تعزیرات میں سیکشن تین سو دو قتل پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی سزا پھانسی ہے اور ہمارے ملک میں قتل کے کیس کی انکوائری اس انداز میں ہوتی ہے اور عدالتی کارروائی اس قدر طویل ہوتی ہے کہ تین سو دو کے ملزم، خیال رکھنا میں ملزم کہہ رہا ہوں یعنی صرف اس پر الزام ہوتا ہے، مجرم نہیں کیونکہ ملزم عدالتی فیصلے کے بعد اگر اس پر جرم ثابت ہو جائے تو وہ مجرم کہلاتا ہے۔ بہرحال تین سو دو کا ملزم انصاف ملنے تک اپنی تمام جائیداد اس مقدمے میں لگا چکا ہوتا ہے اور نہ صرف اتنا مقروض ہو چکا ہوتا ہے کہ اگر بری ہو جائے تو باقی تمام عمر قرض اتارنے میں لگ جاتی

ہے اور اگر سزا یافتہ ہو جائے تو اس کی اولاد اپنی باقی عمر قرض اتارتی رہ جاتی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر تین سو دو کا سیکشن کسی ہرے بھرے درخت پر لگا دیا جائے تو وہ اس سیکشن کی ہیبت کی وجہ سے سوکھ سڑ جاتا ہے اس لئے کہہ رہا تھا کہ شکر ہے تم نے تین سو تین کہا ہے، تین سو دو نہیں کہا"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رینڈل کافی دیر تک بے اختیار ہنستا رہا۔

"کوشش کرو کہ میرے پہنچنے تک اسی طرح ہنستے رہو تاکہ تم سے ملاقات ہو تو تم ہنس رہے ہو۔ ہمارے ہاں یہ شگون لئے جاتے ہیں کہ اگر کوئی اہم کام کے لئے گھر سے نکلے اور کوئی ہنستا ہوا آدمی اسے دکھائی دے یا شادی کی برات آتی دکھائی دے تو شگون اچھا سمجھا جاتا ہے کہ وہ اہم کام کامیاب ہو جائے گا اور اگر گھر سے نکلتے ہوئے کوئی غمزدہ یا روتا پیٹتا آدمی نظر آ جائے یا کسی جنازہ سے ٹکراؤ ہو جائے تو پھر سمجھو کہ شگون اچھا نہیں ہے اور اہم کام نہیں ہوگا اس لئے اگر تم ہنستے ہوئے ملو گے تو لنچ مل جائے گا ورنہ شک والا معاملہ ہے۔ بہرحال میں آ رہا ہوں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ایک بار پھر ہنسنے کی آواز سن کر اس نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ سلیمان کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہ بوریت محسوس کر رہا تھا اور اس کی کسر اس نے رینڈل سے باتیں کرتے ہوئے نکال لی تھی۔ کتاب بند کر

کے اس نے الماری میں رکھی اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل برگنزا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی لیکن اب وہ سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ ایکریمیا کی ٹاپ ریڈ زیرو ایجنسی کا ایجنٹ رینڈل پاکیشیا کیوں آیا ہوگا اور اس نے یہاں آ کر اس سے کیوں رابطہ کیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک ایکریمینز کو کوئی ذاتی مفاد نہ ہو تو وہ کسی سے سیدھے منہ بات کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں اس لئے رینڈل کا پاکیشیا آتے ہی اسے فون کرنا بتا رہا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی خاص مقصد موجود ہے اور یہی مقصد معلوم کرنے وہ جا رہا تھا۔ ویسے وہ ان دونوں کو فلیٹ پر بلا لیتا لیکن ظاہر ہے سلیمان کی عدم موجودگی میں ان کی خاطر مدارت نہ کی جا سکتی تھی اور عمران کو لامحالہ انہیں لے کر کسی ہوٹل کا رخ کرنا پڑتا اس لئے اس نے خود ہوٹل برگنزا پہنچنے کی بات کر دی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل برگنزا کی پارکنگ میں کار روک کر نیچے اترا اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس وقت ہوٹل کا وسیع و عریض ہال تقریباً خالی تھا۔ عمران کو رینڈل کا کمرہ نمبر معلوم تھا لیکن پھر بھی وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب آپ"...... کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ شاہد تم یہاں۔ تم تو میرے خیال میں ہالی ڈے میں

تھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہاں زیادہ معاوضے کی آفر ہوئی تو میں یہاں آ گیا۔ آپ آج اس وقت کیسے تشریف لائے ہیں''...... شاہد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کمرہ نمبر تین سو تین میں ایک ایکریمین جوڑا موجود ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے بلایا ہے لیکن پہلے مجھے بتاؤ کہ یہ جوڑا کب آیا ہے''...... عمران نے کہا تو شاہد کاؤنٹر پر موجود کمپیوٹر کی طرف مڑا اور اس نے تیزی سے انگلیاں چلائیں اور پھر سیدھا ہو گیا۔

''دو گھنٹے پہلے پہنچے ہیں۔ کمرہ ولنگٹن سے ہی بک کرا لیا گیا تھا۔ مرد کا نام رینڈل ہے اور عورت کا نام ڈکشا ہے''...... شاہد نے کمپیوٹر سکرین پر ڈسپلے ہونے والے الفاظ پڑھتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ تین سو تین کا مطلب تیسری منزل کا تیسرا کمرہ، کیونکہ ہوٹلوں میں کمروں کے نمبر اس انداز میں رکھنے کا رواج تھا۔ چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر تین کے بند دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ دروازے کی سائیڈ میں نیم پلیٹ موجود تھی جس پر رینڈل اور ڈکشا کے نام درج تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے رینڈل کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود

موجود ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو کٹاک کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو سامنے رینڈل موجود تھا۔ عمران اسے کافی سالوں بعد دیکھ رہا تھا لیکن اس میں سرمو فرق نہ آیا تھا۔

''آیئے۔ آیئے عمران صاحب۔ ویل کم''...... رینڈل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ عمران اندر داخل ہوا تو سامنے ایک خوبصورت اور متناسب جسم کی مالک لڑکی موجود تھی۔

''یہ میری بیوی اور اسسٹنٹ ڈکشا ہے اور ڈکشا یہ ہیں وہ عالمی شہرت یافتہ عمران صاحب''...... رینڈل نے باقاعدہ دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''بیوی اور اسسٹنٹ دو متضاد لفظ ہیں رینڈل۔ بیوی اور باس کہا کرو''...... عمران نے کہا تو رینڈل اور ڈکشا دونوں ہنس پڑے۔ پھر رسمی جملے بولنے کے بعد وہ سٹنگ روم میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران کے کہنے پر رینڈل نے اپنے اور ڈکشا کے لئے شراب اور عمران کے لئے ایپل جوس منگوا لیا۔

''عمران صاحب۔ آپ پر زمانے کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آپ ویسے ہیں جیسے کئے سال پہلے میں نے دیکھا تھا''...... رینڈل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو کنوارہ ہوں اس لئے مجھ پر زمانے نے کیا اثر ڈالنا

تھا۔ مجھے تو تم پر حیرت ہے کہ ڈکشا جیسی حسینہ عالم اور خوبصورت لڑکی کے شوہر ہونے کے باوجود تم ویسے کے ویسے ہو ورنہ تمہیں تو زیادہ جوان نظر آنا چاہئے تھا“...... عمران نے کہا۔

”مجھے حسینہ عالم کہنے کا بے حد شکریہ عمران صاحب“...... ڈکشا نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ عمران صاحب پلیز۔ میں ڈکشا کو ساتھ واپس لے جانا چاہتا ہوں اور اگر آپ نے اسی طرح اس کی تعریفیں شروع کر دیں تو اس نے واپس جانے سے ہی انکار کر دینا ہے“...... رینڈل نے کہا تو اس کی اس خوبصورت بات پر عمران بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ڈکشا بھی ہنس پڑی تھی۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو رینڈل اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ایک ایپل جوس کا ٹن رکھا ہوا تھا جبکہ دو شراب سے بھرے جام تھے۔ ویٹر نے شراب سے بھرے دونوں جام اور جوس کا ٹن میز پر رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا تو رینڈل نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے ایک خصوصی آفر لے کر آیا ہوں اور مجھے آپ سے خصوصی مدد بھی چاہئے“...... رینڈل نے کرسی پر بیٹھ کر شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”کھل کر بات کرو رینڈل۔ تم میرے دوست رہے ہو اور اگر

میرے ملک کے خلاف کوئی کام نہ ہوا تو میں کھل کر تمہاری مدد کروں گا“...... عمران نے ایپل جوس کا ٹن اٹھاتے ہوئے کہا جبکہ دوسرا شراب کا گلاس ڈکشا نے اٹھا لیا لیکن وہ بات چیت میں کوئی حصہ نہ لے رہی تھی اور پھر رینڈل نے شراب کا گھونٹ لے کر گلاس میز پر رکھا اور اپنے چیف کی بتائی ہوئی تمام تفصیل اس نے لفظ بہ لفظ دوہرا دی۔ رینڈل مسلسل بول رہا تھا اس لئے عمران خاموش رہا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”اگر ایسا ہوا ہے جیسے تم بتا رہے ہو رینڈل۔ تو یہ دنیا پر حکومت کرنے کا سب سے کامیاب ہتھیار ہے۔ آج سے کئی سال پہلے مجھے معلوم ہوا تھا کہ شوگران میں بھی ایسے ہی تجربات ہو رہے ہیں کہ چاولوں کی ایسی کراس بریڈ پیدا کی جائے جو منوں بلکہ ٹنوں کے حساب سے پیداوار دے لیکن بعد میں اطلاع ملی کہ سائنس دان مکمل طور پر ناکام رہے تھے حتیٰ کہ اسے وقت کا ضیاع سمجھ کر منصوبہ ہی ترک کر دیا گیا تھا جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ ڈاکٹر کمال حسین کامیابی کے قریب پہنچ گیا تھا جب اس کا ذہنی توازن خراب ہو گیا تھا“...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو گرین گارڈ نے ڈاکٹر کمال حسین کو بھی یہاں سے اغوا کیا اور فارمولا ایکریمیا سے اڑایا ہے“...... رینڈل نے کہا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مجھے ذاتی طور پر اس بات پر یقین ہے کہ آپ اپنی ذہانت، محنت اور وسیع تعلقات کی بناء پر ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتے ہیں۔ سپر پاورز کی تمام ایجنسیاں گرین گارڈ کے ہیڈکوارٹر اور اس کے کرتا دھرتا افراد کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکیں اور مجھے بھی شاید کامیابی نہ ہو یا اگر ہو تو اتنی دیر ہو جائے کہ پھر اس کامیابی کا کوئی فائدہ ہی نہ ہو اس لئے اگر آپ ڈاکٹر کمال حسین کو برآمد کرنے اور گرین گارڈ کا ہیڈکوارٹر ٹریس کرنے پر کام شروع کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس ناممکن کو ممکن بنا دیں گے۔ اب رہی یہ بات کہ آپ یا آپ کے ملک کو اس سے کیا فائدہ ہو گا تو ویسے تو یہ فارمولا ایکریمیا کی ملکیت ہے۔ ڈاکٹر کمال حسین نے اس پر وہیں کام کیا لیکن میں اس فارمولے کی ایک کاپی آپ کو دینے کا وعدہ کرتا ہوں تاکہ آپ کا ملک بھی اس کامیابی سے فائدہ اٹھا سکے اور کسی کے زیر نگر نہ رہے"...... رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سارے معاملے میں دو قباحتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ابھی یہ طے نہیں ہوا کہ کیا گرین گارڈ کے ڈاکٹر سائنس دان کمال حسین کے ذہن کا اس انداز میں علاج کر لیں گے کہ وہ دوبارہ اس فارمولے پر کام کرنے کے لائق ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ کام

شروع بھی کرے تو کب تک کامیاب ہو گا اور پھر اسے وسیع پیمانے پر اس قدر وسیع بنیاد پر کہ پوری دنیا کو خوراک سپلائی کی جا سکے۔ کب تک ہو سکتا ہے اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ تم وہاں پہنچ جاتے ہو لیکن ابھی ڈاکٹر کمال حسین ذہنی طور پر ٹھیک نہ ہوا ہو تو تم کیا کرو گے اور اگر وہ کامیاب نہ ہوا تو پھر تم کیا کرو گے۔ ان ساری قباحتوں کا حل کیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے چیف سے یہ بات کی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ گرین گارڈ کو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس کے ڈاکٹر واقعی ڈاکٹر کمال حسین کو ٹھیک کر سکتے ہیں اس وقت تک وہ ڈاکٹر کمال حسین کو اس فارمولے سمیت اغوا نہیں کر سکتے۔ ان کی یہ کارروائی بتا رہی ہے کہ انہیں جلد از جلد اپنی کامیابی پر یقین ہے"۔ رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ جواب واقعی دل کو لگتا ہے لیکن اب دوسری بات کہ میں تمہیں ٹریس کر دیتا ہوں کہ ڈاکٹر کمال حسین کو کہاں رکھا گیا ہے یا وہ کہاں اس فارمولے پر فائنل کام کر رہا ہے اور تم وہاں پہنچنے میں ناکام رہے یا وہاں پہنچ کر فارمولا حاصل کرنے میں ناکام رہے تو پھر"...... عمران نے کہا تو رینڈل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ یہ بات کہہ سکتے ہیں عمران صاحب۔ لیکن مجھے اپنی

ذات اور ڈکشا پر یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے''...... رینڈل نے جواب دیا۔

''گڈ۔ تمہارا یہ اعتماد واقعی مجھے پسند آیا ہے۔ گڈ شو۔ اب سمجھو کہ تم آدھے کامیاب ہو چکے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... رینڈل نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہیں اس سارے مشن کے لئے چھ ماہ دیئے گئے ہیں۔ اب اگر مجھے تلاش کرنے میں دو ماہ لگ جاتے ہیں تو اس دوران تم کہاں رہو گے۔ یہاں پاکیشیا میں یا واپس چلے جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''ہم اپنے طور پر یہاں کوشش کریں گے۔ ہم مشن پر ہیں اس لئے ہم بہرحال کوشش کرتے رہیں گے۔ اگر ہمیں آگے بڑھنے کا کوئی کلیو ملا تو ہم اس کلیو پر آگے بڑھ جائیں گے اور اگر نہ کلیو ملا تو کوشش تو بہرحال کرتے رہیں گے کیونکہ ہم نے ہر صورت میں یہ مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ ہماری ڈیوٹی ہے''۔ رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام کرو۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔ اس کے بعد کیا ہوگا یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ڈاکٹر کمال حسین کا سراغ لگانا ہے اور گرین گارڈ کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم جس کلیو پر کئی روز بعد پہنچیں گے آپ اس پر چند گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔ یہ بھی آپ کا اعزاز ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ جلد ہی معاملات کو فائنل کر دیں گے''...... رینڈل نے کہا۔

''اس حسن ظن کا بے حد شکریہ۔ لیکن مقابلہ گرین گارڈ سے ہے جس کے بارے میں تم بتا رہے ہو کہ وہ پوری دنیا پر حکومت کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہے اور ابھی تک اس حد تک خفیہ ہے کہ کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''ارے بیٹھیں۔ لنچ ہمارے ساتھ کر کے جائیں''...... رینڈل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں تو لنچ نہیں کرتا برنچ کرتا ہوں اور وہ میں نے کر لیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''برنچ۔ وہ کیا ہوتا ہے''...... رینڈل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بریک فاسٹ اور لنچ کو ملا کر برنچ کہا جاتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ رینڈل اور ڈکشا دونوں اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے جبکہ عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جو کچھ رینڈل نے بتایا تھا اس نے

اسے چونکا دیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ دنیا کی آبادی کے تیزی سے پھیلاؤ، زرعی رقبہ جات کا مسلسل کم ہونا اور ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے زرعی پیداوار کم ہوتی جا رہی ہے اور آئندہ صدیوں میں دنیا پر حکومت وہی ملک کر سکتا ہے جو وافر اجناس پیدا کر سکتا ہو اس لئے یہ خاصا اہم اور سنجیدہ معاملہ تھا اور عمران نے اس پر پوری سنجیدگی سے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ایک بڑے سائز کی میز کے پیچھے اونچی پشت والی ریوالونگ چیئر پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ آدمی یورپی نژاد تھا۔ اس نے گہرے براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا جس کا فریم سیاہ رنگ کا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی جس پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں کہ اس کے دائیں ہاتھ پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس آدمی نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ہاورڈ بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ایشیا ڈیسک سے رابرٹ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری

طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو ہاورڈ چونک پڑا۔

"کوئی خاص بات"...... ہاورڈ نے چونک کر کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے جناب کہ ایکریمیا کی ریڈ زیرو ایجنسی کا ایجنٹ رینڈل اپنی اسسٹنٹ کے ساتھ پاکیشیا پہنچا ہے۔ وہ ڈاکٹر کمال حسین کے اغوا پر کام کر رہا ہے اور اس کی ملاقات پاکیشیا کے سب سے خطرناک ایجنٹ عمران سے ہوئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ عمران کے نام پر چونکا تھا۔

"تفصیلات بتاؤ"...... ہاورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"تفصیل کے مطابق رینڈل اور عمران پرانے دوست ہیں۔ رینڈل نے عمران کے ذمے لگایا ہے کہ وہ معلوم کر کے اسے بتائے کہ ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا سے اغوا کر کے کہاں لے جایا گیا ہے اور گرین گارڈ کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور عمران نے اس کا وعدہ کر لیا ہے"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"کیسے یہ تفصیل معلوم ہوئی ہے"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"ہمارے آدمیوں نے جدید ترین آلات کی مدد سے ان کے درمیان کمرے میں ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہارے آدمیوں کو اس رینڈل کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے"...... ہاورڈ نے پوچھا۔

"پاکیشیا میں جس گروپ نے ڈاکٹر کمال حسین کے اغوا میں مدد کی تھی۔ اس گروپ کا انچارج ایکریمین نژاد ہے۔ اس کا نام رونالڈ ہے۔ وہ اب مستقل پاکیشیا کا باشندہ ہے۔ اس سے پہلے وہ ایکریمین ایجنسی میں کام کرتا رہا ہے اور وہ رینڈل کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اس نے رینڈل کو ہوٹل میں دیکھا تو وہ چونک پڑا اور پھر اس نے ان کی نگرانی شروع کر دی۔ پھر عمران وہاں پہنچا تو وہ مزید چونک پڑا اور اس کے بعد ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا"...... رابرٹ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ریکارڈنگ تمہارے پاس موجود ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یس سر۔ مجھے فون پر اس ریکارڈنگ کی ٹیپ کرائی گئی ہے"۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"تم بھی یہ ریکارڈنگ مجھے ٹیپ کرا دو"...... ہاورڈ نے کہا اور پھر فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ سناؤ ریکارڈنگ"...... ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے بات چیت شروع ہو گئی۔ ہاورڈ خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ تمام بات چیت فون کے اندر موجود خصوصی ٹیپ ریکارڈ میں ٹیپ ہو رہی ہے۔ گفتگو پوری تفصیل سے ٹیپ کی گئی تھی۔

"آپ نے سن لی ریکارڈنگ جناب"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارے آدمی نے واقعی انتہائی کام کی بات معلوم کی

ہے۔ ویری گڈ۔ اسے فوری بڑا انعام دے دو۔ ایسے آدمیوں کی قدر ہونی چاہئے''...... ہاورڈ نے کہا۔

''یس سر۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''میں سپر چیف کو رپورٹ دوں گا۔ پھر جو ہدایات وہ دیں گے اس پر عمل ہو گا''...... ہاورڈ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ہاروڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کر سائیڈ میں موجود الماری کھول کر اس نے ایک سیاہ رنگ کا مخصوص ساخت کا فون نکالا اور اس کی لیڈ اس نے سرخ رنگ کے فون کے ساتھ منسلک کر دی۔ اس کے بعد اس نے سیاہ رنگ کے فون پر موجود نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ایچ کیو''...... ایک مشینی آواز سنائی دی۔

''نمبر تھری ہاورڈ بول رہا ہوں۔ سپر چیف کو ایک انتہائی اہم رپورٹ دینی ہے''...... ہاورڈ نے کہا۔

''ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔ ہاورڈ کو معلوم تھا کہ اب اس کے بارے میں تحقیقات ہو گی اور جب ہیڈ کوارٹر کا اطمینان ہو گا تو پھر اس سے رابطہ کیا جائے گا۔ چونکہ یہ سارا کام سیٹلائٹ کے ذریعے ہوتا ہے اس لئے اس میں چند سیکنڈ لگتے ہیں اور یہی ہوا۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''سپر چیف فرام دس اینڈ''...... بولنے والے کے لہجے میں

کر خفگی کا تاثر نمایاں تھا۔

''سر۔ ایشیا ڈیسک سے ایک اہم رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر کمال حسین کے پاکیشیا سے اغوا اور ایکریمیا سے کراس بریڈ کا فارمولا اٹھائے جانے پر ایکریمیا کی ریڈ زیرو ایجنسی نے کام شروع کر دیا ہے اور اس کا ایک ایجنٹ رینڈل اور اس کی بیوی ڈکشا دونوں پاکیشیا پہنچ گئے ہیں اور پھر رینڈل نے عمران کو فون کر کے اپنے پاس بلایا اور اس سے مدد کی درخواست کی ہے''...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تفصیلات حاصل کی گئی ہیں اس ملاقات کی''...... سپر چیف نے کہا۔

''یس سر۔ ان دونوں کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ کی گئی ہے اور مجھ تک پہنچ چکی ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو یہ پوری ریکارڈنگ میں آپ کو منتقل کر دوں''...... ہاورڈ نے کہا۔

''ہاں۔ کر دو''...... سپر چیف نے کہا تو ہاورڈ نے سیاہ رنگ کے فون کے دو بٹن پریس کرنے کے بعد سرخ رنگ کے فون کے دو بٹن پریس کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ ٹیپ چل پڑا ہو گا اور دوسری طرف موجود سپر چیف نہ صرف یہ گفتگو سن رہا ہو گا بلکہ وہاں یہ گفتگو ٹیپ بھی ہو رہی ہو گی۔ پھر ہلکی سی کٹاک کی آواز سنائی دی تو ہاورڈ نے سیاہ فون کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''سپر چیف۔ آپ نے ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو

سن لی ہے۔ اب کیا حکم ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"رینڈل، ڈکشا اور عمران ان تینوں کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن ایسا گروپ استعمال کیا جائے جس کا کوئی تعلق ہم سے نہ ہو"۔ سپر چیف نے کہا۔

"یس سپر چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے کٹاک کی آواز سنائی دی اور ہاورڈ سمجھ گیا کہ رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ اس نے فون آف کیا۔ اس کی لیڈ سرخ رنگ کے فون سے علیحدہ کی اور پھر اٹھ کر اس نے سیاہ رنگ کے فون کو واپس الماری میں رکھا اور الماری بند کر کے دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سپر چیف نے حکم دیا ہے کہ رینڈل، اس کی بیوی ڈکشا اور عمران تینوں کو کسی ایسے گروپ کے ذریعے ہلاک کرا دیا جائے جس کا کوئی تعلق ہم سے اور خاص طور پر تم سے نہ ہو"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری چیف۔ رینڈل اور اس کی بیوی کی حد تک تو یہ کام ہو

سکتا ہے لیکن عمران کے خلاف کوئی گروپ یہ کام نہیں کرے گا کیونکہ وہ لوگ عمران کو مافوق الفطرت سمجھتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اب تک ہزاروں بار بڑے سے بڑے گروپوں نے عمران کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہر بار عمران نہ صرف بچ نکلا بلکہ اس گروپ کو بھی مکمل طور پر ختم کر دیا گیا اور چیف، رینڈل کو بھی ختم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ حالات عمران تک پہنچ چکے ہیں۔ وہ اور زیادہ اس معاملے میں سنجیدہ ہو جائے گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"لیکن سپر چیف کا حکم ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ان کے حکم کی ہر صورت میں تعمیل ہو گی۔ تم ایسا کرو کہ رینڈل اور اس کی بیوی پر کام کرو۔ عمران کے لئے میں کچھ اور سوچتا ہوں"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ آپ کے تعلقات بے حد وسیع ہے۔ آپ تو وہاں سے بھی گروپ بھجوا سکتے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"مجھے رپورٹ دیتے رہنا کیونکہ سپر چیف نے ساتھ ساتھ رپورٹ دینے کا بھی حکم دیا ہے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... رابرٹ نے جواب دیا تو ہاورڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"رابرٹ بات تو ٹھیک کر رہا ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ سپر چیف کے احکامات کی تعمیل تو کرنا ہو گی۔ لیکن لگتا ہے کہ رابرٹ

اس معاملے پر کوئی نہ کوئی گیم کھیلے گا۔ اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ عمران کے خلاف کارروائی کرنے پر آمادہ نہیں۔ مجھے خود اس سلسلے میں بھی کام کرنا چاہئے"...... ہاورڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اس پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ گراہم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں گراہم۔ لاس ڈیگو سے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ تم۔ آج بڑے دنوں بعد یاد کیا ہے"...... دوسری طرف سے گراہم نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"بس بزنس ہی ایسا ہے کہ ہر وقت مصروف رہنا پڑتا ہے"۔ ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے گراہم بے اختیار ہنس پڑا۔

"کس بزنس کی بات کر رہے ہو۔ ظاہری یا اصلی"...... گراہم نے کہا۔

"ارے۔ تم ہر بار یہی بات کر دیتے ہو۔ تمہیں پتہ تو ہے کہ میرا اسپئیر پارٹس کا بین الاقوامی بزنس ہے لیکن تم ہر بار اصلی اور ظاہری کا چکر چلا دیتے ہو"...... ہاورڈ نے کہا۔

"میرا تعلق ایجنسی سے ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ تمہارا

ظاہری بزنس تو واقعی بین الاقوامی سطح پر سپئیر پارٹس کا ہے لیکن اصلی بزنس کے بارے میں بھی مجھے رپورٹس ملتی رہتی ہیں۔ حساس نوعیت کے اسلحے کی اسمگلنگ کے بین الاقوامی ریکٹ کا ایک حصہ تم بھی ہو"...... گراہم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم سے واقعی کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔ اب کیا کیا جائے"...... ہاورڈ کے لہجے میں گہرا اطمینان نمایاں تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں گراہم اس کی گرین گارڈ سے وابستگی کے بارے میں نہ جانتا ہو لیکن گراہم کو صرف اسلحے کی اسمگلنگ کی حد تک ہی علم تھا اس لئے اس کے لہجے میں اطمینان ابھر آیا تھا۔

"اب ایسی باتیں فون پر نہیں کی جاتیں گراہم۔ محتاط رہا کرو"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال اب تم بتاؤ کہ کیسے فون کیا ہے"...... گراہم نے کہا۔

"پاکیشیا کے کسی علی عمران نامی ایجنٹ کو جانتے ہو"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں۔ تمہارا اس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"...... گراہم نے پوچھا۔

"وہ ہمارے ایک دوسرے بزنس کے آڑے آ رہا ہے اس لئے ہم اسے فنش کرانا چاہتے ہیں۔ تمہاری نظر میں کوئی گروپ ہے جو یقینی طور پر یہ کام کر گزرے۔ معاوضہ منہ مانگا دیا جائے گا"۔ ہاورڈ

نے کہا۔

''ویسے تو شاید ہی کوئی گروپ عمران کے خلاف کام کرنے پر آمادہ ہو کیونکہ آج تک ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار اس پر قاتلانہ حملے کئے گئے ہیں لیکن ہر حملے میں وہ نجانے کس طرح بچ نکلتا ہے اور نہ صرف بچ نکلتا ہے بلکہ حملہ آور گروپ کو بھی فنش کر دیا کرتا ہے اس لئے کوئی بھی عمران کے خاتمے پر کسی بھی قیمت پر تیار نہیں ہوتا۔ البتہ ایک گروپ ابھی حال ہی میں ایکریمیا سے وہاں گیا ہوا ہے۔ اس کے سرغنہ کا نام برائیڈ ہے۔ وہ خاصا فعال، تیز اور ٹھیک کام کرنے والا گروپ ہے لیکن وہ معاوضہ اپنی مرضی کا مانگے گا''۔ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''معاوضے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کام حتمی اور یقینی طور پر ہونا چاہئے''...... ہاورڈ نے کہا۔

''میں تمہیں اس کا نمبر دے دیتا ہوں۔ تم اس سے بات کر لو''...... گراہم نے کہا۔

''ایسے کام اجنبی کالوں پر نہیں کئے جاتے۔ اتنی بات تو تم بھی جانتے ہو۔ تم اسے فون کرو اور اگر وہ آمادہ ہو جائے تو معاوضہ بھی خود ہی طے کر لو اور سنو۔ جو معاوضہ تم طے کرو گے وہ مجھے منظور ہو گا اور مزید دس فیصد تمہارا وقت لینے کا ہو گا''...... ہاورڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ پھر تمہیں کال کرتا ہوں''۔ گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاورڈ نے

رسیور رکھ دیا۔

''اب اگر برائیڈ ناکام بھی ہو جاتا ہے تو بات گراہم تک ہی پہنچے گی۔ مجھے تک نہیں پہنچے گی''...... ہاورڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاورڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ہاورڈ بول رہا ہوں''...... ہاورڈ نے کہا۔

''گراہم فرام دس اینڈ''...... دوسری طرف سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

''کوئی بات ہوئی''...... ہاورڈ نے کہا۔

''ہاں۔ برائیڈ سے میری بات ہوئی ہے۔ پہلے تو اس نے انکار کر دیا کیونکہ پاکیشیا میں وہ بھی عمران کے بارے میں سن چکا ہے لیکن میرے اصرار پر کہ ایک آدمی پر اچانک فائر کھول دینے سے وہ کیسے بچ سکتا ہے اور میں نے برائیڈ سے کہا کہ وہ اور اس کا گروپ تو اس معاملے میں بے حد معروف ہے تو وہ میرے اصرار پر مان گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ نتائج حتمی اور یقینی ہونے چاہئیں تو اس نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا لیکن اس نے اس کام کی تکمیل کے لئے ایک ہفتہ مانگا ہے تاکہ وہ حتمی نتائج دے سکے اور معاوضہ ایک لاکھ ڈالرز اور وہ بھی پورا پیشگی''...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو گراہم۔ تم نے واقعی میرے لئے کام کیا ہے۔ یہ

تمہارا مجھ پر احسان ہے۔ میں ابھی تمہیں ایک لاکھ اور دس ہزار ڈالرز بھجوا دیتا ہوں۔ تم اپنے بینک اکاؤنٹ کے بارے میں بتا دو‘‘...... ہاورڈ نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی جو ہاورڈ نے سائیڈ پر رکھے ہوئے پیڈ پر نوٹ کر لی۔

’’اوکے۔ رقم ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی جائے گی اور میں تمہاری طرف سے مثبت رپورٹ کا منتظر رہوں گا‘‘...... ہاورڈ نے کہا۔

’’بے فکر رہو۔ نتائج حتمی ہوں گے‘‘...... گراہم نے جواب دیا تو ہارووڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنے سیکرٹری کو گراہم کے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل بتا کر اسے ایک لاکھ دس ہزار ڈالرز ٹرانسفر کرنے کا حکم دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ریڈل اور ڈکشا دونوں کار میں سوار کہکشاں کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کہکشاں کالونی دارالحکومت کے مضافات میں تھی اور کہا جاتا تھا کہ یہ کالونی دارالحکومت کی سب سے پہلی کالونی ہے اور شاید یہی وجہ تھی کہ اس کالونی کی تمام چھوٹی بڑی کوٹھیوں کا طرز تعمیر خاصا پرانا تھا۔ کار ریڈل نے ہوٹل سے ہائر کی تھی۔ ساتھ ہی مقامی ڈرائیور بھی تھا جبکہ ریڈل اور ڈکشا دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک موڑ مڑ کر کہکشاں کالونی میں داخل ہو گئی۔

’’سر۔ کس کوٹھی پر جانا ہے آپ نے‘‘...... ڈرائیور نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے ریڈل سے پوچھا۔

’’دو سو آٹھ‘‘...... ریڈل نے جواب دیا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تین سڑکوں پر گھومنے کے بعد کار ایک

پرانے طرز کی بنی ہوئی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے رک گئی۔ گیٹ کی سائیڈ میں ستون پر ڈاکٹر کمال حسین کی پرانی سی نیم پلیٹ موجود تھی، جس کے حروف بھی اڑے ہوئے تھے۔ کوٹھی پر بھی ویرانی چھائی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ رینڈل نیچے اترا اور اس نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک خاصی عمر کا بوڑھا آدمی جس نے سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا اور پیروں میں چپل تھی، باہر آ گیا۔

"جی صاحب۔ آپ نے کس سے ملنا ہے"...... بوڑھے نے رینڈل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کمال حسین سے"...... رینڈل نے کہا۔

"جناب۔ انہیں تو اغوا کر لیا گیا ہے اور ابھی تک وہ برآمد نہیں ہو سکے۔ پولیس کوشش کر رہی ہے"...... بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمیں بھی بتایا گیا ہے لیکن کیا کوٹھی میں ان کا کوئی عزیز نہیں ہے"...... رینڈل نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ڈاکٹر صاحب یہاں اکیلے رہتے تھے۔ ان کا ایک ہی بیٹا ہے جو مستقل طور پر ایکریمیا میں رہتا ہے اور وہ چھ سات سالوں سے یہاں نہیں آیا۔ میں ڈاکٹر صاحب کی جوانی کے دور سے ان کے ساتھ رہتا چلا آ رہا ہوں۔ میرا نام امام دین ہے۔ میں ان کا چوکیدار بھی ہوں اور ان کا ملازم بھی۔ مجھے البتہ باقاعدگی

سے بڑی معقول تنخواہ ملتی رہتی ہے"...... چوکیدار امام دین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ یا تو بڑھاپے کی وجہ سے اس کی کوئی سنتا نہ تھا یا پھر اکیلے رہنے کی وجہ سے وہ بولنے کے لئے ترس گیا تھا۔ چنانچہ موقع ملتے ہی وہ پوری رفتار سے مسلسل بولتا چلا گیا۔

"کیا ہم اندر بیٹھ کر آپ سے بات کر سکتے ہیں"...... رینڈل نے کہا۔

"ضرور جناب۔ لیکن میں آپ کی زیادہ خدمت نہ کر سکوں گا"...... امام دین نے کہا۔

"کوئی بات نہیں محترم۔ ہم صرف ڈاکٹر کمال حسین صاحب کے بارے میں بات کریں گے"...... رینڈل نے کہا۔

"میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں"...... امام دین نے کہا اور تیزی سے واپس چھوٹے پھاٹک کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھلا اور رینڈل کے کہنے پر ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ کوٹھی پر واقعی وحشت ناک ویرانی اور خاموشی طاری تھی۔ چوکیدار امام دین نے پھاٹک بند کیا اور پھر وہ رینڈل اور ڈکشا دونوں کو ڈرائینگ روم میں لے آیا جبکہ ڈرائیور وہیں کار کے اندر ہی بیٹھا رہا۔

"میں آپ کے لئے چائے بنا لاؤں"...... امام دین نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں ہمارے پاس بیٹھو بابا۔ ہم نے دو چار باتیں کرنی ہیں۔ چائے کا شکریہ"...... رینڈل نے امام دین سے کہا۔

"حکم سرکار۔ فرمایئے"...... امام دین نے ان کے نزدیک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کمال حسین صاحب کی کوئی تصویر ہے آپ کے پاس۔ کوئی تازہ ترین تصویر"...... رینڈل نے کہا۔

"جی۔ اخبار میں شائع ہوئی تصویر تو ہے۔ میں نے اخبار سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب بڑے طویل عرصے بعد واپس آئے تھے تو اخبار والوں نے یہاں آ کر ان کی تصویر بنائی تھی۔ وہی تصویر ہے لیکن اور کوئی تصویر نہیں ہے"...... چوکیدار جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہی تصویر دکھا دیں"...... رینڈل نے کہا۔

"آپ نے کیا کرنا ہے جناب تصویر کا"...... امام دین نے پوچھا۔

"جہاں ڈاکٹر صاحب کام کرتے رہے ہیں ہمارا تعلق وہاں سے ہے۔ ہم نے جا کر ان کی گمشدگی کی رپورٹ دینی ہے اس لئے ہم یہاں آئے ہیں"...... رینڈل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں لے آتا ہوں"...... امام دین نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میرے خیال میں ہم اندھیرے میں ٹاک ٹوئیاں مار رہے ہیں"...... ڈکشا نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"کہیں نہ کہیں سے آغاز تو کرنا ہی ہے"...... رینڈل نے جواب دیا تو ڈکشا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد امام دین ایک اخبار پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس نے اخبار رینڈل کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لیجئے صاحب"...... امام دین نے کہا تو رینڈل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اخبار اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ ایک سنگل کالم تصویر اخبار میں موجود تھی۔

"یہی ڈاکٹر کمال حسین صاحب ہیں"...... رینڈل نے تصویر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں صاحب۔ یہی ڈاکٹر صاحب ہیں"...... امام دین نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں یہ اخبار ساتھ لے جا سکتا ہوں"...... رینڈل نے اخبار کو تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"لے جائیں صاحب"...... امام دین نے جواب دیا تو رینڈل نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اخبار کو تہہ کر کے اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"ڈاکٹر صاحب کو کب اور کیسے اغوا کیا گیا۔ کیا آپ تفصیل بتائیں گے"...... رینڈل نے پوچھا۔

"صاحب۔ دو ہفتے پہلے کی بات ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کے کھانے کے لئے سامان خریدنے یہاں سے قریبی مارکیٹ گیا۔

ڈاکٹر صاحب اپنے کمرے میں تھے۔ میں جب واپس آیا تو میں
نے پھاٹک میں سے سیاہ رنگ کی ایک کار کو نکل کر دائیں طرف
مڑتے ہوئے دیکھا۔ میں حیران رہ گیا کیونکہ پھاٹک ویسے ہی کھلا
ہوا تھا۔ میں دوڑ کر قریب آیا اور پھر میں نے اندر جا کر دیکھا تو
ڈاکٹر صاحب موجود نہ تھے۔ ان کی چپل بھی ویسے ہی کرسی کے
نیچے پڑی تھی اور کمرے میں ایسے آثار واضح طور پر نظر آ رہے تھے
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو زبردستی لے جایا گیا
ہے۔ میں نے قریبی تھانے فون کر کے ان کو اطلاع دی تو پولیس
یہاں پہنچ گئی۔ انہوں نے ساری چیکنگ کی اور پھر میرا بیان لے کر
وہ چلے گئے۔ اس کے بعد اب تک ڈاکٹر صاحب کا کوئی پتہ نہیں
چلا''...... امام دین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کار کی کوئی نشانی۔ کوئی نمبر۔ کوئی خاص بات۔ کتنے افراد
آپ کو کار کے اندر بیٹھے ہوئے نظر آئے''...... رینڈل نے ماہر
تفتیش کرنے والوں کی طرح سوال پوچھتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ میں نے دور سے دیکھا تھا۔ بڑی سی سیاہ رنگ کی
کار تھی۔ اتنی دور سے مجھے تو نمبر نظر ہی نہیں آ سکتے تھے۔ ویسے کار
کی نمبر پلیٹ کا رنگ سرخ تھا۔ بس اتنا میں دیکھ سکا ہوں۔ کار کے
اندر بھی کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ کار کے شیشے کالے تھے''۔ امام
دین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب ہمیں اجازت۔ آپ کا شکریہ''...... رینڈل نے

اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس
نے امام دین کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

''اوہ جناب۔ اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے میری معقول تنخواہ ہر
ماہ ملتی رہتی ہے''...... امام دین نے کہا لیکن نوٹ اس نے تیزی
سے جیب میں ڈال لیا۔

''اب ڈاکٹر صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ ان کا بیٹا ایکریمیا میں
رہتا ہے۔ پھر کون دیتا ہے آپ کو تنخواہ''...... رینڈل نے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ جب ڈاکٹر صاحب ایکریمیا میں رہتے تھے تو انہوں
نے یہاں بینک میں بہت ساری رقم میرے اکاؤنٹ میں جمع کرا کر
ایسا انتظام کیا تھا کہ بنک سے ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو مجھے ایک
معقول رقم مل جاتی تھی اور یہ سلسلہ اب تک چلا آ رہا ہے۔ اس رقم
کے منافع سے مجھے رقم ملتی رہتی ہے اور میرا گزارہ اچھا ہو رہا
ہے''...... امام دین نے جواب دیا تو رینڈل نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

''اچھا یہ بتائیں کہ ڈاکٹر صاحب کے یہاں کون کون سے
دوست اور ملنے والے تھے''...... اچانک ذکشا نے پوچھا۔

''کوئی نہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب اپنے کمرے سے باہر نہ نکلتے
تھے اور نہ کسی سے ملتے تھے اور نہ ہی کسی کو ملنے کی اجازت دیتے
تھے۔ بس سارا دن کتابیں پڑھتے رہتے تھے اور کافی پیتے رہتے

تھے۔ فون بھی اٹنڈ نہیں کرتے تھے“...... امام دین نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ یہ باتیں کرتے ہوئے وہ کار تک پہنچ گئے۔

”چلو واپس ہوٹل چلو“...... رینڈل نے کار ڈرائیور سے کہا اور پھر رینڈل اور ڈکشا دونوں کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ امام دین نے آگے بڑھ کر پھاٹک کھول دیا اور ڈرائیور کار باہر لے آیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ اچانک پارکنگ سے آنے والی ایک کار جیسے ہی ان کی کار کے قریب آئی، کوئی چیز کار کے اندر گری اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور رینڈل کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ یکلخت کار سمیت فضا میں اڑتا جا رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کیونکہ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی پیدا ہوا تھا کہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے کار کے اندر طاقتور بم پھینکا گیا ہے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو چائے بنانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ یہ ان کا ذاتی ڈائریکٹ نمبر تھا اس لئے کال ملتے ہی ان کی آواز سنائی دی تھی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”لیس ڈاکٹر صاحب۔ فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“...... دوسری طرف سے سرداور کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید فارغ تھے۔

”ڈاکٹر کی خدمات حاصل کرنے کی عمر تو آپ کی آ گئی ہے

لیکن اس کے علاوہ آپ بزرگ ہیں اس لئے آپ کی خدمت کرنے کا وقت ہے، لینے کا نہیں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں ازخود آ کر آپ کے سر پر خالص سرسوں کے تیل کی مالش کر دیا کروں تاکہ ہمارا ملک سائنس میں تیزی سے ترقی کر سکے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور دوسری طرف سے سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے مذاق بھی مہنگا پڑتا ہے۔ بہرحال بولو۔ کیسے فون کیا ہے"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رسیور اٹھایا، نمبر پریس کئے اور فون ہو گیا"...... عمران نے کیسے فون کیا کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم نے مزید مذاق کیا تو میں رسیور رکھ دوں گا۔ میں نے ایک ضروری تجربے میں شامل ہونا ہے اور میرے پاس دس بارہ منٹ ہیں۔ بس"...... اس بار سردار نے خاصے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کیا ڈاکٹر کمال حسین کو جانتے ہیں جو طویل عرصے سے ایکریمیا کی کسی لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں اور پھر ان کا ذہنی توازن قدرے گڑبڑ ہو گیا تو انہیں واپس پاکیشیا بھیج دیا گیا اور اب انہیں یہاں سے اغوا کر لیا گیا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا نام بتایا ہے۔ ڈاکٹر کمال حسین"...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ ڈاکٹر کمال حسین"...... عمران نے کہا۔

"وہ سائنس کے کس شعبے سے متعلق تھے"...... سرداور نے پوچھا۔

"وہ شاید زرعی شعبے سے متعلق تھے۔ وہ اجناس کے پودوں کی کراس بریڈنگ کر کے ایسے پودے اگانا چاہتے تھے جو لیبارٹری میں ہی بے تحاشا پیداوار دے سکیں تاکہ دنیا میں آئندہ پیش آنے والے قحطوں سے نمٹا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ ان سے چند ماہ پہلے ایک سائنس کانفرنس میں ملاقات ہوئی تھی لیکن وہ اچھی خاصی باتیں کرتے ہوئے اچانک بہکی بہکی باتیں شروع کر دیتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ایکریمیا کی سٹار لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ تم کیوں ان کے بارے میں پوچھ رہے ہو"...... سرداور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان کے اس ریسرچ آئیڈیئے نے سپر پاورز کو بے حد اپیل کیا ہے اور ان سب کی حتمی رائے ہے کہ آئندہ مستقبل میں دنیا شدید ترین غذائی بحران سے دوچار ہونے والی ہے اس لئے اس ریسرچ کی کامیابی کا مطلب ہے کہ اس ملک کو جس کے پاس یہ ٹیکنالوجی ہو گی وہ پوری دنیا کو خوراک سپلائی کر سکتا ہے۔ اس طرح پوری دنیا پر بلا کسی رکاوٹ کے حکومت کر سکتا ہے لیکن ان کے ذہنی توازن کا ایکریمیا کے ڈاکٹروں کے پاس علاج

نہ تھا اس لئے وہ بے بس تھے لیکن اب انہیں اطلاع ملی ہے کہ کوئی خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے گرین گارڈ۔ اس کے ڈاکٹروں نے ڈاکٹر کمال حسین کا ذہنی توازن ٹھیک کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ گرین گارڈ کے آدمیوں نے انہیں یہاں سے اغوا کر لیا ہے اور ایکریمیا سے ان کا فارمولا جس پر وہ کام کر رہے تھے اور ان کے ذہنی توازن کی خرابی کی وجہ سے وہ فارمولا ادھورا رہ گیا تھا، وہ بھی انہوں نے اڑا لیا ہے۔ ایکریمین ایجنسیاں انہیں تلاش کرتی پھر رہی ہیں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایسے فارمولوں پر سپر پاورز ہی کام کر سکتی ہیں۔ ہمارے بس میں نہیں ہے ایسا کام''...... سرداور نے کہا۔

''لیکن آئندہ مستقبل میں غذائی بحران کا سامنا تو پوری دنیا کے ساتھ ہمیں بھی ہو گا اور یہی پیداوار تو مسئلہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''مسئلہ تو پوری دنیا کا ہے عمران بیٹے۔ لیکن ایسے فارمولوں پر کام بے حد طویل ہوتا ہے۔ پھر اس پر اس قدر کثیر لاگت آتی ہے کہ ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے''...... سرداور نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر کمال حسین کا فارمولا کامیابی کے قریب ہے۔ اگر وہ اسے مکمل کر لیتے ہیں اور یہ واقعی کامیاب ثابت ہوتا ہے تو پھر تو پوری دنیا کی باگ ڈور گرین گارڈ کے پاس چلی جائے گی اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ لازماً کوئی یہودی تنظیم ہے۔ یہودی ہی

ایسی سازشیں کرتے رہتے ہیں اور اگر واقعی یہ کوئی یہودی تنظیم ہے تو یہ بات طے شدہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو خوراک نہیں دینی''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن تم بتاؤ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں جو تم کہو اور جو ہمارے بس میں ہوا''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آج سے چند سال پہلے شوگران میں بھی ایسی ریسرچ ہوتی رہی ہے اور میں نے سنا تھا کہ کارمن کے سائنس دان بھی اس پر کام کرتے رہے ہیں۔ ایکریمیا میں تو ڈاکٹر کمال حسین کافی طویل عرصے سے یہ کام کر رہے تھے۔ آپ شوگران کے سائنس دانوں سے تفصیلی بات کریں۔ اگر یہ ڈاکٹر کمال حسین کا فارمولا انہیں مہیا کر دیا جائے تو کیا وہ اس پر مزید کام کر سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ایسے اہم منصوبوں پر کام تو ہر جگہ ہوتا ہی رہتا ہے اور پھر ایسے منصوبے فوراً کامیاب بھی نہیں ہوا کرتے۔ یہ مستقبل کے منصوبے ہوتے ہیں جن پر کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ بہرحال میں معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں کہ ڈاکٹر کمال حسین کا فارمولا کس حد تک پہنچ چکا تھا۔ سٹار لیبارٹری جہاں ڈاکٹر کمال حسین کام کرتے رہے ہیں اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ولسن میرے دوستوں میں سے ہیں''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں پاکیشیا میں ڈاکٹر کمال حسین کہاں رہے تھے۔ یہ بھی معلوم کرائیں تاکہ کم از کم انہیں تو حملہ آوروں کے قبضے سے چھڑایا جا سکے۔ وہ تو بہرحال پاکیشیائی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو"...... سرداور نے کہا۔

"آپ کتنی دیر میں یہ سب معلوم کر لیں گے"...... عمران نے سرداور کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"کم از کم دو تین گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے"...... سرداور نے جواب دیا۔

"میں آپ کو تین گھنٹوں کے بعد خود فون کروں گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ عمران کے فون کرنے کے دوران بلیک زیرو واپس آ گیا تھا اور ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ کر وہ واپس اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا اور دوسری پیالی اس کے سامنے موجود تھی جس میں سے وہ چائے سپ کرتا رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ یہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں کہ لیبارٹری میں موجود پودوں پر لاکھوں من اجناس پیدا ہو سکے گا یہ تو بچگانہ بات ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر ایسا ہونے لگ جائے تو پھر پوری دنیا کا

نظام نہ تبدیل ہو جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہر نیا آئیڈیا پہلے بچگانہ لگتا ہے، پہیہ ایجاد ہونے سے پہلے طویل فاصلے اس قدر کم وقت میں طے ہونا بچگانہ خیال تھا، ہوائی جہاز کی ایجاد سے پہلے ہوا میں اڑنا اور وزن اٹھا کر اڑنا بچگانہ بات تھی۔ اسی طرح بجلی کو تسخیر کرنے سے پہلے یہ سب کچھ بچگانہ بات تھی۔ تمہاری یہ بات درست ہے کہ یہ فارمولا سال دو سال بعد کا نہیں ہے۔ ابھی دنیا کی آبادی اور زیر کاشت رقبہ اس قدر ہے کہ ابھی اگر دنیا کے کسی خطے میں کسی بھی وجہ سے قحط کی صورت حال سامنے آئے تو اسے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سنبھالا جا سکتا ہے لیکن جس تیزی سے آبادی بڑھ رہی ہے اور جس تیزی سے زیر کاشت رقبہ سکڑ کر بے حد کم ہو رہا ہے اس نے سوچنے والوں کو پریشان کر دیا ہے۔ لازماً وہ وقت قریب ہے جب آبادی بے تحاشا بڑھ جائے گی اور زیر کاشت رقبہ سکڑ کر بے حد کم ہو جائے گا اور پھر ضرر رساں گیسوں کی تعداد ہر سال بڑھ جاتی ہے۔ ان سب عوامل کو سامنے رکھا جائے تو جسے تم بچگانہ خیال کہہ رہے ہو یہ پندرہ بیس سال نہیں تو چالیس پچاس سالوں میں نوشتہ دیوار نظر آ رہا ہے۔ تم خود سوچو کہ اس وقت جب دنیا کے بیشتر خطوں کے لوگ بھوک سے مر رہے ہوں گے اور ایک ملک کے پاس اتنی پیداوار ہو کہ وہ پوری دنیا کا پیٹ کئی سالوں تک بھر سکے تو اس ملک کی کیا پوزیشن ہو گی اور یہی بات میرے خیال میں اسرائیل نے

سوچی ہے اور یقیناً زیادہ آبادی کے ممالک مسلمان ہی ہیں۔ یہاں
آبادی کی گروتھ بھی زیادہ ہے اور مستقبل کی کوئی پلاننگ بھی نظر نہیں
آ رہی۔ پھر کیا ہو گا۔ یہ تم سوچو“...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے
میں کہا تو بلیک زیرو کی آنکھیں واقعی پھیلتی چلی گئیں۔
”اوہ۔ واقعی عمران صاحب۔ اس انداز میں تو میں نے کبھی سوچا
ہی نہیں تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔
”ہر آدمی نہیں سوچتا۔ وہ اپنے معاملات کے بارے میں ہی
سوچتا ہے لیکن اس دنیا میں ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جو مستقبل کے
بارے میں سوچتے ہیں اور اس کا حل نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔
جہاں تک تمہارے اس سوال کا جواب ہے کہ اس قدر مقدار میں
اجناس کیسے پیدا ہو گی تو پیداوار کی نمو کے لئے نباتات میں مخصوص
جینز ہوتے ہیں۔ تم نے اکثر دیکھا ہو گا کہ ایک سال ایک درخت
زیادہ پھل دیتا ہے اور دوسرے سال وہی درخت بہت کم پھل دیتا
ہے حالانکہ درخت بھی وہی ہوتا ہے ماحول اور آب ہوا بھی وہی
ہوتی ہے اس کی وجہ وہی نباتاتی جینز ہوتے ہیں۔ زیادہ پیداوار بھی
انہی کی وجہ سے ہوتی ہے اور کم پیداوار بھی انہی کی وجہ سے ہوتی
ہے۔ اگر انہیں اس انداز میں کام پر لگا دیا جائے کہ پیداوار تیزی
سے بڑھ سکے تو واقعی ایک چھوٹی سی لیبارٹری کی پیداوار پورے
ملک کے لوگوں کا پیٹ بھر سکتی ہے۔ گو یہ بات اتنی سادہ نہیں ہے
جتنی کہ میں بتا رہا ہوں۔ اس میں کئی ہفت خواں طے کرنے پڑتے

ہیں لیکن بہرحال یہ فارمولا قابل عمل ہے چاہے اس پر عمل درآمد پر
کتنا ہی عرصہ کیوں نہ لگ جائے“...... عمران نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ اوہ۔ آپ کی بات سن کر اب مجھے بھی احساس ہو رہا
ہے کہ یہ آئیڈیا واقعی انسانیت کا مستقبل ہے اور عمران صاحب۔
گرین گارڈ کی طرف سے ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا سے اغوا کرانا
اور ایکریمیا سے وہ فارمولا حاصل کرنا بتا رہا ہے کہ انہیں یقین ہے
کہ ڈاکٹر کمال حسین کا فارمولا کامیابی کے قریب ہے اور ڈاکٹر کمال
حسین کا ذہنی توازن اگر درست ہو جائے تو وہ جلد از جلد اسے مکمل
کر سکتے ہیں اور اس بات کا انہیں یقین ہو گا کہ وہ ڈاکٹر کمال
حسین کا ذہن ٹھیک کر سکتے ہیں۔ جبکہ ایکریمیا کے ڈاکٹر باوجود
شدید کوششوں کے اسے درست نہیں کر سکے اس لئے جس قدر جلد
ممکن ہو سکے ڈاکٹر کمال حسین اور اس ایکریمین فارمولے کو واپس
لانا چاہئے“...... بلیک زیرو نے بھی عمران کی طرح تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔
”تمہاری بات درست ہے لیکن اتنی جلدی یہ سب کچھ ممکن ہی
نہیں ہو سکتا۔ پہلے تو گرین گارڈ لازماً ڈاکٹر کمال حسین کا علاج
کرائے گی۔ جب وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر ان کے معیار کی
لیبارٹری میں فارمولے پر کام کرائے گی اور ابھی تو ایکریمین سرکاری
ایجنسی کے ایجنٹ ریندل اور اس کی بیوی ڈکشا، ڈاکٹر کمال حسین کا

سراغ لگانے پاکیشیا آئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں اس معاملے میں ان کی مدد کروں“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ ان کی مدد کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ خود اس مشن پر کام نہیں کرنا چاہتے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”پاکیشیا ایک زرعی ملک ہے اس لئے یہاں اول تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قحط پڑے گا نہیں اور اگر ایسی کوئی نوبت آئی بھی تو شاید پچاس سو سالوں بعد ہی آئے اس لئے فوری اس کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح وہ تین گھنٹوں تک ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف رہے۔ تین گھنٹوں کے بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میری ڈاکٹر ولسن سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر کمال حسین کے ذہنی عدم توازن پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ ان کے مطابق ڈاکٹر کمال حسین ایک بڑا جینیٹکس سائنس دان ہے اور اجناس کی لیبارٹری پیداوار کے فارمولے پر ان کا کام تقریباً فائنل

سٹیج پر پہنچ چکا تھا جب اچانک ان کی اکلوتی بیٹی کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی اور اس خبر نے انہیں اس حد تک ڈسٹرب کیا کہ وہ ذہنی عدم توازن کا شکار ہو گئے۔ ویسے عام حالات میں وہ نارمل ہیں لیکن جب بھی کسی ریسرچ یا کسی فارمولے کی بات کی جاتی ہے تو وہ بہکی بہکی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا ایکریمیا کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں علاج کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ ایکریمیا کے تجربہ کار ڈاکٹروں نے ان پر کام کیا لیکن کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہو سکا اور آخرکار ڈاکٹروں کے بورڈ نے متفقہ طور پر انہیں لاعلاج قرار دے دیا جس پر انہیں ان کی خواہش پر پاکیشیا بھجوا دیا گیا اور ان کے فارمولے کو ڈیڈ فارمولوں کے مخصوص سٹور میں رکھ دیا گیا۔ بہرحال ان کے مطابق جن لوگوں نے انہیں اس لئے اغوا کیا ہے کہ وہ انہیں تندرست کر کے ان سے فارمولے پر کام کرا سکیں گے وہ اپنے ارادے میں ناکام رہیں گے“...... سرداور نے خود ہی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اب حکومت کے لئے بے کار فرد ہو چکے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ولسن کا یہی خیال تھا لیکن اگر وہ آسانی سے برآمد ہو سکتے ہیں تو انہیں برآمد ہونا چاہئے۔ بہرحال وہ پاکیشیائی باشندے ہیں“...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی رہائش گاہ کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے''۔ ع
نے کہا۔
''ان کا آبائی گھر کہکشاں کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو آٹھ ہے
وہ ایکریمیا سے واپسی پر وہیں رہ رہے تھے''...... سرداور نے جو
دیتے ہوئے کہا۔
''اوکے۔ بے حد شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
''سرداور نے تو ایک لحاظ سے آپ کی کارروائی کو بے کار
دے دیا ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ ڈاکٹر ولسن کو ایکریمین ڈاکٹروں پر اعتماد ہے۔ اس
ان کے خیال کے مطابق جسے ایکریمین ڈاکٹروں نے لاعلاج
دے دیا ہے انہیں اور کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا لیکن ڈاکٹر ولسن ک
معلوم نہیں ہے کہ ایکریمین ایجنسیاں ڈاکٹر کمال حسین کو وا
لانے کے لئے کام کر رہی ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ ایکر
حکومت کو خدشہ ہے کہ ڈاکٹر کمال حسین کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ابھی تو رینڈل کے لئے کام کروں گا۔ اس نے مجھ پر ا
کیا ہے تو مجھے اس کے اعتماد پر پورا اترنا ہے۔ میں کہکشاں کا
کا چکر لگا لوں۔ شاید وہاں سے کوئی ایسی اطلاع مل جائے
سے آگے بڑھا جا سکے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

ہ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
''بیٹھو''...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر آپریشن روم کے
رونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی
سے کہکشاں کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ دل ہی دل
ں یہی دعا کر رہا تھا کہ اس کوٹھی میں کوئی نہ کوئی رہتا ہو تاکہ اس
سے ڈاکٹر کمال حسین کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہو جائے۔
ہرحال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ رینڈل کی فرمائش پوری کرے
ا اور ٹائیگر کو اس کام پر لگا دے گا۔ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر کے
در ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ ایسے معاملات کی تہہ تک پہنچ
اتا ہے۔ وہ یہی سوچتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک وہ
بے اختیار چونک پڑا۔ اسے اچانک ایک خیال آیا تھا کہ وہ سفید
نگ کی سیڈان کار کو کافی دیر سے اپنے پیچھے آتا دیکھ رہا ہے۔
ونکہ اس کے ذہن میں ایسا خیال بھی نہ تھا کہ اس کا تعاقب یا
گرانی کی جا سکتی ہے کیونکہ وہ بظاہر کسی کیس پر تو کام ہی نہیں کر
ہا تھا لیکن مخصوص تربیت کی وجہ سے لاشعوری طور پر وہ چونکا تھا
ر چونکنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ سفید رنگ کی سیڈان کار
ہرحال کافی دیر سے اس کے پیچھے آ رہی ہے۔ گو اس نے کئی
ڑکوں پر مختلف سمتوں میں کار آگے بڑھائی تھی لیکن یہ کار اسے ہر
بلکہ اپنے پیچھے ہی نظر آئی تھی۔
''یہ کون ہو سکتے ہیں''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا

اور اس کے ساتھ ہی سامنے چوک پر اشارہ سرخ ہو جانے کی
پر اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ سفید رنگ کی کار اس کے
آ گئی۔ عمران نے دیکھا کہ اس کار میں چار آدمی موجود تھے
چاروں ہی اپنے انداز سے انڈر ورلڈ کے آدمی دکھائی دے
تھے۔ عمران نے انہیں غور سے دیکھنے کے لئے بٹن دبا کر کار
شیشے ہٹا دیئے۔

"تم عمران ہو"...... چوک پر ایک دوسرے کے برابر کاریں
ہی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے گردن کھڑکی سے باہر نکا
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ دونوں کاروں کے شیشے
ہوئے تھے اس لئے آواز عمران تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"ہاں۔ آپ کون ہیں اور مجھے کیسے پہچانتے ہیں"...... ع
کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تمہاری کار کا نمبر ہمیں دیا گیا تھا اور سنو۔ چونکہ ہم نے
مارک کر لیا ہے اس لئے اب تم چھٹی کرو"...... اس آدمی نے
اوباشانہ انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سائیڈ میں د
ہاتھ اوپر ہوا اور اس کے ساتھ ہی کوئی کیپسول نما چیز عمران کی
کے اندر آ گری اور پلک جھپکنے میں کار کے اندر نیلے رنگ کا د
سا بھر گیا۔ اسی لمحے اشارہ کھل گیا اور عمران نے کار آگے بڑ
جبکہ اس کی سائیڈ میں موجود کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ
دھوئیں میں نہ کوئی بو تھی اور نہ ہی کوئی ایسی چیز جسے خلاف م

کہا جا سکے۔ بس دھواں تھا جو پھیل کر کھڑکیوں سے باہر نکل کر
غائب ہو گیا تھا۔ عمران نے چوک کراس کیا اور تیزی سے آگے
بڑھنے لگا۔ سفید رنگ کی کار کافی آگے جا چکی تھی کہ اچانک ایک
خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا
جیسے اس کا جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فضا میں بکھرتا چلا گیا
ہو اور اس آخری احساس کے ساتھ ہی اس کا شعور لامحدود تاریکی
میں ڈوبتا چلا گیا۔ شاید ہمیشہ کے لئے۔

ایک خاصے بڑے کمرے میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہاتھ میں پکڑے جام سے گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف تھا۔ اس کا چوڑا چہرہ شراب کی حدت کی وجہ سے پکے ہوئے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا۔ شراب کی بوتل سامنے موجود میز پر رکھی ہوئی تھی۔ کمرے میں وہ اکیلا تھا اور کمرہ میٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک مستطیل شکل کی میز کے گرد چھ کرسیاں موجود تھیں اور ان میں سے ایک کرسی پر یہ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ گرین گارڈ کا یورپی اور ایکریمین سیکشن کا چیف تھا۔ اس کا نام تو جیرالڈ تھا لیکن اسے پکارا میجر کے نام سے جاتا تھا اور یہ خود بھی اپنا نام میجر ہی پکارتا تھا۔

گرین گارڈ سے پہلے یہ کارمن کی سپر ٹاپ ایجنسی میں طویل عرصے تک فیلڈ ایجنٹ کے طور پر کام کر چکا تھا اور وہاں سے ریٹائر

ہونے کے بعد اسے گرین گارڈ میں شامل کر لیا گیا تھا کیونکہ یہ صرف مذہباً ہی یہودی نہ تھا بلکہ اپنے نظریات میں اس قدر کٹڑ تھا کہ اسے دنیا میں یہودیوں کے علاوہ اور کسی کا زندہ رہنا ہی گوارا نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کارمن میں بھی وہ ہمیشہ اسی نقطہ نظر کے تحت یہودیوں کے خلاف کام کرنے والے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا کرتا تھا۔ چاہے وہ اس کی تنظیم کے خلاف کام کر رہا ہوں یا نہیں۔ ان کی موت کے لئے میجر کے پاس اتنا جواز ہی کافی ہوتا تھا کہ وہ یہودی نہیں ہے۔ خاص طور پر مسلمانوں کو وہ دشمن نمبر ایک سمجھتا تھا۔ کارمن میں یہودی کاز کے لئے اس نے بے حد کام کیا تھا اس لئے اسے گرین گارڈ میں اہم عہدہ دے دیا گیا تھا اور جس عہدے پر وہ تھا اس کے ذمے پوری دنیا میں موجود یہودیوں کی دیکھ بھال اور ان کے خلاف کام کرنے والے افراد کو چاہے ان کا تعلق کسی بھی ملک اور قوم سے ہو ختم کرنا تھا۔

گرین گارڈ کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا لیکن گرین گارڈ کا نام اوپن نہ کیا جاتا تھا بلکہ ہر ملک میں اس تنظیم کا نام مختلف رکھا جاتا تھا اور بظاہر یہ تنظیم اس ملک میں ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتی تھی لیکن دراصل ان کا کام اس ملک میں رہنے والے یہودیوں کی حفاظت اور دیکھ بھال تھا اور بعض اوقات تو ان لوگوں کو بھی اس کا علم نہ ہوتا تھا کہ ان کے دشمنوں کا اچانک کیوں اور کیسے خاتمہ ہو جاتا ہے اور انہیں نامعلوم انداز میں مدد کیوں مل جاتی ہے۔ ویسے تو

یہودی کسی بھی ملک میں رہتے ہوں مالدار ہوتے تھے لیکن اگر
بھی وجہ سے کسی بھی فرد کے مالی معاملات خراب ہو جاتے
اس کی خفیہ طور پر اس طرح مدد کر دی جاتی تھی کہ وہ دوبارہ او
مقام پر پہنچ جاتے تھے۔ البتہ ان میں سے جو لوگ اہم مقامات
ہوتے تھے انہیں خفیہ طور پر تنظیم میں شامل کرلیا جاتا تھا اور ان
یہودیوں کی فلاح و بہبود اور ان کے دشمنوں کے خاتمے کے
کام لیا جاتا تھا۔

یورپ اور ایکریمیا کے بڑے سیکشن کا انچارج میجر تھا
یورپ اور ایکریمیا کے ہر خطے اور ملک میں تنظیمیں موجود تھیں لی
وہ سب گرین گارڈ کو جواب دہ تھیں اور گرین گارڈ کا انچارج
تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب کام سے تھک جاتا تھا تو آف
سے اٹھ کر اس میٹنگ روم میں اکیلا بیٹھ کر شراب پیتا رہتا تھا۔ ا
کے پرسنل سیکرٹری کو ہدایت تھی کہ وہ جب میٹنگ روم میں ہو
سوائے اہم ترین کالوں کے اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے اور ایسا
ہوتا تھا۔ وہ یہاں اطمینان سے بیٹھ کر نہ صرف شراب پیتا رہتا
بلکہ ساتھ ساتھ تنظیم کے مختلف معاملات پر بھی غور کرتا رہتا تھا۔ ا
وقت بھی وہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ ایک اہم معاملے پر سو
بچار میں مصروف تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر
اختیار چونک پڑا کیونکہ یہاں کال کرنے کا مطلب تھا کہ کوئی ا
بات ہوگئی ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... میجر نے سرد لہجے میں کہا۔
''جراہم سے ڈاکٹر ڈیوڈ کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف
سے اس کے پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
''اوہ اچھا۔ کراؤ بات''...... میجر نے چونک کر کہا۔
''ہیلو۔ ڈاکٹر ڈیوڈ بول رہا ہوں جناب۔ جراہم سے''...... ایک
مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے کا انداز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ بولنے
والا خاصی عمر کا آدمی ہے۔
''یس۔ میجر بول رہا ہوں ڈاکٹر۔ کوئی خاص بات''...... میجر
نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔
''سر۔ آپ نے ڈاکٹر کمال حسین کے بارے میں رپورٹ
دینے کا حکم دیا تھا اس لئے کال کر رہا ہوں''...... ڈاکٹر ڈیوڈ کا لہجہ
خاصا مؤدبانہ تھا۔
''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... میجر نے چونک کر کہا۔
''فائنل رپورٹ مثبت ہے سر۔ ڈاکٹر کمال حسین کا علاج ممکن
ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر وہ ذہنی طور پر فٹ ہو
جائیں گے''...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''لیکن ایکریمین ڈاکٹروں کے بورڈ کا تو متفقہ فیصلہ تھا کہ وہ
لاعلاج ہو چکے ہیں''...... میجر نے کہا۔
''یس سر۔ میں نے پہلے بھی ان کی ذہنی سکریننگ کو دیکھ
ہوئے کہا تھا کہ ان کا علاج ہو سکتا ہے اور اب ہم نے جب

پہلو سے ان کے ذہن کو سکرین پر چیک کیا ہے تو ہم اصل نکتے پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ اس قدر پیچیدہ نکتہ ہے جناب کہ اچھے اچھے ذہنی امراض کے ڈاکٹرز اس کی پیچیدہ نوعیت کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں جبکہ ہمارے پاس ڈاکٹر شیلڈ ایسے ڈاکٹر ہیں جنہوں نے اس مخصوص ذہنی گرہ پر طویل اور کامیاب ریسرچ کی ہے اور ہم سب کا فیصلہ ہے کہ ایک ماہ کے اندر ڈاکٹر کمال حسین ذہنی طور پر سپر فٹ ہو جائیں گے“...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ نیوز ڈاکٹر ڈیوڈ۔ آپ کام جاری رکھیں۔ ڈاکٹر کمال کی وجہ سے پوری دنیا یہودیوں کی مٹھی میں آ جائے گی اور یہودی قیامت تک اس دنیا کے سیاہ و سفید کے مالک بن جائیں گے اور خاص طور پر مسلمانوں کو تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ گڈ نیوز ڈاکٹر ڈیوڈ“...... میجر نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

”یس سر۔ لیکن سر ڈاکٹر کمال حسین بھی تو مسلمان ہے سر“۔ ڈاکٹر ڈیوڈ نے کہا۔

”ڈاکٹر ڈیوڈ، ڈاکٹر کمال حسین جیسے ہی فارمولا مکمل کرے گا اور ہمارے یہودی سائنس دان اسے سمجھ لیں گے تو اسے بھی گولی مار کر کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے گا۔ فی الحال ہم نے اس سے کام لینا ہے۔ سمجھ گئے آپ“...... میجر نے کہا۔

”یس سر“...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پوری ذمہ داری سے کام ہونا چاہئے ڈاکٹر ڈیوڈ۔ یہ فارمولا ہمارے لئے بے حد اہم ہے۔ معمولی سی غفلت بھی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو گی“...... میجر نے کہا۔

”یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ ہم پہلے ہی پوری ذمہ داری سے کام کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے“...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ جیسے جیسے معاملات بہتر ہوتے جائیں آپ نے مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا ہے“...... میجر نے کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میجر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ڈاکٹر کمال کے تندرست ہونے کا مطلب دنیا کا مستقبل یہودیوں کے قبضے میں آنا تھا۔ اس نے گلاس اٹھایا اور منہ سے لگایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر گلاس میز پر رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... میجر نے کہا۔

”لاس ڈیگو سے چیف کی کال ہے جناب“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”چیف کی۔ اوہ۔ کراؤ بات“...... میجر نے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف کسی بھی ملک کی مقامی تنظیم کے سیکنڈ سربراہ کو کہا جاتا تھا

جبکہ اہم معاملات میں فیصلے کرنے کے لئے بڑے سربراہ کو سپر چیف کہا جاتا تھا۔ چنانچہ چیف کا مطلب تھا کہ کسی بھی ملک کی تنظیم کا سیکنڈ سربراہ جو عملی طور پر تنظیم کا چیف ہوتا ہے، کی کال ہے اور ظاہر ہے وہ کسی اہم معاملے میں ہی کال کر سکتا ہے۔

''ہیلو۔ لاس ڈیگو چیف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ نرم اور مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... میجر نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہمارے ایشیائی ڈیسک کے انچارج رابرٹ نے کال کر کے بتایا ہے کہ ایکریمیا کی ریڈ زیرو ایجنسی کا سپر ایجنٹ رینڈل اور اس کی اسسٹنٹ اور بیوی ڈکشا دونوں ڈاکٹر کمال حسین کی واپسی کے لئے کام کرنے پاکیشیا پہنچ گئے ہیں اور وہاں انہوں نے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران سے ملاقات کی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میجر کے چہرے پر بے اختیار تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

''عمران۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے''...... میجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس اطلاع پر ہم نے رینڈل، ڈکشا اور عمران کے فوری خاتمے کی پلاننگ کی اور ایک غیر متعلقہ آدمی کے ذریعے پاکیشیا میں ایک فعال گروپ کو ہائر کر لیا گیا۔ اس گروپ نے واقعی کام دکھایا ہے کہ رینڈل اور اس کی بیوی ڈکشا دونوں کی لاشیں واپس ایکریمیا

پہنچ چکی ہیں۔ ان کی کار میں بم پھینکا گیا اور کار کے پرزے اڑ گئے۔ اس کے ساتھ ہی رینڈل اور اس کی بیوی ڈکشا دونوں کے جسموں کے بھی ٹکڑے اڑ کر ادھر ادھر بکھر گئے۔ بہرحال پولیس نے ان کی جیبوں سے ملنے والے کاغذات کی مدد سے ان کا سراغ لگایا اور ایکریمین سفارت خانے کو اطلاع کر دی گئی۔ ایکریمین سفارت خانے نے ان کی لاشیں اپنی تحویل میں لے کر انہیں واپس ایکریمیا بھجوا دیا ہے''...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''انہیں چھوڑو۔ یہ اس قدر اہم نہیں ہیں۔ عمران کے بارے میں بتاؤ۔ اس کا کیا ہوا ہے''...... میجر نے کہا کیونکہ کارمن ایجنسی میں طویل عرصے تک کام کرنے کی وجہ سے وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔

''عمران کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میجر اس طرح اچھلا جیسے اس نے کوئی انہونی بات سن لی ہو۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اس اطلاع کو کنفرم کر لیا گیا ہے''۔ میجر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ اس کی کار میں سموک بم پھینکا گیا تا کہ عمران ذہنی ور پر الجھا رہے ورنہ وہ کار سے باہر چھلانگ لگا سکتا تھا اور پھر ند لمحوں بعد اس کی کار سڑک کے درمیان بلاسٹ ہو گئی۔ وہ شدید ی ہوا۔ اسے اٹھا کر ہسپتال لے جایا گیا۔ حملہ آور قریب ہی جود تھے۔ انہوں نے ہسپتال سے رابطہ کیا اور پھر انہیں ہسپتال

سے اطلاع مل گئی کہ عمران ہسپتال میں ہلاک ہو گیا ہے اور ا
لاش حکومت نے چھپا لی ہے کیونکہ حکومت عمران کی موت کو ۔
نہیں لانا چاہتی''...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ سب ڈرامہ کیا گیا ہو۔ عمرا
پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسے ڈرامے کرنے کے ماہر ہیں۔ جب
لاش سامنے نہیں آئے گی کنفرمیشن نہیں ہو سکتی''...... میجر ۔
لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ میں نے بھی یہ رپورٹ ملنے پر یہی حکم دیا تھا
صورت میں عمران کی موت کو کنفرم کیا جائے اور اب حتمی اطلا
ہے کہ عمران کی لاش ہسپتال کے ایک خفیہ سرد خانے میں موجو
اور اسے باقاعدہ پاکیشیا میں موجود ہمارے گروپ نے کنف
ہے''...... چیف نے کہا۔

''اس کے باوجود آپ نے وہاں مانیٹرنگ جاری رکھی
اسے زیادہ دیر تک چھپایا نہیں جا سکتا۔ بہرحال یا وہ خود
آئے گا یا پھر اس کی لاش سامنے آئے گی''...... میجر نے کہا۔

''لیس سر۔ ہم مانیٹرنگ جاری رکھیں گے۔ ویسے ننانوے
رپورٹ یہی ہے کہ وہ کار بلاسٹ میں ہلاک ہو گیا ہے''......
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو یہ میری زندگی کی سب سے ع
ہے۔ ویل ڈن چیف۔ ویل ڈن۔ مجھے رپورٹ دیتے رہنا''

کہ دوسری طرف سے بولنے والے خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں اولڈ جیرالڈ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم بوائے۔ آج کیسے اولڈ جیرالڈ یاد آ گیا تمہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں نے سوچا کہ میں ہمیشہ تمہارے سٹیکرز اکٹھے کرنے کے شغل کا مذاق اڑاتا رہتا ہوں چلو آج تعریف کر دوں''...... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے کارل کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ارے۔ ارے۔ وہ کیوں۔ لگتا ہے تمہیں اس سلسلے میں کوئی کام پڑ گیا ہے۔ ورنہ تم اور تعریف کرو''...... اولڈ جیرالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بزرگ واقعی تجربہ کار ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہی تجربہ تو ہمارا سرمایہ ہوتا ہے۔ بہرحال بولو۔ کیا کام ہے۔ مجھے تمہارا کام کر کے خوشی ہو گی''...... اولڈ جیرالڈ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک سٹیکر کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اس کا تعلق کس گروپ یا تنظیم سے ہے اور یہ میرے لئے موت زندگی کا سوال ہے''...... ٹائیگر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میں کہا کیونکہ اس کی ایجنسی ڈیفنس سیکرٹری کے تحت تھی۔

"تم نے رینڈل اور ڈکشا کی موت کے بارے میں اطلاع دینے کے ساتھ ہی مزید ایجنٹ پاکیشیا بھجوانے کی درخواست کی تھی لیکن تمہیں اس لئے اجازت نہ دی گئی تھی کہ چیف سیکرٹری صاحب نے پاکیشیا میں کسی بھی مشن کے سلسلے میں کام کرنے سے منع کر دیا تھا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ماتھر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی ہے۔ انہیں بتا ہے کہ ہمارا مشن پاکیشیا کے خلاف نہیں ہے جس پر وہ قدرے آمادہ تو ہوئے ہیں لیکن وہ خود تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود ہیں۔ تم ان سے بات کر لو"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... ماتھر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا گیا تو چیف نے بھی ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آوا سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے میری بات کراؤ"...... ماتھر نے ک اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہا

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ۔ یہ ناممکن ہے"...... آخرکار ٹائیگر کے منہ سے گھٹے گھٹے انداز میں الفاظ نکلے۔

"ہے یہ سارا معاملہ افسوس ناک۔ لیکن بہرحال ایسا ہوا ہے اور یہ حقیقت ہے"...... ہنری نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ کس کی کار میں بم بلاسٹ ہوا ہے۔ کب ہوا ہے اور عمران صاحب کا اس سے کیا تعلق ہے"۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"بیٹھو۔ میں تمہیں جوس پلاتا ہوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تمہیں یہ خبر معلوم نہ ہو گی ورنہ میں اس طرح یکلخت سب کچھ نہ کہہ دیتا"...... ہنری نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے قدرے چیخ کر کہا۔

"مجھے جو حتمی اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ناگوری روڈ پر ایک کار میں اچانک بم بلاسٹ ہوا اور کار کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کار میں ایک آدمی تھا۔ اسے کار سے نکالا گیا تو وہ شدید زخمی حالت میں تھا۔ اسے فوراً قریب ہی واقع سٹی ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا اور حکومت کے چند لوگ ہسپتال سے اس کی لاش لے گئے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کار تمہارے استاد عمران کی تھی اور عمران اکیلا ہی اس کار میں تھا"...... ہنری نے افسوس بھرے

انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حکومت کے چند لوگ ان کی لاش لے گئے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے ستے ہوئے چہرے پر قدرے امید کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ بہرحال ہوا ایسا ہی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے ایسی رپورٹیں فوراً مل جاتی ہیں اور یہ حتمی ہوتی ہیں"...... ہنری نے جواب دیا تو ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل ہسپتال"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں"۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اب وہ کافی حد تک اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

"ڈاکٹر صدیقی آپریشن روم میں ہیں۔ سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز

سنائی دی۔

"مس جولیا، میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب سے آپ کا کوئی رابطہ ہوا ہے آج"...... ٹائیگر نے گول مول سے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ کیوں کیا ہوا ہے۔ یہ تمہارے لہجے میں گھبراہٹ کیوں ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے لیکن کہیں سے یہ اطلاع کنفرم نہیں ہو رہی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ ویسے بھی ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں ہے۔ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے اور کیا اطلاع دی ہے"...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہی اطلاع ملی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ میں نے ڈاکٹر صدیقی سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ آپریشن روم میں ہیں اور ان سے بات نہیں ہو سکی۔ بہرحال میں خود جا کر معلوم کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے فوراً بتانا۔ اللہ کرے گا یہ اطلاع غلط ہو گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

"تم سٹی ہسپتال، فون کر کے معلوم کر لو جہاں تمہارے استاد کو لے جایا گیا تھا"...... سامنے بیٹھے ہوئے ہنری نے کہا۔

''وہ عمران صاحب کو نہیں جانتے۔ مجھے خود جانا ہو گا''۔ ٹائیگر
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا
ہنری کے آفس سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی
سے اس سڑک کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جہاں بقول ہنری
عمران کی کار میں بم بلاسٹ ہوا تھا اور پھر دور سے ہی سڑک کی
سائیڈ پر پڑے ہوئے کار کے ڈھانچے کو دیکھ کر اس کا دل یکلخت
جیسے کسی نے مٹھی میں بند کر کے بھینچ دیا۔ اس نے اس ڈھانچے کے
قریب پہنچ کر فل بریک لگائے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کار سے
نیچے اترا اور دوڑتا ہوا تباہ شدہ کار کے ڈھانچے کی طرف بڑھ گیا۔
وہاں پولیس کا صرف ایک سپاہی موجود تھا اور قریب جا کر ٹائیگر
ایک جھٹکے سے رک گیا۔ اس کی آنکھیں کپکپانے لگ گئی تھیں۔ یہ
واقعی عمران کی کار ہی تھی اور اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اس میں
سوار افراد کی کیا حالت ہوئی ہو گی۔ اس کی آنکھوں کے آگے
اندھیرا سا چھانے لگ گیا تھا۔ وہ یکلخت لڑکھڑایا لیکن دوسرے لمحے
اس کے ذہن میں ڈاکٹر صدیقی کے آپریشن روم میں مصروف
ہونے کی اطلاع کسی بجلی کے کوندے کی طرح نمودار ہوئی اور اس
کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کی کار نے بجلی
کی سی تیزی سے موڑ کاٹا اور ایک بار پھر خاصی تیز رفتاری سے کار
دوڑتی ہوئی سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ دانستہ
ہسپتال نہیں گیا تھا کیونکہ حکومت کے کارندوں والی بات اس کے

حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی۔ وہ پہلے ڈاکٹر صدیقی سے کنفرم کرنا
چاہتا تھا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ
سپیشل ہسپتال پہنچ گیا۔ استقبالیہ سے اسے معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر
صدیقی اپنے آفس میں موجود ہیں۔ اس نے اپنا نام بتایا تو ڈاکٹر
صدیقی نے اسے آفس میں کال کر لیا۔ ٹائیگر دھڑکتے دل کے
ساتھ آفس میں داخل ہوا اور ڈاکٹر صدیقی کا چہرہ پرسکون دیکھ کر
اسے کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے سلام کیا تو ڈاکٹر صدیقی نے سلام کا
جواب دیتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ عمران صاحب کی کار روڈ پر بلاسٹ ہوئی
ہے۔ عمران صاحب کا کیا حال ہے''...... ٹائیگر کے لہجے میں
لڑکھڑاہٹ موجود تھی۔

''تمہیں کس نے بتایا ہے کہ عمران صاحب یہاں موجود ہیں''۔
ڈاکٹر صدیقی کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ پہلے میری بات کا جواب دیں۔ میں
نے کار کی حالت دیکھی ہے اور میرا دل عمران صاحب کے بارے
میں سوچ کر ہی بند ہوتا محسوس ہو رہا ہے''...... ٹائیگر نے رو دینے
والے لہجے میں کہا۔

''بے فکر رہو۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت کی ہے۔ عمران
صاحب اب خطرے سے باہر ہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو
ٹائیگر نے بے اختیار اتنا لمبا سانس لیا جیسے پورے کمرے کی

آکسیجن اپنے پھیپھڑوں میں بھر لینا چاہتا ہو۔ اس کا ستا ہوا چہ
بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

''یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو ہی اپنے بندوں پر رحم کر۔
والا ہے۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے''...... ٹائیگر نے بڑے خلوص
بھرے لہجے میں کہا۔

''خوش قسمت ہے عمران کہ اسے تم جیسے اس قدر محبت کر۔
والے دوست ملے ہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کی ذات ہی ایسی ہے ڈاکٹر صاحب۔ کیا م
عمران صاحب سے مل سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی انہیں بے ہوش رکھا گیا ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکی
ابھی تھوڑی دیر پہلے گئے ہیں۔ وہ بھی نہیں مل سکے۔ کل انشاء ا
ملاقات ہو سکے گی لیکن تم نے بتایا نہیں کہ کس نے بتایا ہے کہ عمرا
صاحب یہاں ہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو ٹائیگر نے ہ
سے ملاقات سے لے کر یہاں آنے تک کی ساری کارروائی د
دی۔

''پھر تو تمہیں سٹی ہسپتال فون کرنا چاہئے تھا۔ بقول تمہار۔
نے وہاں سرے سے رابطہ ہی نہیں کیا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا

''ہنری کی بات میرے حلق سے نہیں اتر سکی کہ سٹی ہسپتال
حکومت کے کارندے عمران صاحب کی لاش لے گئے ہیں۔
معلوم ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر میں نے آپ کو یہاں فون ک

مجھے بتایا گیا کہ آپ آپریشن روم میں ہیں تو میرا دل کہتا تھا کہ
عمران صاحب کو آپ سٹی ہسپتال سے لے جا سکتے ہیں۔ پھر آپ
کی آپریشن روم میں مصروفیت سے میرے دل کو حوصلہ ہوا کہ آپ
عمران صاحب کے آپریشن میں مصروف ہیں''...... ٹائیگر نے جواب
دیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑے۔

''انسان واقعی ایسی حالت میں اس انداز میں سوچتا ہے۔
بہرحال صفدر صاحب کے کہنے پر میں نے سٹی ہسپتال کے ڈاکٹر
شیرازی سے کہہ دیا تھا کہ وہ یہی بتائیں کہ حکومتی کارندے عمران
صاحب کی لاش لے گئے ہیں تاکہ ان پر قاتلانہ حملہ کرنے والے
دوبارہ حملہ نہ کریں اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں''...... ڈاکٹر صدیقی
نے کہا۔

''صفدر صاحب کا مشورہ ان حالات میں درست ہے لیکن کیا
صفدر صاحب نے حملہ آوروں کے بارے میں کوئی بات بھی کی
ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ انہوں نے صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ کیپٹن شکیل کے
ساتھ کار میں جا رہے تھے کہ انہیں عمران صاحب کی کار کا ڈھانچہ
نظر آیا۔ وہ اسے پہچان گئے تھے۔ پھر وہ سٹی ہسپتال پہنچے اور انہوں
نے وہاں سے مجھے فون کیا تو میں ڈاکٹروں کی ٹیم لے کر سٹی ہسپتال
پہنچ گیا اور پھر وہاں سے عمران صاحب کو یہاں لایا گیا۔ پھر صفدر
اور کیپٹن شکیل بھی یہاں پہنچ گئے۔ جب ان کی تسلی ہو گئی تو پھر وہ

واپس چلے گئے اور تمہارے آنے سے تھوڑی دیر پہلے گئے ہیں"۔ ڈاکٹر صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ڈاکٹر صاحب۔ اب مجھے اجازت دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے عمران صاحب کے بارے میں امید افزا بات کر کے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ اللہ حافظ"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ایک بار پھر تیزی سے ہنری کے کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ہنری اگر چاہے تو حملہ آوروں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا ہے اور ٹائیگر اب حملہ آوروں کا سراغ لگانا چاہتا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا کنفرمیشن ہو گئی ہے"...... ہنری نے ٹائیگر کے آفس میں داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کنفرمیشن ہوئی ہے کہ عمران صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے لیکن وہ بچ گئے ہیں مگر انہیں حملہ آوروں کے دوسرے حملے سے بچانے کے لئے یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں اور تمہیں میں نے یہ بات اس لئے بتائی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس بات کو راز رکھ سکتے ہو"...... ٹائیگر نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بچ گئے ہیں۔ یہ تو واقعی معجزہ ہے ورنہ جو حالت کار کی بتائی گئی ہے اس لحاظ سے تو بچ جانے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ بہرحال مبارک ہو اور مجھ پر اعتماد کا بھی شکریہ۔ بے فکر رہو۔

میری زبان سے یہ بات کسی صورت آؤٹ نہیں ہو گی"...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے ان حملہ آوروں کا سراغ لگانا ہے اور اس کا کوئی کلیو تم نے مجھے دینا ہے۔ یہ بات لکھ لو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں کیسے کوئی کلیو دے سکتا ہوں"...... ہنری نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہارے جس آدمی نے تمہیں اطلاع دی ہے اس سے میری بات کراؤ۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ کار میں عمران صاحب تھے۔ لامحالہ وہ اس وقت وہاں قریب ہی کہیں موجود ہو گا اور تمہارے آدمی ان معاملات میں خاصے تربیت یافتہ ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ جوڈی نے مجھے اطلاع دی تھی کیونکہ اسے میرے اور تمہارے تعلقات کا بھی علم ہے اور اسے تمہارے اور عمران صاحب کے درمیان رشتے کا بھی علم ہے۔ وہ خاصا سمجھ دار اور ہوشیار آدمی ہے۔ میں اسے بلا لیتا ہوں"...... ہنری نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر کے کسی کو حکم دیا کہ جوڈی کو ٹریس کر کے کہو کہ وہ فوراً میرے آفس آ جائے اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ہنری اور ٹائیگر دونوں کو سلام کیا۔

"بیٹھو جوڈی"...... ہنری نے کہا تو جوڈی ٹائیگر کے ساتھ والی

کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے افسوس ہے ٹائیگر صاحب، عمران صاحب کی موت کا"۔ جوڈی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا شکریہ۔ ہر انسان پر بہرحال یہ وقت آتا ہی ہے میرے کہنے پر ہنری نے تمہیں کال کیا ہے۔ میں نے حملہ آوروں سراغ لگانا ہے اور تم ہوشیار اور ذہین آدمی ہے۔ تم مجھے کوئی کا و"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں کار پر سوار ناگوری روڈ پر جا رہا تھا کہ مجھ سے تقریباً ایک فرلانگ آگے یکلخت بلاسٹنگ ہوئی۔ اس قدر خوفناک آواز تھی کہ بے اختیار پوری فضا دھماکے کے ساتھ ہی کاروں کے ٹائروں کے چیخنے کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ میں نے بھی کار روکی تو سامنے عمران صاحب کی کار جلتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ افراتفری کا سا ع تھا۔ لوگ کاروں سے اتر کر دوڑ رہے تھے۔ پھر پولیس خود ہی ش دھماکے کی آواز سن کر وہاں پہنچ گئی۔ میں بھی وہاں گیا۔ میر سامنے عمران صاحب کو شدید ترین زخمی حالت میں کار سے نکال ریسکیو ایمبولینس میں ڈال کر سٹی ہسپتال لے جایا گیا۔ اس کے بعد پولیس نے اپنی کرین طلب کی اور پھر کرین کی مدد سے تباہ شدہ کا کا ڈھانچہ سڑک سے ہٹا کر سائیڈ پر رکھا گیا۔ اس کے بعد ٹریفک بحال ہوئی اور میں بھی آگے چلا گیا۔ پھر میں نے چیف کو اس لئے اس حادثے کی رپورٹ کر دی کیونکہ اس کا شکار عمران صاحب ت

تھے"...... جوڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ رپورٹ کر دی لیکن حملہ آور کون تھے اور کس طرح انہوں نے رواں سڑک پر یہ سب کچھ کر دیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں کافی پیچھے تھا اس لئے کچھ بتا نہیں سکتا۔ البتہ میرے آگے جانے والی کاروں کے ڈرائیور بس یہی کہہ رہے تھے کہ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار یکلخت بلاسٹ ہوگئی تھی اور ہاں۔ عمران صاحب کی کار کے قریب سٹار کلب کے اسسٹنٹ منیجر کارل کی کار تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ کس طرح دھماکہ ہوا اور وہ خود بھی ایکسیڈنٹ کا شکار ہوتے ہوتے بال بال بچا تھا۔ بہرحال اس وقت تفصیل سے بات کرنے کے حالات ہی نہ تھے۔ اب اگر آپ کہیں تو میں کارل سے مل کر تفصیل معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دے دوں گا"...... جوڈی نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا شکریہ۔ میں خود کارل سے بات کر لوں گا"۔ ٹائیگر نے کہا تو جوڈی اٹھا اور سلام کر کے آفس سے باہر چلا گیا جبکہ ٹائیگر نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"سٹار کلب کا نمبر دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا اور ٹائیگر نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سٹار کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کارل سے بات کراؤ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کارل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں کارل''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ آپ۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''تم اپنے آفس میں رہو۔ میں نے تم سے فوری ملنا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''میں آفس میں ہی ہوں۔ آ جائیں''...... کارل نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے۔ شکریہ ہنری۔ تم نے ابتداء تو کرائی۔ اب کارل سے امید ہے کچھ نہ کچھ آگے بڑھنے کا کلیو مل جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ ہنری کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سٹار کلب کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد وہ سٹار کلب میں کارل کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

''آیئے جناب''...... کارل نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''کارل۔ تم عمران صاحب کی کار کے قریب تھے جب ان کی کار سڑک پر بلاسٹ ہوئی اور میں نے حملہ آوروں کا ہر صورت میں سراغ لگانا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ کیا ہوا۔ عمران صاحب تو بچ گئے یا نہیں''...... کارل نے کہا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تم مجھے بتاؤ کہ حملہ آوروں کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹائیگر صاحب۔ میری کار سے ایک کار آگے سرخ رنگ کی تھی جبکہ اس سے آگے عمران صاحب کی کار تھی کہ اچانک عمران صاحب کی کار بلاسٹ ہو گئی اور میری کار سرخ رنگ کی کار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ البتہ میں نے بلاسٹنگ سے پہلے عمران صاحب کی کار سے نیلے رنگ کا دھواں سا نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر یہ دھواں بلاسٹنگ کے ساتھ ہی شعلوں میں تبدیل ہو گیا''۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کسی کار کو عمران صاحب کی کار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تھا۔ تب ہی کوئی بم وغیرہ چلتی ہوئی کار میں پھینکا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کار ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ اوہ۔ اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔

اس سرخ رنگ کی کار سے آگے پہلے ایک سفید رنگ کی نئے ماڈل کی سیڈان کار تھی اور پھر وہ سفید رنگ کی کار عمران صاحب کی کار کے ساتھ ساتھ چند لمحوں تک چلتی رہی اور پھر یکلخت تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے کچھ دیر بعد ہی بلاسٹنگ ہو گئی اور یہ بات مجھے اب آپ کے کہنے پر یاد آئی ہے“...... کارل نے کہا۔

”اس سفید رنگ کی کار کی کوئی نشانی۔ کوئی خاص بات۔ اچھی طرح سوچ کر بتاؤ“...... ٹائیگر نے کہا۔

”نشانی۔ خاص بات“...... کارل نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔ کافی دیر تک وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا سا کھایا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک نمودار ہو گئی تھی۔

”ہاں۔ ایک نشانی میرے ذہن پر ابھر آئی ہے۔ سفید رنگ کی کار کافی دیر تک میری کار سے آگے چلتی رہی تھی اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی لیکن چونکہ میں نے اسے غور سے نہ دیکھا تھا بل سرسری طور پر دیکھا تھا اس لئے میرے ذہن میں پہلے کوئی منفر بات موجود نہ تھی لیکن اب غور کرنے اور پورا منظر شعور میں آنے سے اس کار کی ایک نشانی یاد آ گئی ہے۔ اس کے عقبی بم کے دائیں کونے میں ایک سٹیکر موجود تھا۔ سٹیکر کا انداز ایسا تھا جی کاریں سروس کرنے والے کار سروس کے بعد اپنی پبلسٹی کے

سٹیکر لگا دیتے ہیں لیکن اب غور کرنے پر مجھے یاد آ گیا ہے کہ اس سٹیکر کے درمیان ایک کالے رنگ کا پرندہ چونچ کھولے بیٹھا دکھائی دیا تھا اور اس کی چونچ میں سانپ نما کیڑا لٹکا ہوا تھا۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ کاروں پر لگے ہوئے عام سٹیکروں سے یہ بالکل منفرد سٹیکر تھا“...... کارل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھی یاد آ رہا ہے کہ ایسا سٹیکر میں نے بھی ایک بار کہیں دیکھا تھا لیکن میں نے توجہ نہ کی تھی۔ کیا یہ کسی گروپ کا خصوصی نشان ہے“...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ اس سٹیکر پر صرف پرندے کی تصویر تھی۔ حروف لکھے ہوئے نہ تھے۔ اگر یہ پبلسٹی سٹیکر ہوتا تو لازماً اس پر کچھ لکھا ہوا بھی ہوتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سٹیکر کسی گروپ یا کسی تنظیم کی نشاندہی کرتا ہو گا اور میرے خیال میں اولڈ جیرالڈ کو لازماً اس بارے میں معلوم ہو گا۔ وہ ایسے منفرد سٹیکر اکٹھے کرنے کا اور ان پر تحقیق کرنے کا شوقین ہے“...... کارل نے کہا تو ٹائیگر اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”اولڈ جیرالڈ۔ اوہ۔ اوہ۔ تم نے یاد دلا دیا۔ وہ واقعی اس معاملے میں پاگل پن کی حد تک شوق رکھتا ہے۔ میں اکثر اس سے مذاق کرتا رہتا ہوں کہ اس نے دنیا کا سب سے بے کار شغل اپنا رکھا ہے لیکن آج محسوس ہو رہا ہے کہ میں غلطی پر تھا۔ ایسی بے کار چیز کسی نہ کسی موقع پر سب سے کارآمد ثابت ہوتی ہے“...... ٹائیگر

نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ریڈ سکائی کلب کا نمبر دیں''...... ٹائیگر کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو ٹائیگر نے کریڈل پریس کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ سامنے بیٹھا ہوا کارل بھی گفتگو سن سکے۔

''ریڈ سکائی کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ جیرالڈ سے بات کراؤ''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو۔ جیرالڈ بول رہا ہوں''...... کچھ دیر بعد ایک بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ آواز سے ہی اندازہ ہوتا

کہ دوسری طرف سے بولنے والے خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں اولڈ جیرالڈ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم بوائے۔ آج کیسے اولڈ جیرالڈ یاد آ گیا تمہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں نے سوچا کہ میں ہمیشہ تمہارے سٹیکرز اکٹھے کرنے کے شغل کا مذاق اڑاتا رہتا ہوں چلو آج تعریف کر دوں''...... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے کارل کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ارے۔ ارے۔ وہ کیوں۔ لگتا ہے تمہیں اس سلسلے میں کوئی کام پڑ گیا ہے۔ ورنہ تم اور تعریف کرو''...... اولڈ جیرالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بزرگ واقعی تجربہ کار ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہی تجربہ تو ہمارا سرمایہ ہوتا ہے۔ بہرحال بولو۔ کیا کام ہے۔ مجھے تمہارا کام کر کے خوشی ہو گی''...... اولڈ جیرالڈ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک سٹیکر کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اس کا تعلق کس گروپ یا تنظیم سے ہے اور یہ میرے لئے موت زندگی کا سوال ہے''...... ٹائیگر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کون سا سٹیکر ہے۔ جلدی بتاؤ"...... اولڈ جیرالڈ نے چونک کر کہا تو ٹائیگر نے اسے سٹیکر پر بنے ہوئے پرندے کی تصویر کے بارے میں وہ تفصیل بتا دی جو کارل نے اسے بتائی تھی اور اس نے بھی ایک بار اس سٹیکر کو دیکھا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بلیک بونز کا سٹیکر ہے۔ میرے پاس ہے ایک سٹیکر"...... اولڈ جیرالڈ نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

"بلیک بونز کون ہے"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا کیونکہ یہ نام وہ پہلی بار سن رہا تھا۔

"اس پرندے کا نام ہے۔ یہ پرندہ ایکریمیا کی ریاست پاسو کا مخصوص پرندہ ہے"...... اولڈ جیرالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں یہ سٹیکر کون استعمال کرتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری بوائے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اور میں اپنی آخری زندگی عبرتناک نہیں بنانا چاہتا۔ آئی ایم سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

"جس طرح اولڈ جیرالڈ خوفزدہ ہو گیا ہے لگتا ہے یہ کوئی خطرناک گروپ ہے"...... کارل نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال تم نے ایک کلیو تو دیا ہے آگے بڑھنے کا۔ اولڈ جیرالڈ سے ہٹ کر اور بھی لوگ ہیں جن سے اس بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا

کارل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارے واقعی بہت سے لوگوں سے رابطے ہیں لیکن خیال رکھنا کہ میرا نام سامنے نہ آئے"...... کارل نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ تم مجھے جانتے ہو۔ او کے۔ گڈ بائی۔ ایک بار پھر شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ بلیک بونز کا نام اس کے ذہن میں گھوم رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اولڈ جیرالڈ اس بارے میں زبان نہ کھولے گا کیونکہ وہ ویسے ہی آخری عمر میں خوفزدہ رہتا تھا لیکن اس کے ذہن میں فریڈ کا نام آ گیا تھا۔ فریڈ ادھیڑ عمر آدمی تھا اور ڈرگ بزنس سے متعلق تھا لیکن اس نے مخبری کا نیٹ ورک بھی بنایا ہوا تھا۔ پاکیشیا اور اس کے ہمسایہ ممالک میں انڈر ورلڈ کے بارے میں ہر قسم کی معلومات اس سے مل جاتی تھیں۔ اسے انسائیکلو پیڈیا بھی کہا جاتا تھا۔ چنانچہ اس نے فریڈ کا رخ کیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ فریڈ کے خصوصی آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ فریڈ سے اس کے خاصے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ اکثر اس سے ملتا رہتا تھا کیونکہ اس سے اکثر اسے ایسی معلومات مل جاتی تھیں جو عمران کے کام آ سکتی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ ٹائیگر۔ آؤ۔ آج اچانک کیسے آ گئے۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... فریڈ نے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"تم سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی فریڈ اس لئے تمہیں بتا دیتا

ہوں کہ میرے استاد عمران صاحب پر دن دیہاڑے رواں دواں سڑک پر خطرناک قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور عمران صاحب اس وقت موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہیں“...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے۔ سٹی ہسپتال والے تو کہہ رہ ہیں کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کی لاش حکومت کے کارند لے گئے ہیں جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ وہ ابھی زندہ ہیں“...... فریڈ ن سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے موت و زندگی کی کشمکش کہا ہے۔ بہرحال جو اللہ منظور ہو گا وہی ہو گا۔ کسی نے ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہنا۔ لیکن میرا فرض ہے کہ میں اپنے استاد پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو ٹریس کے ان سے انتقام لوں۔ میں اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں تمہیں اس بارے میں معلوم ہو گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ چلتی ہوئی کار اچا بلاسٹ ہو گئی ہے اور اس کے اندر شاید بم پھٹا تھا جسے وائرل کے ذریعے ڈی چارج کر دیا گیا تھا لیکن ابھی تک واقعی یہ م نہیں ہو سکا کہ ایسا کس نے کیا ہے۔ بہرحال آج نہیں تو کل م ہو جائے گا“...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اس لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

”ایک سٹیکر کی تفصیل سن لو اور مجھے بتاؤ کہ یہ سٹیکر کون اس

کرتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”سٹیکر۔ کیا مطلب۔ کیسا سٹیکر“...... فریڈ نے چونک کر کہا تو ٹائیگر نے اسے سٹیکر پر بنے ہوئے پرندے کی تصویر کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے بلیک بونز سٹیکر“...... فریڈ نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ بلیک بونز کون سا گروپ ہے“...... ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ روپے اور حلف کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا“۔ فریڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ مل جائے گا ایک لاکھ روپیہ اور وعدہ کہ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو سنو۔ یہ سٹیکر بلیک بونز نامی ایک خفیہ تنظیم استعمال کرتی ہے۔ یہ تنظیم ایکریمین اور یورپی مشترکہ تنظیم ہے۔ انتہائی خاص قسم کے حساس اسلحے کے بزنس کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے بڑے جرائم میں ملوث ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں اس کا نیٹ ورک پھیلا ہوا ہے۔ البتہ پاکیشیا میں انہیں زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ یہ انتہائی جدید ترین آلات اور اسلحہ استعمال کرتی ہے اور انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ افراد پر مبنی ہے“...... فریڈ نے آگے کی

طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا یہاں انچارج کون ہے اور اس تنظیم کا ہیڈکوارٹر کہا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس کا انچارج برائیڈ ہے جو ڈی سلوا کلب کا مالک اور مینہ ہے''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن بلیک بونز کا نام تو میں پہلی بار سن رہا ہوں جبکہ ڈی سا کلب بھی میں اکثر آتا جاتا رہتا ہوں۔ خاصا شریفانہ کلب ہے ا برائیڈ سے بھی دو تین بار ملاقات ہو چکی ہے۔ لگتا تو نہیں کہ وہ ا قدر خطرناک کاموں میں ملوث ہو گا''...... ٹائیگر نے قدرے حیر بھرے لہجے میں کہا۔

''بظاہر ایسا ہی ہے لیکن بلیک بونز کے تحت دو خفیہ گروپس یہا کام کر رہے ہیں۔ ایک گروپ اسلحہ بزنس میں ملوث ہے اور دو دیگر بڑے جرائم میں اور اس میں وہ کلر گروپ بھی شامل ہے انتہائی جدید انداز میں قتل کرتا ہے۔ یہ سب انتہائی خفیہ رکھا جا ہے''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کلر گروپ کا انچارج کون ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''کوئی رچرڈ نامی آدمی ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی تفصیا موجود نہیں ہے''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈی سلوا کلب کے تحت کاریں کون کنٹرول کرتا ہے''۔ ٹائیگ نے پوچھا۔

''کاریں۔ کیا مطلب۔ کیسی کاریں''...... فریڈ نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ تنظیم بہرحال مخصوص کاریں استعمال کرتی ہو گی۔ عام ٹیکسیوں یا کاروں میں تو ایسی خفیہ وارداتیں نہیں ہو سکتیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''اس بارے میں تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ البتہ تمہیں اس بارے میں ڈی سلوا کلب کے چیف سپروائزر رونالڈ سے معلومات مل سکتی ہیں لیکن وہ معاوضہ لے گا''...... فریڈ نے کہا۔

''وہ اپنے کلب کے خلاف کیسے اطلاع مہیا کر سکتا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''وہ پیسے لے کر اپنے بارے میں بھی اطلاع دے سکتا ہے۔ کلب تو پھر بھی علیحدہ بات ہے''...... فریڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اس سے معلومات حاصل کرو، ابھی۔ اس کا معاوضہ بھی میں دوں گا اور اتنا معاوضہ تمہیں مزید بھی دوں گا لیکن یہ کام میرے سامنے ہونا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا تو فریڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اس لئے دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''یس۔ ڈی سلوا کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

"ریڈ سکائی کلب سے فریڈ بول رہا ہوں۔ چیف سپروائز رونالڈ سے بات کراؤ"...... فریڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں فون ان کے آفس میں لنک کرتی ہوں" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رونالڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"فریڈ بول رہا ہوں رونالڈ۔ ریڈ سکائی کلب سے"...... فریڈ نے کہا۔

"اوہ آپ۔ حکم فرمائیے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... فریڈ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ایک منٹ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں"...... چند لمحو خاموشی کے بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"چند معلومات چاہئیں۔ معقول معاوضہ بھی ملے گا اور گار کہ بات کھلے گی بھی نہیں"...... فریڈ نے کہا۔

"مجھے آپ پر اعتماد ہے جناب۔ فرمائیے"...... دوسری سے جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

"بلیک بونز کے لئے جو کاریں استعمال ہوتی ہیں انہیں

کنٹرول کرتا ہے"...... فریڈ نے پوچھا۔

"اوہ۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... رونالڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک کار ڈرگ بزنس میں استعمال ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ صرف معلومات اور بس"۔ فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ایک لاکھ روپے معاوضہ اور گارنٹی کہ میرا نام سامنے نہ آئے گا"...... رونالڈ نے کہا۔

"گارنٹی پہلے ہی میں دے چکا ہوں اور میں بار بار بات کو دوہرایا نہیں کرتا۔ معاوضہ رات کو آ کر مجھ سے لے جانا"...... فریڈ نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"او کے۔ بلیک بونز کے استعمال میں دس کاریں ہیں اور انہیں کنٹرول اسسٹنٹ مینجر روڈی کرتا ہے"...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کاروں کی کوئی علیحدہ نشانی بھی تو رکھی گئی ہو گی۔ وہ کیا ہے"...... فریڈ نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ان کاروں پر بلیک بونز کا خصوصی سٹیکر لگا ہوتا ہے جو کسی بھی جگہ لگایا جا سکتا ہے"...... رونالڈ نے جواب دیا۔

"اس سٹیکر پر وہ ایکریمین پرندہ بنا ہوا ہے نا۔ کالے رنگ کا"۔ فریڈ نے کہا۔

''ہاں۔ وہی بلیک بونز کا سٹیکر ہے۔ اس پرندے کا نام ہی بلیک بونز ہے''...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ معاوضہ آ کر لے جانا۔ گڈ بائی''...... فریڈ نے کہا ا رسیور رکھ دیا۔

''تم نے اچھے سوال کئے ہیں۔ اب تمہارا معاوضہ ہو گیا دو لا روپے۔ ایک لاکھ پہلے اور ایک لاکھ اس اطلاع کے اور رونالڈ ایک لاکھ روپے۔ کل تین لاکھ روپے ہو گئے''...... ٹائیگر نے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

''اگر تم دو لاکھ روپے اور دو تو میں تمہیں یہ بھی معلوم کر کے سکتا ہوں کہ جس روز تمہارے استاد پر حملہ ہوا کتنی کاریں ز استعمال تھیں اور کون کون انہیں چلا رہا تھا''...... فریڈ نے کہا۔

''کیسے معلوم کرو گے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اسسٹنٹ منیجر روڈی کا پرسنل سیکرٹری مرفی جوئے کے قرضے میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ یہ قرضہ معاف کروانا چاہتا ہے حالانکہ قرضہ صرف پچاس ہزار روپے ہے لیکن مرفی اسے معاف کروانا چاہ ہے۔ میں اسے کہہ سکتا ہوں کہ میں اس کا قرضہ ادا کر دوں گا اگ وہ یہ معلومات مہیا کر دے تو وہ کر دے گا''...... فریڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پانچ لاکھ کا چیک لکھ دیتا ہوں تمہیں''...... ٹائیگ نے کہا اور چیک پر لکھنا شروع کر دیا جبکہ فریڈ نے ایک بار پھ رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے

ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ڈی سلوا کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ریڈ سکائی کلب سے فریڈ بول رہا ہوں۔ پرسنل سیکرٹری ٹو اسسٹنٹ منیجر مرفی سے بات کرائیں''...... فریڈ نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مرفی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈی سلوا کلب سے فریڈ بول رہا ہوں مرفی''...... فریڈ نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ آپ۔ اوہ۔ حکم فرمائیں۔ کیسے فون کیا ہے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اسے تصور ہی نہ تھا کہ اتنے بڑے کلب کا مالک اس سے براہ راست بات کرے گا۔

''کیا تمہارا فون محفوظ ہے''...... فریڈ نے پوچھا۔

''اوہ اچھا۔ ایک منٹ۔ ہاں اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ حکم فرمائیں''...... مرفی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا قرضہ میں اتار سکتا ہوں بشرطیکہ تم چند عام سی معلومات مہیا کر دو لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں۔ غلط بیانی کا نتیجہ عبرتناک موت بھی ہو سکتا ہے''...... فریڈ نے کہا۔

''کیسی معلومات۔ آپ پوچھیں۔ اگر مجھے معلوم ہوگا تو ضرور دوں گا۔ اگر چند معلومات مہیا کرنے سے میرا قرضہ اتر سکتا ہے اس سے زیادہ خوشی کی بات میرے لئے اور کیا ہوسکتی ہے''۔ مر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس روڈی کا ریکارڈ ہوتا ہے اور بلیک بونز کے جو دس کاریں استعمال ہوتی ہیں اور ان کو کنٹرول روڈی کرتا ہے اس کا ریکارڈ تمہاری تحویل میں ہوتا ہے۔ ہمیں گزشتہ کل جو کار قاتلانہ حملے میں استعمال ہوئی ہے اس کا نمبر اور ڈرائیور کا چاہئے''...... فریڈ نے کہا۔

''قاتلانہ حملے میں۔ کیا مطلب۔ کہاں ہوا ہے قاتلانہ حم مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ البتہ کل چار کاریں زیر استعمال رہی مرفی نے جواب دیا۔

''اس سے پوچھو کہ سفید رنگ کی سیڈان نئے ماڈل کی کار کا نم اور ڈرائیور کا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

''ان چاروں کاروں میں سفید رنگ کی کتنی کاریں ہیں''۔ فر نے پوچھا۔

''دو سفید رنگ کی کاریں ہیں''...... مرفی نے جواب دیا۔

''ان دو سفید رنگ کی کاروں میں سیڈان کار کون سی ہے دونوں ہی سیڈان کاریں ہیں''...... فریڈ نے پوچھا۔

''ایک سیڈان کار ہے''...... مرفی نے جواب دیا۔

''اس کا نمبر اور اس کے ڈرائیور کا نام اور ایڈریس''...... فریڈ نے کہا۔

''ڈرائیور کا تو علم نہیں ہو سکتا کیونکہ چیف باس کے حکم پر یہ کاریں استعمال ہوتی ہیں۔ البتہ اس کا رجسٹریشن نمبر بتا سکتا ہوں بشرطیکہ''...... مرفی نے کہا۔

''کہہ دیا کہ قرضہ ختم ہو جائے گا۔ پھر بار بار کیوں کہہ رہے ہو''...... فریڈ نے قدر سخت لہجے میں کہا تو مرفی نے رجسٹریشن نمبر بتا دیا۔

''یہ کار اب کہاں موجود ہے''...... فریڈ نے پوچھا۔

''ورکشاپ میں۔ ہائیڈ ورکشاپ میں۔ وہیں ہوتی ہیں یہ سب کاریں۔ ان سے مستقل معاہدہ ہے باس کا''...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہارا قرضہ ختم ہو گیا اور کچھ''...... فریڈ نے کہا۔

''میرا نام سامنے نہ آئے ورنہ مجھے چیونٹی کی طرح مسل دیا جائے گا''...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو''...... فریڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تھینک یو فریڈ۔ تمہاری وجہ سے کافی معلومات مل گئی ہیں۔ اب میں خود ہی ان سے نمٹ لوں گا''...... ٹائیگر نے فریڈ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''خیال رکھنا۔ یہ لوگ بے حد منظم اور انتہائی خطرناک ہیں''۔

فریڈ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ ہاں۔ اس برائیڈ کی رہائش گاہ کا تمہیں علم ہے"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بیسٹ کالونی میں رہتا ہے۔ کوٹھی نمبر معلوم نہیں ہے" فریڈ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔

ایکریمیا کی ریڈ زیرو ایجنسی کا چیف اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا سامنے اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے سامنے موجود دیوار کے پار دیکھ رہا ہو۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور دکھ کے تاثرات نمایاں تھے۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری ولیم رابرٹ صاحب لائن پر ہیں"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... چیف نے کہا۔

"ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں ماتھر بول رہا ہوں"...... چیف نے مؤدبانہ لہجے

میں کہا کیونکہ اس کی ایجنسی ڈیفنس سیکرٹری کے تحت تھی۔

''تم نے رینڈل اور ڈکشا کی موت کے بارے میں اطلا دینے کے ساتھ ہی مزید ایجنٹ پاکیشیا بھجوانے کی درخواست کی تھ لیکن تمہیں اس لئے اجازت نہ دی گئی تھی کہ چیف سیکرٹری صاحب نے پاکیشیا میں کسی بھی مشن کے سلسلے میں کام کرنے سے منع کر تھا''...... ڈیفنس سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیس سر''...... ماتھر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی ہے۔ انہیں بتا ہے کہ ہمارا مشن پاکیشیا کے خلاف نہیں ہے جس پر وہ قدرے آما تو ہوئے ہیں لیکن وہ خود تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس وق اپنے آفس میں موجود ہیں۔ تم ان سے بات کر لو''...... ڈیفن سیکرٹری نے کہا۔

''لیس سر''...... ماتھر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے بغ مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا گیا تو چیف نے بھی ہاتھ بڑھا کر کریڈا دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون کے نیچے موجود ایک بٹ پریس کر دیا۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آوا سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے میری بات کراؤ''...... ماتھر نے ا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہا

بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''...... ماتھر نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب کی فون سیکرٹری لائن پر ہیں جناب''۔ دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ ماتھر بول رہا ہوں چیف آف ریڈ زیرو ایجنسی''۔ ماتھر نے کہا۔

''چیف صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں ماتھر بول رہا ہوں چیف آف ریڈ زیرو ایجنسی۔ مجھے ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے حکم دیا ہے کہ آپ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا حکم ہے جناب''...... ماتھر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارا پاکیشیا میں کیا مشن ہے۔ تفصیل سے بتاؤ''...... چیف سیکرٹری نے سرد اور خشک لہجے میں کہا تو ماتھر نے ڈاکٹر کمال حسین کی ایکریمیا میں طویل ریسرچ اور فارمولے پر کام کرنے کے بارے میں بتا کر فارمولے کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ چونکہ ڈاکٹر کمال حسین کا ذہنی توازن خراب ہو گیا تھا اور ایکریمین ڈاکٹروں کے بورڈ نے انہیں لاعلاج قرار دے دیا تھا اس لئے ڈاکٹر کمال حسین کو ان کی خواہش پر واپس پاکیشیا بھجوا دیا گیا اور فارمولا بھی ڈیڈ فارمولوں کے سٹور میں رکھ دیا گیا۔

''پھر اب کیا ہوا ہے کہ تم اپنے ایجنٹ پاکیشیا بھجوا رہے ہو''
چیف سیکرٹری نے کہا۔

''سر۔ ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا سے اغوا کر لیا گیا ہے اور ڈ
فارمولا سٹور سے ان کا فارمولا بھی غائب کر دیا گیا ہے اور اطلا
یہ ملی ہے کہ یہ کام ایک خفیہ یہودی تنظیم گرین گارڈ نے کیا ہے
گرین گارڈ ڈاکٹر کمال حسین کو ذہنی طور پر تندرست کر کے ان
وہ فارمولا مکمل کرا کر مستقبل میں پوری دنیا کی خوراک پر کنٹرول
کرنا چاہتی ہے''...... ماتھر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دی
ہوئے کہا۔

''تو اس کے لئے تم نے پاکیشیا کیوں ایجنٹ بھجوائے۔ ان
اس سے کیا تعلق ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''چونکہ ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا سے اغوا کیا گیا ہے اس لئے
ان کے بارے میں کلیو پاکیشیا سے ہی مل سکتا تھا اور جو ایجنٹ میں
نے پاکیشیا بھجوائے تھے ان کا دوستانہ تعلق پاکیشیا کے معروف ایجنٹ
عمران سے تھا۔ وہ عمران سے ملے اور اس سے درخواست کی کہ وہ
اغوا کنندگان کو ٹریس کرنے میں مدد کرے۔ اس نے وعدہ بھی کر لیا
لیکن پھر اطلاع ملی کہ رینڈل اور اس کی اسسٹنٹ ڈکشا دونوں کو
ہلاک کر دیا گیا۔ ان کی کار میں بم ڈال دیا گیا اور کار بلاسٹ ہو
گئی اور ان دونوں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ اطلاع
بھی ملی کہ عمران کی کار میں بھی بم بلاسٹ ہوا ہے اور عمران بھی

اس کے سٹی ہسپتال میں ہلاک ہو گیا ہے''...... ماتھر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ عمران کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیا تم
نے کنفرم کیا ہے''...... چیف سیکرٹری نے یکلخت اپنے منصب کا
خیال کئے بغیر چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یہ بات کنفرم ہے''...... ماتھر نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

''تفصیل بتاؤ''...... چیف سیکرٹری نے اسی طرح اونچی آواز میں
کہا۔

''عمران شدید ترین زخمی حالت میں وہاں کے قریبی سٹی ہسپتال
لے جایا گیا جہاں وہ جانبر نہ ہو سکا اور اس کی لاش حکومتی کارندے
لے گئے ہیں''...... ماتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وری بیڈ۔ لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا۔ بہرحال میں خود پاکیشیا
کے سیکرٹری خارجہ سے معلوم کرتا ہوں لیکن اب تم کیا چاہتے ہو۔
دوبارہ ایجنٹ پاکیشیا بھجوانا چاہتے ہو جہاں پہلے تمہارے ایجنٹ
مارے گئے ہیں''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''جناب وہ دونوں سپر ایجنٹ تھے۔ ضرور کسی غلط فہمی میں ہلاک
کئے گئے ہیں۔ بہرحال ڈاکٹر کمال حسین کا سراغ تو لگانا ہے۔ وہ
پاکیشیائی کم اور ایکریمیا کا باشندہ زیادہ رہا تھا''...... ماتھر نے کہا۔

''تم اس کی بجائے اس گرین گارڈ کا پتہ چلاؤ جس نے یہ

ساری کارروائی کی ہے اور ان سے ڈاکٹر کمال حسین کو واپس لا
وہ فارمولا بھی۔ ہم سپر پاور ہیں۔ ہم کسی کو اس بات کی اج
نہیں دے سکتے کہ وہ مستقبل میں خوراک پر کنٹرول کر سکے
کنٹرول ہر صورت میں ایکریمیا کا ہونا چاہئے''...... چیف س
نے کہا۔

''یس سر''...... ماتھر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے
رکھ دیا گیا اور ماتھر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیو
دیا۔

''بات تو چیف سیکرٹری کی ٹھیک ہے لیکن کہاں سے گرین گ
پتہ چلایا جائے۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ گرین گارڈ ک
کا کوئی گروپ پاکیشیا میں بھی موجود ہے جس نے ہمارے ا
کے ساتھ ساتھ عمران پر بھی ہاتھ ڈال دیا ہے۔ وہیں سے
بارے میں اطلاع مل سکتی ہے''...... ماتھر نے بڑبڑاتے ہو
اور پھر کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس نے رسیور کی طرف
بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... ماتھر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں''...... دوسری
سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ ماتھر بول رہا ہوں سر''...... ماتھر نے کہا۔

''مسٹر ماتھر۔ میں نے پاکیشیا سے تصدیق کر لی ہے۔

ل نہیں ہوا۔ البتہ اس پر مزید حملہ روکنے کی غرض سے اس کی
لت کی خبر دی گئی ہے۔ وہ شدید زخمی ہوا ہے لیکن آپ نے بھی
بات کسی طرح آؤٹ نہیں کرنی کیونکہ میں نے اس کا وعدہ کیا
ہے اور اب آپ پاکیشیا کا رخ نہیں کریں گے بلکہ گرین گارڈ کو خود
اش کریں گے۔ یہ ضروری ہے''...... چیف سیکرٹری نے تحکمانہ
بجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماتھر نے بھی
یور رکھ دیا۔

''اب کہاں سے معلوم کیا جائے۔ کوئی کلیو ہو تو معلوم کیا
ئے''...... ماتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچانک چونک
ا۔ اس کے ذہن میں برق کے کوندے کی طرح ایک خیال آیا
ما۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے
ن سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا
ر پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ جارج کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ
یکریمین تھا۔

''جارج سے بات کراؤ۔ میں ماتھر بول رہا ہوں چیف آف
یڈ زیرو ایجنسی''...... ماتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے قدرے
وکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ جارج بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

''ماتھر بول رہا ہوں چیف آف ریڈ زیرو ایجنسی''...... ماتھر
کہا۔

''اوہ۔ اوہ آپ۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو آج آ
جارج کی یاد آ گئی ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے
میں کہا گیا۔

''ظاہر ہے تم جس کام میں ملوث ہو اور ہم جس کام میں۔
ہمارے پاس گپ شپ کا تو وقت رہا نہیں اس لئے جب تک
کام نہ پڑے اس وقت تک تو واقعی بات کرنے کا وقت ہی
ملتا''...... ماتھر نے کہا۔

''آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں۔ موجودہ دور میں مصروفیا
ایسی ہو گئی ہیں۔ بہرحال حکم فرمائیں۔ کیسے یاد کیا ہے''...... جا
نے کہا۔

''تم نے مجھے دو تین سال پہلے ہونے والی ایک ملاقات
بتایا تھا کہ تم نے کوئی ایجنسی ٹائپ فورس بنائی ہوئی ہے
پرائیویٹ طور پر تم مجرم تنظیموں کے خلاف کام کرتے ہو اور زیاد
وہ ممالک تمہاری ایجنسی کو ہائر کرتے ہیں جو خود طاقتور اور ن
ایجنسیاں نہیں رکھتے''...... ماتھر نے کہا۔

''ہاں اور اب تو یہ معاملہ خاصا وسیع ہو چکا ہے۔ کیوں۔ تم
کوئی کام پڑ گیا ہے۔ ویسے تو تمہاری ایجنسی خاصی طاقتور اور ن

ہے''...... جارج نے کہا۔

''ہاں۔ ہے تو سہی۔ لیکن میرے لئے ایک مسئلہ ٹارگٹ بنا ہوا
ہے۔ ٹارگٹ کے لئے میں نے اپنے دو سپر ایجنٹس پاکیشیا بھجوائے
تھے لیکن انہیں ہلاک کر دیا گیا اور اب چیف سیکرٹری نے حکم دیا ہے
کہ ہم پاکیشیا کا رخ نہ کریں''...... ماتھر نے کہا۔

''کیا تمہارا ٹارگٹ پاکیشیا میں ہے''...... جارج نے پوچھا۔

''ٹارگٹ وہاں تھا لیکن اسے وہاں سے اغوا کرا لیا گیا ہے۔
میں نے اپنے ایجنٹس کو اس لئے وہاں بھیجا تھا کہ وہ وہاں سے اس
کا کلیو حاصل کریں گے لیکن انہیں ہلاک کر دیا گیا''...... ماتھر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کھل کر بات کرو ماتھر تاکہ مجھے بھی سمجھ آئے کہ کیا معاملہ ہے
اور میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں''...... جارج نے کہا تو ماتھر نے
اسے شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

''عمران بھی زخمی ہو گیا ہے''...... جارج نے کہا۔

''ہاں۔ ویسے تو وہاں یہ افواہ پھیلائی گئی ہے کہ عمران ہلاک ہو
چکا ہے لیکن چیف سیکرٹری نے کنفرم کیا ہے کہ وہ زخمی ہوا ہے ہلاک
نہیں ہوا''...... ماتھر نے جواب دیا۔

''تو تم اب گرین گارڈ کے بارے میں معلومات چاہتے ہو تاکہ
اس کے خلاف کام کر سکو''...... جارج نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم شاید اس

معاملے میں میری کوئی مدد کر سکو"...... ماتھر نے کہا۔
"جو کچھ تم نے بتایا ہے اس سلسلے میں بات نوٹ کر لو کہ گرین
گارڈ نے عمران پر قاتلانہ حملہ کر کے اپنی موت کے پروانے پر دستخط
کر دیئے ہیں۔ عمران بچ گیا ہے۔ ٹھیک ہوتے ہی وہ گرین گارڈ پر
چڑھ دوڑے گا"...... جارج نے کہا۔
"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ وہ اپنی ذات پر حملوں کا انتقام نہیں
لیتا"...... ماتھر نے کہا۔
"ہاں۔ وہ اس معاملے میں واقعی عظیم آدمی ہے لیکن یہ معاملہ
اب اس کی ذات تک محدود نہیں رہا۔ تمہارے ایجنٹ رینڈل نے
عمران سے مدد مانگی اور بقول تمہارے عمران نے اس سے وعدہ کر
لیا۔ رینڈل کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس طرح عمران کو چیلنج کیا گیا
ہے اور وہ ایسے چیلنج پر کسی صورت پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ دوسری بات
یہ کہ اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ گرین گارڈ یہودیوں کی خفیہ تنظیم ہے
اور عمران کو علم ہے کہ یہودی مسلم ممالک خصوصاً پاکیشیا کے دشمن
ہیں اور اگر کسی بھی زمانے میں یہودیوں کا کنٹرول خوراک پر ہو گیا
تو پھر مسلمانوں کے مقدر میں صرف ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا رہ جائے
گا اس لئے عمران ہر صورت میں گرین گارڈ کے خلاف کام کرے
گا"...... جارج نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"اب ہمیں عمران سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہم اپنے طور
گرین گارڈ کے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں اس لئے عمران کیا کرتا

ہے اور کیا نہیں کرتا یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔ تم بتاؤ کہ تم ہماری
کیا مدد کر سکتے ہو"...... ماتھر نے کہا۔
"گرین گارڈ کے بارے میں میرے پاس تفصیلی معلومات تو
نہیں ہیں البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ گرین گارڈ کے یورپی سیکشن کا
ہیڈکوارٹر ناراک میں ہے اور اس کا انچارج ہاورڈ نام کا کوئی آدمی
ہے"...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"مزید معلومات یا ٹپ"...... ماتھر نے کہا۔
"صرف اتنی ٹپ ہے کہ ناراک کے بدنام زمانہ کلب بلیک واٹر
کلب کا اس ہاورڈ کا کوئی قریبی تعلق ہے اور بس۔ اس سے زیادہ
مجھے معلوم نہیں ہے"...... جارج نے کہا۔
"اوکے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اب آگے میں خود کھوج لگا لوں
گا"...... ماتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
چند لمحوں تک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا
اور فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"شاؤل جہاں بھی ہو اسے بلوا کر میرے آفس بھجواؤ"۔ ماتھر
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ گرین گارڈ کے
مقابل اس نے ریڈ زیرو ایجنسی کی ایک سیکشن چیف کا انتخاب کیا
تھا۔ اس سے پہلے اس نے رینڈل اور ڈکشا کا انتخاب کیا تھا اور یہ

انتخاب اس لئے کیا تھا کہ وہ دونوں ایشیا میں کام کرتے رہے
جبکہ شاؤل نے کبھی یورپ اور ایکریمیا سے باہر کام نہ کیا تھا
اس کے نزدیک شاؤل، رینڈل اور ڈکشا سے بہت ایڈوانس تھی
ایک پورے سیکشن کی انچارج تھی اور اس کے سیکشن میں آٹھ م
چار عورتیں تھیں۔ ریڈ زیرو ایجنسی ٹاپ مشنز پر شاؤل کا ا
کرتی تھی اور آج تک شاؤل کا ریکارڈ بے داغ تھا۔ اب
جارج کے ذریعے گرین گارڈ کا ایک کلیو مل گیا تھا اور یہ کا
ایکریمیا کی حدود کے اندر ہی تھا اس لئے ماتھر نے شاؤ
انتخاب کیا تھا اور اسے یقین تھا کہ شاؤل پہلے کی طرح اس با
کامیاب رہے گی۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ماتھر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''شاؤل آفس آنے کی اجازت کی منتظر ہیں''...... دو
طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بھیج دو اسے''...... ماتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
رسیور رکھ کر میز کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک
پریس کر دیا۔ اب دروازہ صرف باہر سے دبانے پر کھل سکتا
چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نکلتے ہوئے قد کی بے حد سا
اور یونانی نقوش کی حامل خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی جس
جینز کی پینٹ پر تیز سرخ رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس

دائیں ہاتھ میں ایک قیمتی لیڈیز بیگ تھا۔ اس کے سر کے سنہرے
بال اس کے کاندھوں تک پہنچ رہے تھے۔ چہرے پر ہلکا سا میک
اپ تھا جس کی وجہ سے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا
اور عام ایکریمین عورتوں کی نسبت اس کے چہرے کی جلد بالکل
صاف اور شفاف تھی۔

''تھینکس باس۔ آپ نے شاؤل کو یاد تو کیا''...... شاؤل نے
بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''جب کوئی اہم مسئلہ سامنے آ جائے تو تمہیں یاد کرنا ہی پڑتا
ہے لیکن بیٹھنے سے پہلے الماری سے بوتل اور گلاس نکال لو''۔ ماتھر
نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''...... شاؤل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ میز پر رکھا
اور پھر سائیڈ دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے
الماری کھول کر اس میں سے شراب کی بوتل اور اس کے نچلے خانے
میں موجود گلاس نکال کر میز پر رکھے اور پھر الماری بند کر کے اس
نے بوتل کھولی اور دونوں گلاس آدھے آدھے بھر کر ایک گلاس اس
نے ماتھر کے سامنے اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی
اور پھر دونوں نے اپنے اپنے گلاس اٹھا کر منہ سے لگائے اور ایک
ایک گھونٹ لے کر دونوں نے ہی گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔

''ایسا کون سا مشن سامنے آ گیا ہے باس کہ آپ اسے اہم کہہ
رہے ہیں''...... شاؤل نے بیگ کی زپ کھول کر اندر سے ایک

خوشبودار ٹشو نکال کر بڑی نفاست سے اپنے ہونٹ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کبھی گرین گارڈ کا نام سنا ہے تم نے"...... ماتھر نے کہا۔

"گرین گارڈ۔ نہیں۔ کیا ہے یہ"...... شاؤل نے چونک کر پوچھا۔

"یہودیوں کی ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے"...... ماتھر نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر کمال حسین اور اس کے فارمولے کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے ڈاکٹر کمال حسین کے پاکیشیا سے اغوا ہونے اور ساتھ ہی ایکریمیا سے فارمولا غائب ہو جانے، رینڈل اور ڈکشا کے پاکیشیا جا کر عمران سے ملنے اور پھر رینڈل اور ڈکشا کی لاشوں کی واپسی اور عمران کے شدید زخمی ہونے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔ شاؤل خاموش بیٹھی یہ سب کچھ سنتی رہی اور ساتھ ساتھ وہ شراب کے گھونٹ بھی لے رہی تھی۔

"مجھے بھی رینڈل اور ڈکشا کی موت کی اطلاع ملی تھی۔ مجھے بے حد دکھ ہوا تھا۔ یہ دونوں میرے بہت اچھے دوست تھے" شاؤل نے کہا۔

"اب یہ مشن تم نے مکمل کرنا ہے شاؤل۔ تم نے ڈاکٹر کمال حسین کو واپس لانا ہے اور فارمولا بھی اور اس گرین گارڈ کا بھی خاتمہ کرنا ہے جس نے رینڈل اور ڈکشا کو ہلاک کرایا ہے"۔ ماتھر نے کہا۔

"لیکن باس۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ابھی ان پر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ اس وقت کا انتظار کرنا چاہئے جب وہ ڈاکٹر کمال حسین کو ٹھیک کر لیں اور ڈاکٹر کمال حسین اپنا فارمولا مکمل کر لے۔ فارمولا مکمل ہوتے ہی ڈاکٹر کمال حسین کی مزید ضرورت نہ رہے گی اور ویسے بھی ڈاکٹر کمال حسین پاکیشیائی ہے، اسے ہلاک کر کے ہم صرف فارمولا واپس لائیں گے۔ فارمولا واپس آ جانے کے بعد ہم گرین گارڈ سے رینڈل اور ڈکشا کی موت کا بھرپور انداز میں انتقام لیں گے"...... شاؤل نے کہا۔

"لیکن یہ سب کیسے ہو گا شاؤل۔ ابھی تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ گرین گارڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ کب وہ ڈاکٹر کمال حسین کو ٹھیک کرتے ہیں اور کب ڈاکٹر کمال حسین فارمولے پر کام مکمل کر لیتا ہے۔ یہ سب کیسے معلوم ہو گا"...... ماتھر نے کہا۔

"باس۔ ہم نے گرین گارڈ کو تلاش تو کرنا ہے تب ہی اس کا خاتمہ کیا جا سکے گا۔ ہم اسے تلاش کر کے وہاں ایسا بندوبست کر لیں گے کہ ہمیں تازہ ترین اپ ڈیٹس ملتی رہیں تو ہم انتظار کر سکتے ہیں۔ ہم وہاں کوئی جدید ترین ڈیوائس اس انداز میں پہنچا سکتے ہیں کہ انہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے"...... شاؤل نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر تمہاری تجویز زیادہ بہتر ہے"۔ ماتھر نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہی طریقہ اچھا ہے باس۔ بہرحال یہ مشن آپ مجھے دے رہے ہیں تو میں اسے خود ہی اپنے انداز میں مکمل کروں گی لیکن کیا کوئی ٹپ ہے اس سلسلے میں"...... شاؤل نے کہا۔

"ہاں۔ بڑی مشکل سے ایک ٹپ ملی ہے۔ وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ کام تم نے خود کرنا ہے"...... ماتھر نے کہا۔

"کون سی ٹپ ہے"...... شاؤل نے کہا۔

"گرین گارڈ کے یورپی اور ایکریمین سیکشن کا انچارج ہاورڈ نامی آدمی ہے جس کا آفس ناراک میں ہے اور صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ناراک کے بدنام زمانہ کلب بلیک واٹر کلب سے اس کا کوئی قریبی تعلق ہے۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں"...... ماتھر نے کہا۔

"اتنا ہی کافی ہے باس۔ باقی شاؤل خود معلوم کر لے گی۔ یہ میرا کام ہے"...... شاؤل نے کہا تو ماتھر نے دراز کھول کر اس میں سے ایک فائل نکال کر سامنے رکھی اور پھر اس کو کھولا اور پھر ایک کاغذ کے آخر میں دستخط کر کے اس نے فائل شاؤل کو دے دی تاکہ وہ اس فائل کو سپرنٹنڈنٹ تک پہنچا دے۔ اس طرح سرکاری طور پر وہ اس مشن کی انچارج بن جائے گی اور پھر مشن کے سلسلے میں اسے جس چیز کی بھی ضرورت ہو گی ریڈ زیرو ایجنسی اسے مہیا کرنے کی پابند ہو گی۔

"اوکے باس۔ اب مجھے اجازت۔ میں جلد ہی آپ کو کامیابی

کی رپورٹ دوں گی"...... شاؤل نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... ماتھر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر شاؤل کے آفس سے باہر جانے کے بعد اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹن آف کر دیا اور پھر ایک فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹائیگر نے کار ہائیڈ ورکشاپ کے وسیع احاطے میں موڑی پھر ایک سائیڈ پر کار روک کر وہ نیچے اترا تو ایک آدمی تیزی اس کی طرف بڑھا۔

''آپ نے کار کا کام کرانا ہے''...... اس شخص نے قریب آ کہا۔

''نہیں۔ بلکہ میں نے فریڈی سے ملنا ہے''...... ٹائیگر جواب دیا۔

''فریڈی۔ وہ کون ہے''...... اس آدمی نے چونک کر کہا۔

''ڈی سلوا کلب کی کار کا ڈرائیور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ تو آپ دائیں طرف چلے جائیں۔ آگے ایک احا میں ڈی سلوا کلب کی کاریں موجود ہیں۔ وہیں فریڈی بھی ا اگر آیا ہو گا''...... اس آدمی نے کہا اور واپس مڑ کر ایک طرف

گیا۔ ٹائیگر اس احاطے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا احاطہ تھا جس میں اس وقت چھ کاریں موجود تھیں جن میں سے ایک سفید رنگ کی کار تھی اور ٹائیگر اس کار کا رجسٹریشن نمبر دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ یہ وہی نمبر تھا جو مرفی نے بتایا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہی کار عمران کے خلاف استعمال ہوئی ہے۔ احاطے میں ایک بیرک نما عمارت تھی جس میں دو بڑے کمرے تھے۔ دونوں کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں اسے الماریاں اور ان میں موجود کاروں کے سپیئر پارٹس دور سے ہی نظر آ رہے تھے جبکہ دوسرے کمرے میں کار کے مختلف پارٹس کی فٹنگ مشینری تھی اور وہاں دو آدمی کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر آگے بڑھ کر اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا تو دونوں آدمیوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''جی فرمائیے''...... ایک آدمی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''فریڈی کہاں ہے۔ میں نے اس سے ملنا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فریڈی۔ وہ کون ہے''...... اس آدمی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس سفید کار کا ڈرائیور''...... ٹائیگر نے ہاتھ کے اشارے سے مڑ کر قریب کھڑی سفید رنگ کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا ڈرائیور تو ریمزے ہے۔ فریڈی تو نہیں ہے'' ...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''فریڈی ریمزے اس کا پورا نام ہو گا۔ اس نے مجھے یہاں ملنے کے لئے کہا تھا'' ...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تو پھر ریمزے کہا کرو۔ پہلے نام سے تو کوئی کسی کو نہیں بلواتا'' اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے اس کا پہلا نام ہی اچھا لگتا ہے۔ بہرحال کہاں ہے وہ'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ تو تب آئے گا جب اسے کار کی ضرورت ہو گی'' ...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وہ ڈی سلوا کلب میں ہی ہو گا'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ وہاں نہیں جاتا۔ وہ زیادہ تر رافس کلب میں اٹھتا بیٹھتا ہے'' ...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ پھر میں اس سے وہیں مل لیتا ہوں۔ ہاں۔ اگر وہ آ جائے تو اسے کہہ دینا کہ ریمنڈ اس سے ملنے آیا تھا اور رافس کلب گیا ہے'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے'' ...... اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر ان کا شکریہ ادا کر کے مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار رافس کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رافس کلب ایک چھوٹا سا کلب تھا۔ وہاں چونکہ منشیات کھلے عام ملتی بھی تھی اور استعمال بھی کی جاتی تھی اس

لئے ایسے لوگ جو منشیات استعمال کرتے تھے زیادہ تر وہیں جایا کرتے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ رافس کلب پہنچ گیا۔ کلب کی دو منزلہ عمارت میں آنے جانے والے سب گھٹیا طبقے کے افراد نظر آ رہے تھے۔ جب یہ کلب بنا تھا تو ٹائیگر ایک دو بار یہاں آیا تھا لیکن پھر یہاں کا ماحول دیکھ کر اس نے یہاں آنا چھوڑ دیا تھا۔ ہال میں عورتیں اور مرد دونوں ہی کافی تعداد میں موجود تھے لیکن یہ سب گھٹیا طبقے کے اور جرائم پیشہ افراد تھے۔ ہال میں منشیات کی تیز بو نہ صرف پھیلی ہوئی تھی بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بو اس پورے ہال کی دیواروں اور فرنیچر میں رچ بس گئی ہو۔ ٹائیگر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں چار افراد موجود تھے جن میں سے دو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک سٹول پر بیٹھا سر کو عقبی دیوار سے لگائے اس طرح نیم دراز تھا جیسے چھت کو غور سے دیکھ رہا ہو۔

''ہیلو'' ...... ٹائیگر نے قریب جا کر کاؤنٹر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے ایک جھٹکے سے گردن سیدھی کی اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں نشے کے ڈورے نظر آ رہے تھے۔

''کیا ہے'' ...... اس نے آدم بیزار سے لہجے میں کہا۔

''ریمزے کہاں ہے۔ ڈرائیور ریمزے'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم'' ...... اس نے اسی طرح بیزار سے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر دیوار سے سر ٹکا کر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

''یہ دیکھو پانچ سو روپے کا نوٹ''...... ٹائیگر نے جیب ایک نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا یہ فقرہ کر وہ آدمی اس طرح اچھلا جیسے اسے انتہائی طاقتور الیکٹرک شا لگ گیا ہو۔

''اوہ۔ اوہ۔ یوں بات کرو نا''...... اس آدمی نے بجلی کی تیزی سے ٹائیگر کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اختیار مسکرا دیا۔

''بولو۔ کہاں ہے ریمزے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ ابھی ایک عورت لے کر اپنے کمرے میں گیا ہے۔ کمرہ دوسو بارہ''...... اس آدمی نے کہا اور ایک بار پھر دیوار سے سر لگا تو ٹائیگر مسکراتا ہوا دوسری منزل کی طرف جانے والی سیڑھیوں طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں پر سے مرد اور عورتیں آ جا رہی تھیں۔ سب اس لئے حیرت بھری نظروں سے ٹائیگر کو دیکھ رہے تھے ٹائیگر اکیلا اوپر جا رہا تھا جبکہ نیچے جانے والے اور اوپر جا والے سب ہی جوڑے تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اوپر کمروں میں ہوتا ہے۔ دوسری منزل پر پہنچ کر وہ کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پہنچ کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے سائیڈ پر موجود ڈور کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ایک چیختی ہوئی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''باس مارٹن کا ایمرجنسی پیغام ہے''...... ٹائیگر نے تیز لہجے

جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ اچھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی جس کا مطلب تھا کہ ڈور فون آف کر دیا گیا ہے۔ پھر کافی دیر بعد دروازہ کھلا تو دروازے میں ایک لمبے قد، بھاری جسم اور خبیث چہرے والا کیم شیم آدمی کھڑا تھا۔ اس نے پینٹ اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں نشے کے ڈورے نمایاں تھے۔ ٹائیگر اسے ہٹاتا ہوا اندر داخل ہوا تو اندر کمرے سے ایک نوجوان عورت نکل آئی۔

''تم جاؤ۔ میں نے ریمزے سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔ جاؤ''۔ ٹائیگر نے اس عورت سے کہا تو عورت سر ہلاتی ہوئی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ اور تم کون ہو۔ تمہیں میں نے پہلے تو کبھی نہیں دیکھا''...... ریمزے کے لہجے میں حیرت تھی۔ اس نے عورت کو روکنے کی کوشش کی تھی۔

''نہیں۔ میں جا رہی ہوں۔ پھر ملیں گے''...... اس عورت نے کہا اور دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر جاتے ہی اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

''تمہارا نام ریمزے ہے اور تم سفید رنگ کی سیڈان کار کے ڈرائیور ہو جس کا رجسٹریشن نمبر میں تمہیں بتاتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رجسٹریشن نمبر بتا دیا۔

''لیکن تم کون ہو اور کیوں یہ سب پوچھ رہے ہو''...... ریمز
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن
تاثرات تھے۔

''تم دس ہزار روپے کمانا چاہتے ہو۔ ابھی اسی وقت نقد
ٹائیگر نے کہا تو ریمزے نہ صرف چونک پڑا بلکہ اس کی آنکھ
میں دس ہزار روپے کا سن کر تیز چمک ابھر آئی۔

''مجھے اس کے بدلے میں کیا کرنا ہوگا''...... ریمزے نے

''دیکھو۔ میں چاہوں تو یہ سب کچھ تم سے جبراً بھی معلوم کر
ہوں لیکن میں بانٹ کر کھانے کا عادی ہوں۔ مجھے چند معلو
چاہئیں جن کے عوض میں نے اپنی پارٹی سے ایک لاکھ روپے
ہیں۔ تم تک پہنچنے کے دوران اب میرے پاس صرف چالیس
روپے رہ گئے ہیں جن میں سے دس ہزار روپے میں تمہیں دے
ہوں اور باقی تیس ہزار میں رکھ لوں گا۔ بولو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ دو مجھے دس ہزار روپ
ریمزے نے کہا تو ٹائیگر نے جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈ
کر نوٹ نکالے اور پھر ان میں سے گن کر دس ہزار روپے علیحد
کے باقی نوٹ اس نے واپس جیب میں ڈال لئے۔ ریمزے
نوٹ لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے۔

''ایسے نہیں۔ تم میرے سوالوں کے درست جواب دو اور یہ
لے لو۔ میں نے خود آفر کی ہے اس لئے میں واقعی یہ رقم تم

دے دوں گا لیکن شرط یہی ہے کہ معلومات درست اور حتمی ہوں''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بیٹھو اور بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو''...... ریمزے نے
کہا اور ٹائیگر کے کرسی پر بیٹھتے ہی وہ خود بھی اس کے سامنے کرسی
پر بیٹھ گیا۔

''کل ناگوری روڈ پر ایک سپورٹس کار میں بم بلاسٹ ہوا ہے
اور سفید سیڈان کار جسے تم چلا رہے تھے اس میں سے اس سپورٹس
کار میں بم پھینکا گیا تھا اس حد تک تو ہمیں معلوم ہے۔ اب تم نے
یہ بتانا ہے کہ تمہارے ساتھ کون کون تھا اور یہ حکم تمہیں کس نے دیا
تھا''...... ٹائیگر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''سوری۔ یہ بات تو میں کسی قیمت پر بھی نہیں بتا سکتا اور سنو۔
یہ بھی غلط ہے کہ ہم نے کسی کار میں بم پھینکا ہے۔ یہ سب غلط
ہے''...... ریمزے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اب اگر تم نے انکار کیا تو پھر رقم بھی
نہیں ملے گی اور معاملات کی تمام تر ذمہ داری بھی تم پر ہوگی''۔
ٹائیگر نے کہا تو ریمزے بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم مجھ سے پہلی بار مل رہے ہو اس لئے ایسی باتیں کر رہے
ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہاری جیب میں مشین پسٹل ہے اور
میری جیب میں نہیں ہے اور میں تم سے زیادہ تیزی سے مشین پسٹل
نکال بھی سکتا ہوں اور فائر بھی کر سکتا ہوں''...... ریمزے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ جو چاہے کرلو لیکن اب فائنل
ہے۔ بولو بتاتے ہو یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔
''سوری۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے
تم کمرے سے نکل جاؤ''...... ریمزے نے ایک جھٹکے سے ا
ہوئے کہا اور دوسرے لمحے واقعی اس کے ہاتھ میں ایک مشین پ
نظر آ رہا تھا۔ اس نے حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا کہ
ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا تو ہو گیا تھا اور اس کا ہاتھ بھی جیب میں دا
ہو چکا تھا لیکن وہ مشین پسٹل اس قدر پھرتی سے باہر نہ نکال سکا
جس قدر پھرتی سے ریمزے نے کام لیا تھا لیکن ابھی ریمزے
فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ لگاتار دو دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ
نہ صرف کمرہ ریمزے کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا
مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر کمرے کے کونے میں کہیں
گرا تھا بلکہ اس کے ہاتھ سے بھی خون بہنے لگ گیا تھا اور وہ مسلس
اس طرح ہاتھ کو جھٹک رہا تھا جیسے کسی چپکی ہوئی چیز کو اس طر
جھٹکے سے علیحدہ کرنا چاہتا ہو۔ ٹائیگر نے جیب کے اندر سے ہی فا
کھول دیا تھا اور یہ اس کا حیرت انگیز نشانہ تھا کہ یکے بعد دیگر
دونوں گولیاں ٹھیک ریمزے کے اس ہاتھ پر پڑی تھیں جس ہا
میں اس نے مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے ک
ریمزے اس اچانک افتاد سے ذہنی طور پر سنبھلتا، ٹائیگر نے بجلی ک
سی تیزی سے آگے بڑھ کر یکلخت ایک ہاتھ بڑھا کر اس کی گردا

پر ڈالا اور دوسرے لمحے ریمزے چیختا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر
سائیڈ پر موجود میز پر گرا اور پھر پلٹ کر نیچے فرش پر جا گرا اور
ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن میں بل آ گیا تھا اور اس کا چہرہ تیزی
سے مسخ ہوتا جا رہا تھا۔

ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس
کے کاندھے پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو
ریمزے کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ البتہ
س کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن وہ
بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہوا۔ اس
نے کوشش کی تھی کہ وہ رقم دے کر اس ریمزے سے معلومات
حاصل کر کے اسے ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کر کے یہاں
سے نکل جائے کیونکہ جس عورت کو اس نے کمرے سے نکالا تھا اس
کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ٹائیگر کو پہچانتی ہے۔
شاید کسی ہوٹل یا کلب میں اس سے کبھی ملاقات ہوئی ہو اس لئے
ہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا نام فوری طور پر سامنے آ جائے لیکن
ریمزے ضد کر گیا تھا اس لئے مجبوراً اسے یہ ساری کارروائی کرنا
پڑی تھی۔ پھر اس نے اندرونی کمرے کی کھڑکی پر لگا ہوا ریشمی پردہ
تارا، اسے لپیٹ کر اس کا رسہ بنایا اور پھر ریمزے کو اٹھا کر کرسی
پر بٹھایا اور پھر اس پردے کے بنے ہوئے رسے کی مدد سے اسے
س انداز میں باندھ دیا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکے۔ باندھنے کے

بعد اس نے اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے تھپڑ مارنے شر
کر دیئے اور تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر ریمزے نے چیختے ہو
آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ا
کی کوشش کی لیکن جب وہ نہ اٹھ سکا تو اس کے چہرے پر حیر
کے ساتھ ساتھ قدرے بے بسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم۔ تم۔ تم نے یہ سب کیا ہے۔ چھوڑ دو مجھے ورنہ"۔ ریمز
نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظروں میں تندی ابھر آئی
اور وہ اس طرح سامنے کھڑے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے کچا
جائے گا۔

"میں نے تو تمہیں آفر کی تھی لیکن تم نے خود ہی تعاون نہ
کیا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ رقم بھی مل سکتی ہے بشرطیکہ تم سب
سچ سچ بتا دو ورنہ تمہاری دونوں آنکھیں نکال دی جائیں گی۔ نا
اور کان کاٹ دیئے جائیں گے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ
ہاتھوں سے علیحدہ کر دی جائیں گی۔ پھر بتاؤ کہ تم کس طرح با
زندگی گزارو گے۔ اندھے اور محتاج آدمی کی کیا زندگی ہوتی ہے
بولو"...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نن۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔ نہیں۔ یہ ظلم ہے۔
سفاکیت ہے"...... ریمزے نے جھرجھری لیتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اوکے۔ پھر دیکھو"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر جیب سے ایک
تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتا دیتا ہوں۔ رک جاؤ۔ ایسا مت
کرو۔ میں بتاتا ہوں۔ پلیز مجھ پر ظلم مت کرو"...... ریمزے نے
یکلخت رو دینے والے لہجے میں کہا۔ شاید اس کی ساری اکڑ فوں
ٹائیگر کی بیان کردہ اس کے مستقبل کی جھلک دیکھ کر غائب ہو گئی
تھی۔

"بولو تو بچ جاؤ گے مگر سچ بولنا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں مارٹن نے حکم دیا تھا۔ ہمیں اس کی کار کا نمبر بھی
بتا دیا گیا تھا اور اس آدمی کا نام عمران بتایا گیا تھا۔ میرے ساتھ
تین آدمی تھے۔ فریڈ، راڈرک اور جیگر۔ فریڈ آگے میرے ساتھ بیٹھا
تھا۔ وہ ہمارا گروپ چیف تھا۔ راڈرک اور جیگر عقبی سیٹ پر بیٹھے
تھے۔ ہمیں وہ کار سنٹرل پارک کے قریب نظر آئی تو ہم اس کے
پیچھے لگ گئے اور پھر ایک جگہ موقع ملتے ہی میں نے کار اس کے
قریب کر کے روک لی اور فریڈ نے عمران کے نام کی تصدیق کی اور
عقبی سیٹ پر بیٹھے راڈرک نے میگا سموک فائر بم جو ایک کیپسول
جتنا ہوتا ہے اس سپورٹس کار میں پھینک دیا"...... ریمزے نے کہا۔

"سپورٹس کار کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں"...... ٹائیگر نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ پہلے بند تھیں۔ میرے کار روکنے اور اس کی کار کی
طرف دیکھنے پر کار کے شیشے غائب ہو گئے تھے۔ اسی لمحے راڈرک
نے کیپسول اندر پھینک دیا اور میں نے کار تیزی سے آگے بڑھا

دی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہم نے اپنے عقب میں ایک خوفناک دھماکہ سنا تو ہم مطمئن ہو گئے کہ ہمارا مشن پورا ہو گیا ہے" ریمزے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مارٹن تو اسسٹنٹ مینجر ہے۔ اصل حکم کس نے دیا تھا"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ہمیں تو مارٹن حکم دیتا ہے"...... ریمزے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ ریمزے اس کیفیت میں جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔

"تم نے سچ تو بول دیا ہے لیکن اب تمہیں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا کیونکہ تم نے عمران پر ہونے والے قاتلانہ حملے میں شرکت کی ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ریمزے کچھ کہتا ٹائیگر کا بازو بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی ریمزے کے منہ سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور ریمزے کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا بندھا ہوا جسم بھی چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ وہ گردن کی ہڈی ٹوٹنے اور شہ رگ دب جانے کی وجہ سے فوری طور پر ہلاک ہو چکا تھا۔

ٹائیگر نے اس کی رسی کھولی اور پھر اس کی لاش کو اٹھا کر اندرونی کمرے میں لے جا کر بیڈ پر ڈال دیا تاکہ فوری طور پر اس کے قتل کی بات سامنے نہ آ سکے۔ پھر وہ مڑا اور اس نے دروازہ

کھولا اور باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ڈی سلوا کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جہاں مارٹن بیٹھتا تھا۔ وہ مارٹن کو بہت اچھی طرح جانتا تھا اور اس کے خیال کے مطابق مارٹن عملی طور پر پلاننگ کر کے ہر قسم کا اقدام کر سکتا تھا لیکن غیر ملکی تنظیموں سے رابطہ رکھنا کم از کم اس کے بس سے باہر تھا لیکن مارٹن کے چیف برائیڈ کو بھی وہ جانتا تھا۔ گو وہ ابھی حال ہی میں یورپ سے آیا تھا لیکن وہ بھی اسے اتنا بڑا آدمی نہ لگتا تھا کہ وہ عمران پر اس انداز میں ہاتھ ڈال سکے لیکن بہرحال اس نے اس کا کھوج لگانا تھا جس نے عمران پر حملہ کرایا تھا اس لئے وہ ڈی سلوا کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ناراک ک
ایک معروف سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کاروں کے از
ہجوم میں سیاہ رنگ کی کار واقعی پوری مہارت سے آگے بڑھ رہ
تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر شاؤل بیٹھی ہوئی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ
پر اس کے سیکشن کا انچارج اور اس کا اسسٹنٹ لیموکا بیٹھا تھا۔ لیمو
کا قدوقامت اور چوڑا جسم دیکھ کر بے پناہ طاقت کا احساس ہو
تھا۔ اسے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دیو نے انسان کا روپ
دھار لیا ہو لیکن اس کے چوڑے چہرے پر ایسی معصومیت تھی کہ
جیسے وہ کسی میچور آدمی کی بجائے کسی چھوٹے سے بچے کا چہرہ ہو
جسے دنیا کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ البتہ چہرے کے نقوش میں یونا
جھلک اس طرح نمایاں تھی جس طرح شاؤل کے چہرے کے نقوش
میں تھی۔ وہ دونوں اکٹھے رہتے تھے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا

کہ لیموکا اور شاؤل دونوں میاں بیوی ہیں۔

”تم نے بتایا نہیں شاؤل کہ اس ہاورڈ کا کرنا کیا ہے“۔ سائیڈ سیٹ پر جھک کر بیٹھے ہوئے لیموکا نے کہا۔

”تم نے سنا نہیں کہ اس کا تعلق گرین گارڈ سے ہے اور گرین گارڈ نے نہ صرف ریڈ زیرو ایجنسی کے دو سپر ایجنٹس ہلاک کر دیئے ہیں بلکہ انہوں نے ایکریمیا کا فارمولا اور ایکریمیا میں کام کرنے والے پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کر لیا ہے۔ اب ہاورڈ بتائے گا کہ وہ سائنس دان اور فارمولا کہاں ہے“...... شاؤل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن بلیک واٹر کلب میں تو کسی بڑی تنظیم کے چیف کا آنا جانا مشکل ہے۔ یہاں تو انتہائی گھٹیا طبقے کے جرائم پیشہ افراد آتے جاتے رہتے ہیں۔ ایک کلب ہی کیا پورا بلیک ایریا ہی ایسے لوگوں سے بھرا ہوا ہے“...... لیموکا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مگر بتایا گیا ہے کہ ہاورڈ کا اس کلب سے قریبی تعلق ہے۔ اس کا علم اب جنگو سے ہو جائے گا“...... شاؤل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو لیموکا بے اختیار چونک پڑا۔

”جنگو۔ اوہ۔ وہ تو سخت دھوکے باز آدمی ہے۔ پورے بلیک ایریا کا سب سے بڑا دھوکے باز“...... لیموکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ ساری دنیا سے دھوکے بازی کر سکتا ہے لیکن شاؤل سے

نہیں کر سکتا''...... شاؤل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

''وہ کیوں۔ وجہ''...... لیموکا نے جھلائے ہوئے انداز میں ک

''اس لئے کہ شاؤل چند سیکنڈوں میں اس کے جسم کی ہڈیاں توڑنے کی طاقت رکھتی ہے''...... شاؤل نے اسی طرح فا لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم پہلے بھی اس کو ہاتھ دکھا ہو''...... لیموکا نے کہا۔

''تمہارے دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے لیموکا۔ اگر میں ہاتھ دکھا چکی ہوتی تو وہ اب تک زندہ کیسے رہ جاتا۔ اس سامنے میں نے کسی کو ہاتھ دکھائے تھے۔ تب سے وہ سیدھا ہے''...... شاؤل نے کہا تو لیموکا نے سعادت مند بچوں کی تائید میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار مین روڈ سے نکلنے والی سائیڈ روڈ پر مڑ گئی لیکن تھوڑا سا آگے جاتے ہی سڑک پر بیئرر کی وجہ سے شاؤل نے کار روک دی۔ یہاں سے چونکہ ایریا شروع ہو جاتا تھا اس لئے یہاں چیک پوسٹ بنائی گ تاکہ اندر جانے والوں کو نہ صرف چیک کیا جا سکے بلکہ انہیں آ آنے والے خطروں سے بھی آگاہ کیا جا سکے۔ شاؤل کی کار ہی ایک مسلح آدمی تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

''آپ کس کے پاس جا رہی ہیں''...... اس آدمی نے جھک شاؤل اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے لیموکا کو غور سے دیکھتے ہو

کہا۔

''جنگو کے پاس۔ اس نے بلایا ہے''...... شاؤل نے سخت لہجے میں کہا تو وہ نوجوان جنگو کا نام سنتے ہی اس طرح پیچھے ہٹ گیا جیسے کسی نے اسے پیچھے دھکیل دیا ہو۔

''اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے''...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا تو بیئرر اٹھا لیا گیا اور شاؤل نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

''بڑا رعب ہے جنگو کا''...... لیموکا نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم کافی عرصہ بعد آ رہے ہو شاید''...... شاؤل نے کہا۔

''ہاں۔ تقریباً تین سال بعد۔ کیوں۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... لیموکا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ پہلے بلیک ایریا کا انچارج بلیک فورڈ تھا لیکن پھر وہ ایک فائٹ میں مارا گیا اور تب سے اس بلیک ایریئے کا انچارج جنگو ہے''...... شاؤل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ اس لئے اس پوچھنے والے کا جنگو کا نام سنتے ہی یہ حشر ہو گیا تھا''...... لیموکا نے کہا تو شاؤل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب بلیک ایریا شروع ہو چکا تھا۔ یہ ایک خاصی چوڑی سڑک تھی جس کی دونوں سائیڈوں پر کلب، شراب

خانے، جواء خانے اور ایسے بے شمار اڈے تھے جہاں وہ سب
ہوتا تھا جسے مہذب دنیا کسی صورت برداشت نہ کر سکتی تھی۔ یہ
ہر طرف مسلح سیاہ فام نوجوان پھرتے نظر آ رہے تھے لیکن یہ
معاملے میں اس وقت تک مداخلت نہ کرتے تھے جب تک کہ
جگہ کوئی جھگڑا نہ ہو جائے۔ جھگڑے کی صورت میں یہ بجلی کی
تیزی سے حرکت میں آ جاتے تھے اور پھر لمحوں میں فیصلہ کر
اسے خود ہی نافذ بھی کر دیتے تھے اور ان کے فیصلے کو چیلنج کرنے
کسی کو ہمت ہی نہ تھی۔ شاؤل کار چلاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی
اور پھر اس پورے ایریئے سے گزر کر وہ سب سے آخر میں مو
ایک شاندار عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئے۔ اس عمار
پر بلیک واٹر کلب کا جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھ
پارکنگ میں کاروں کا اژدہام تھا۔ یہاں ویسے بھی بے حد رش ر
تھا کیونکہ بلیک واٹر کلب دنیا کی سب سے پرامن جگہ تھی اور
جاتی تھی۔ یہاں کسی جھگڑے کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ اگر کبھی ایسا
بھی جاتا تھا تو لمحوں میں لاشیں غائب کر دی جاتی تھیں۔ شاؤ
نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر لیموکا سمیت نیچے اتر آئی۔ لی
کو لوگ مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ لیموکا نے جینز کی پینٹ اور جینز
ہی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے بال اس کی گردن کی پش
پر باقاعدہ ربن سے بندھے ہوئے تھے۔ معصوم چہرے اور دیوہیکل
جسم کے ساتھ وہ واقعی ایک حیران کر دینے والا کردار تھا۔

"آؤ"...... شاؤل نے کار لاک کر کے مڑتے ہوئے کہا تو لیموکا
ت میں سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین
ٹ میں داخل ہوئے تو وسیع و عریض ہال میں لوگ اس طرح
ے ہوئے تھے جیسے مرغیوں کے ڈربے میں مرغیاں ٹھونسی ہوئی
ود ہوں۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس پر بیک وقت
ادمی کام کر رہے تھے۔
"یس میڈم"...... ایک آدمی نے شاؤل سے مخاطب ہو کر کہا۔
"جنگو سے کہو کہ شاؤل اور اس کا سسٹنٹ لیموکا آئے ہیں"۔
ل نے کہا۔
"سوری۔ چیف باس ایک ضروری میٹنگ میں چلا گیا ہے۔
پ کل آ جائیں"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا تم ہوش میں ہو"...... شاؤل نے یکلخت غراتے ہوئے
، میں کہا۔
"میں پوری طرح ہوش میں ہوں اور اب اگر ایسا توہین آمیز
ہ دوبارہ کہا تو جوڈی کے ہاتھوں ماری جاؤ گی۔ جاؤ دفع ہو
"...... اس آدمی نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن
رے لمحے تھپڑ کی تیز آواز کے ساتھ ہی جوڈی کے حلق سے نکلنے
ا کریہہ چیخ سے ہال گونج اٹھا۔ جوڈی کا فقرہ ابھی ختم نہ ہوا تھا
ہ لیموکا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور جوڈی چہرے پر زور
ر تھپڑ کھا کر چیختا ہوا اچھل کر اپنے ساتھیوں پر جا گرا۔

"میڈم کے سامنے بکواس کرتے ہو حقیر کیڑے"...... لیم
چیخ کر کہا۔ پورے ہال میں خاموشی طاری ہو گئی۔ سب کی
کاؤنٹر کی طرف مڑی ہوئی تھیں۔ جوڈی نیچے گرتے ہی تیز
اٹھا ہی تھا کہ لیموکا کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار لحیم شحیم
ہوا میں اڑتا ہوا اوپر کو اٹھا اور پھر قلابازی کھا کر ایک دھما
ہال کے فرش پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آ
کے ساتھ ہی گولیاں نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جوڈی کے سینے پ
کی طرح پڑیں اور شاؤل اور لیموکا تیزی سے اس طرف کو
جدھر سے فائرنگ کی گئی تھی۔ وہاں ایک لمبے قد اور بھاری
سر پر بالوں کا ٹوکرہ سا بنائے ایک سیاہ فام کھڑا تھا۔ اس ک
میں مشین پسٹل تھا اور چہرے پر شدید غصے کے تاثرات تھے۔

"اوہ جنگو تم۔ یہ تمہارے آدمی تو عقل سے پیدل ہیں"۔
نے اس سیاہ فام کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان علاقوں میں عقل سے پیدل ہی کام دیتے ہیں شاؤ
میرے ساتھ۔ سیاہ فام نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی
گیلری کی طرف بڑھ گیا جہاں سے شاید وہ آیا تھا۔ شاؤل ا
کے پیچھے لیموکا بھی مڑے اور اس گیلری میں داخل ہو گئے
لمحوں بعد وہ ایک شاندار آفس کے انداز میں سجے ہوئے
میں داخل ہو گئے۔

"بیٹھو۔ یہ کون ہے"...... جنگو نے میز کی دوسری طرف

پنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا اسسٹنٹ لیموکا ہے"...... شاؤل نے ایک کرسی پر بیٹھتے
وئے کہا۔ لیموکا بھی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"اچھا ہے۔ خوب انتخاب ہے"...... جنگو نے مسکراتے ہوئے کہا
ؤ شاؤل بے اختیار ہنس پڑی۔

"جب میں نے تمہیں فون کر کے کہہ دیا تھا کہ میں آ رہی
وں تو پھر تمہارے اس جوڈی نے کیوں کہا کہ تم موجود نہیں ہو"۔
ثاؤل نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں اسے بتانا بھول گیا تھا۔ بہرحال وہ تمہارے اس
سٹنٹ سے مار کھا گیا تھا اس لئے اسے ہلاک تو ہونا تھا۔ تم بتاؤ
کیا پیؤ گی"...... جنگو نے ایسے انداز میں کہا جیسے جوڈی کی اس کی
نظروں میں ذرا برابر بھی وقعت نہ ہو۔

"کچھ نہیں۔ میں نے تم سے چند معلومات لینی ہیں۔ معاوضہ
تمہارا منہ مانگا دوں گی لیکن معلومات حتمی لوں گی"...... شاؤل نے
کہا تو جنگو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیسی معلومات"...... جنگو نے چونک کر حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک بین الاقوامی تنظیم ہے گرین گارڈ۔ اس کا سیکشن انچارج
یہاں ناراک میں رہتا ہے اور اس کا آفس بھی یہیں ہے۔ اس کا
نام ہاورڈ ہے اور اس کا تعلق بلیک واٹر کلب سے بے حد گہرا ہے۔

اس کے بارے میں تفصیل چاہئے“...... شاؤل نے کہا۔

”ہاورڈ۔ گرین گارڈ۔ یہ سب کیا ہے۔ میں تو یہ نام ہی تم منہ سے پہلی بار سن رہا ہوں“...... جنگو نے حیرت بھرے لہ کہا۔

”دیکھو جنگو۔ میں تمہارے پاس انکار سننے کے لئے نہیں آ اس کا معاوضہ جو چاہو وہ بھی مل سکتا ہے اور اگر کسی قسم کا چاہئے تو وہ بھی مل سکتا ہے لیکن انکار نہیں کرو گے۔ یہ با لو“...... شاؤل نے کہا۔

”تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں اس بارے میں کچھ ہوں“...... جنگو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ بات کنفرم ہے کہ ہاورڈ کا تعلق بلیک واٹر کلب سے گہرا ہے اور یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ بلیک واٹر کلب سلسلے میں جو کچھ جنگو جانتا ہے وہ کوئی اور نہیں جانتا اور حقیقت ہے کہ جو بات کوئی بھی نہ جانتا ہو وہ جنگو کو معلوم ہے اس لئے یہ باتیں چھوڑو اور بنیادی بات کرو“...... شاؤل کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں کہ مجھے ان کے بارے میں نہیں ہے۔ ایسے نام یہاں استعمال نہیں ہوتے۔ ویسے اگر تم چا میں ایک دو روز کے اندر معلوم کر سکتا ہوں لیکن اس کا میں معا لوں گا اور وہ بھی پیشگی“...... جنگو نے کہا۔

”کتنا معاوضہ لو گے“...... شاؤل نے کہا۔

”زیادہ نہیں۔ صرف دس لاکھ ڈالرز اور یہ کام بھی میں صرف تمہارے لئے کر رہا ہوں ورنہ شاید میں کروڑوں ڈالرز کے عوض بھی نہ کرتا“...... جنگو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے لیکن تمام رقم پیشگی نہیں ملے گی۔ انڈر ورلڈ قانون کے مطابق نصف پیشگی اور نصف کام ہونے کے بعد“...... شاؤل نے کہا۔

”اوکے۔ اب میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ پانچ لاکھ ڈالرز دو اور دو روز بعد دوبارہ پانچ لاکھ ڈالرز مزید لے کر آ جانا“...... جنگو نے کہا۔

”میرے خیال میں تم صرف اہمیت بنانے کی خاطر وقت لے رہے ہو۔ تم دس لاکھ ڈالرز نقد لے کر ابھی بتا دو تاکہ میرا وقت بچ سکے“...... شاؤل نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں اور مجھے بار بار اپنی بات دوہرانے سے نفرت ہے“...... جنگو نے کہا۔

”اوکے“...... شاؤل نے کہا اور پھر اس نے جیکٹ کی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹ نکالے اور انہیں گن کر اس نے جنگو کی طرف بڑھا دیئے۔ جنگو نے نوٹ لے کر انہیں گنا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے نوٹ اندر رکھ دیئے۔

”دو روز بعد اسی وقت“...... جنگو نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو

شاؤل اور لیموکا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"او کے۔ گڈ بائی"...... شاؤل نے کہا اور بیرونی دروازے
طرف مڑ گئی۔ لیموکا بھی اس کے پیچھے تھا۔ کمرے سے باہر آ
دونوں گیلری میں سے گزر کر ہال کی طرف جانے لگے کہ شاؤ
نے لیموکا کو رکنے کا اشارہ کیا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا
نکال کر اس نے اس کی پشت کو انگوٹھے سے پریس کر کے ا
اپنے کان میں فٹ کر لیا۔

"ڈکٹا فون"...... لیموکا نے چونک کر کہا تو شاؤل نے اثبا
میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ہال کی طرف جانے کے لئے مڑی ہی
کہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے ل
کو بھی رکنے کا اشارہ کیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے
تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ وہیں رکی رہی۔ لیموکا بہرحال ان
سمجھ گیا تھا کہ شاؤل نے جنگو کی آفس ٹیبل کے نیچے سپر ڈکٹا فو
لگا دیا تھا جس کا رسیور چھوٹے سے بٹن کی صورت میں اس
اپنے کان میں لگا لیا تھا اور شاید جنگو کی کوئی ایسی بات سامنے آ
ہے جس پر اسے غصہ آ رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد شاؤل نے کان
بٹن نکالا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"کیا ہوا ہے"...... لیموکا نے کہا۔

"جنگو کی فطرت سے میں واقف ہوں اس لئے میں نے ا
کی میز کے نیچے سپر ڈکٹا فون لگا دیا تھا۔ اس نے ہمارے آ

سے باہر آتے ہی کسی کو فون کر کے کہا ہے کہ ہم دونوں کو بلیک ایریا
یا اور کہیں بھی اچانک فائرنگ کر کے ختم کر دیا جائے"...... شاؤل
نے کہا۔

"اس کی یہ جرأت۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا"...... لیموکا
نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ اب اسے بتانا ہی ہوگا"...... شاؤل نے کہا اور تیزی سے
دوبارہ جنگو کے آفس کی طرف بڑھنے لگی۔ لیموکا اس کے ساتھ تھا۔
پھر شاؤل نے دروازے کے قریب رک کر جیب میں ہاتھ ڈال کر
مشین پسٹل نکالا اور دوسرے ہاتھ سے دروازے پر دباؤ ڈالا تو
دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے
لیموکا بھی اندر داخل ہوا لیکن آفس خالی تھا۔ وہ ابھی ادھر ادھر
دیکھ رہے تھے کہ چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے
ساتھ ہی ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے
یکلخت کسی نے توانائی نچوڑ لی ہو اور وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے
بوروں کی مانند فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ اسی لمحے سرر کی آواز
کے ساتھ دائیں طرف کی دیوار ایک سائیڈ پر سمٹ گئی اور اس کے
ساتھ ہی جنگو اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ
تھی۔

"مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم نے ڈکٹا فون میز کے نیچے لگایا ہے
اس لئے میں نے دانستہ فون کال کی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ اب تم

دونوں واپس آؤ گے اس لئے میں نے پہلے ہی تمہارا بندوبست
رکھا تھا۔ اب تم دونوں کو ہاورڈ کے حوالے کر دیا جائے گا“......
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا گیس
پسٹل نکالا اور پھر اس کا رخ ان دونوں کی طرف کر کے ٹریگر
دبا دیا۔ چٹاک چٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی شاؤل اور لیمو کا دونوں
کے ذہنوں پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

بلیک زیرو نے کار سپیشل ہسپتال کی پارکنگ میں روکی اور پھر
نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا
ہوا ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی
وہ ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں موجود تھا۔ ڈاکٹر صدیقی اس سے
عمران کے دوست طاہر کے نام سے واقف تھا۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا
کہ یہ طاہر ہی ایکسٹو ہے جس سے بات کرتے ہوئے بھی ان کی
آواز میں خود بخود لرزش آ جایا کرتی تھی۔

”آیئے طاہر صاحب۔ آیئے۔ تشریف رکھیئے“...... ڈاکٹر
صدیقی نے اٹھ کر بلیک زیرو کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ عمران صاحب کا کیا حال ہے۔ میں
نے ان سے ضروری ہدایات لینی ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن آپ تو صرف عمران صاحب کے دوست ہیں۔ آپ کا

تعلق تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ ان سب کو تو میں جانتا ہوں''...... ڈاکٹر صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ جس طرح آپ کے ہسپتال میں بے شمار شعبے ہوتے ہیں کچھ سامنے ہوتے ہیں اور کچھ کے بارے میں عام لوگوں کو علم نہیں ہوتا لیکن ان کا کام بے حد اہم ہوتا ہے اسی طرح سیکرٹ سروس میں بھی بے شمار شعبے ہیں اور عمران صاحب کا ویسے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق ہی نہیں لیکن عمران صاحب ہر شعبے کے روح رواں ہیں۔ میرا تعلق بھی پاکیشیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک ایسے ہی شعبے سے ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ لیکن آپ زیادہ وقت نہیں لگائیں گے۔ عمران پر جس قدر کم ذہنی دباؤ پڑے اتنا ہی اچھا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''راحت۔ ایک ریڈ پاس بھجوا دو میرے آفس میں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے باقاعدہ پاس جاری کئے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ چیف ایکسٹو کا بڑا سخت حکم ہے کہ عمران کی حفاظت کی جائے اور کسی اجنبی آدمی کو کسی صورت بھی عمران تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ یہ تو میں آپ کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے میں نے اجازت دے دی ہے اور وہ بھی اپنے رسک پر ورنہ اگر چیف تک اس کی اطلاع پہنچ گئی تو آپ تو جانتے ہیں کہ وہ کس قدر سخت مزاج کے ہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ بے فکر ہیں۔ میں بھی چیف کے حکم پر ہی یہ ملاقات کر رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔ اب انہیں کون بتاتا کہ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو ہی وہ چیف ہے جس کے بارے میں وہ بات کر رہے ہیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا۔ اس نے کارڈ ڈاکٹر صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''یس سر''...... نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا تو ڈاکٹر صدیقی نے جیب سے قلم نکال کر کارڈ کے نیچے ایک مخصوص جگہ پر دستخط کئے اور پھر میز کی دراز کھول کر ایک آٹومیٹک مہر نکال کر انہوں نے اپنے

دستخطوں کے نیچے مہر لگائی اور پھر کارڈ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا
"آپ نے سپیشل وارڈ دیکھا ہوا ہوگا یا میں کسی کو آپ کے
ساتھ بھجوا دوں۔ آپ یہ کارڈ لے کر اندر داخل ہوں گے۔ دوسری
راہداری میں کمرہ نمبر سات عمران کا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا
"میں نے دیکھا ہوا ہے۔ شکریہ"...... بلیک زیرو نے کارڈ لے
کر اٹھتے ہوئے کہا۔
"ایک بار پھر کہہ دوں کہ آپ زیادہ وقت نہیں لیں گے"
ڈاکٹر صدیقی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر صاحب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو
گی"...... بلیک زیرو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی
سے چلتا ہوا سپیشل وارڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہاں موجود
مسلح افراد کو اس نے کارڈ دیا تو انہوں نے اسے اندر جانے کی
اجازت دے دی اور بلیک زیرو چند لمحوں بعد عمران کے کمرے کا
دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو عمران بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی
آنکھیں بند تھیں لیکن دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے آنکھیں
کھولیں اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر چمک سی آ گئی۔
"آؤ۔ آؤ۔ خوش آمدید۔ ویل کم۔ اہلاً و سہلاً مرحبا۔ بس یہی
استقبالیہ فقرے مجھے آتے ہیں۔ فی الحال انہی پر گزارہ کرو ورنہ میرا
دل تو چاہ رہا تھا کہ چیف کے آنے پر دروازے پر بینڈ موسیقی کی
دھنیں بکھیر رہا ہوں۔ سب لوگ ہاتھوں میں ہار اٹھائے منتظر کھڑے

ہوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی جیسے صدیوں سے رکا ہوا کوئی
چشمہ اچانک پھوٹ پڑتا ہے۔
"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... بلیک زیرو نے بیڈ کے
ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"وعلیکم السلام۔ سوری۔ یہ استقبالیہ فقرہ رہ گیا تھا۔ اب کیا
کروں۔ اس قدر زخمی ہوا ہوں کہ عقل ماری گئی ہے۔ لوگوں کا دل
زخمی ہوتا ہے۔ میرا دماغ زخمی ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو واقعی نئی زندگی عنایت کی ہے اور یہ اس ذات کا صرف آپ
پر نہیں ہم سب اور پوری دنیا کے مسلمانوں پر احسان عظیم ہے"۔
بلیک زیرو نے کہا۔
"یہ تم سب کی محبت ہے کہ تم مجھے ایسا سمجھتے ہو۔ ورنہ وہ کیا
کہتے ہیں کہ ناگزیر سمجھے جانے والے افراد سے قبرستان بھرے
پڑے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات ٹھیک ہے۔ بہرحال آپ اب کیا محسوس کر
رہے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی کے مطابق ابھی آپ کو یہاں ڈیڑھ دو ماہ
مزید لازماً رہنا پڑے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ڈاکٹر صدیقی کا بس چلے تو وہ مجھے یہاں ساری عمر کے لئے
پابند کر دیں۔ یہ تو ابھی انہوں نے مہربانی کی ہے کہ صرف ڈیڑھ دو

ماہ کی بات کی ہے۔ تم بتاؤ کہ ٹائیگر کی طرف سے کوئی رپورٹ
ہے''...... عمران نے کہا۔

''صرف اتنی رپورٹ ملی ہے کہ وہ آپ کے قاتلوں کے خلا
کام کر رہا ہے اور جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی ک
اس معاملے میں ہمیشہ کامیاب رہتا ہے اور اب بھی انشاء
کامیاب رہے گا لیکن میں نے آپ سے ایک اور بات کرنی ہ
بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''آپ نے ہوٹل جا کر ایک ایکریمین جوڑے رینڈل اور ڈ
سے ملاقات کی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تمہیں کس نے بتایا ہے''...... عمران نے ح
بھرے لہجے میں کہا۔

''سرسلطان سے ایکریمین سفیر نے رابطہ کیا اور سرسلطان
معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں یا نہیں۔
ایکریمین سفیر نے کہا ہے کہ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری نے ا
ہدایت کی ہے کہ وہ ان سے بات کر کے مصدقہ معلومات حا
کریں۔ سرسلطان کے پوچھنے پر کہ انہیں عمران کے بارے
کیسے علم ہوا تو اس ایکریمین سفیر نے بتایا کہ ایکریمین ایجنسی
سپر ایجنٹوں کا جوڑا جن کے نام رینڈل اور ڈکشا تھے یہ جوڑا ا
آیا تھا اور انہوں نے ہوٹل میں عمران سے ملاقات کی تھی۔ پھ

ی لاشیں واپس ایکریمیا گئیں۔ ان کی کار میں بھی بم بلاسٹ ہوا
ا جس سے کار کے ساتھ ہی ان کے جسموں کے بھی پرخچے اڑ
ئے تھے۔ اس ایجنسی کے چیف نے چیف سیکرٹری کو عمران کے
رے میں بتایا تھا اور ایجنسی کا چیف پاکیشیا میں اپنے سپر ایجنٹوں
ی ہلاکت کا انتقام لینے کے لئے مزید ایجنٹ یہاں بھیجنا چاہتا تھا
کن چیف سیکرٹری نے اسے روک دیا تھا۔ سرسلطان نے مجھے یہ
اری باتیں بتائی ہیں اور کہا ہے کہ میں ہسپتال جا کر عمران سے
وں اور اسے یہ سب کچھ بتا کر اس سے ہدایات حاصل کروں اس
ئے میں یہاں آیا ہوں''...... بلیک زیرو نے تفصیل سے بات
رتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو وہ دونوں بے چارے میری وجہ سے ہلاک ہوئے
ں۔ ویری بیڈ''...... عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ مخالفوں کو اطلاع مل گئی کہ
پ نے ان سے ملاقات کی ہے تو وہ فوری حرکت میں آ گئے
یونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب معاملات تیزی سے آگے بڑھ سکتے
ں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ گرین گارڈ والے واقعی احمق ہیں۔ ڈاکٹر کمال حسین کو صرف
ہاں سے اغوا ضرور کیا گیا ہے لیکن ڈاکٹر کمال حسین کی ساری عمر
یکریمیا میں گزری ہے جہاں وہ کام کرتے تھے۔ اس کا فارمولا بھی
یکریمیا کے سٹور میں تھا۔ پھر اگر اس فارمولے پر ڈاکٹر کمال حسین

سے مزید کام لیا جائے اور وہ کامیاب بھی ہو جائے تو ابھی تو دنیا میں خوراک کا قحط نہیں پڑ سکتا۔ ابھی تو بہت اراضی زیر کا ہے۔ یہ تو صرف حساب کتاب کی بات ہے کہ آئندہ برسو آبادی بڑھے گی اور تعمیراتی پھیلاؤ کی وجہ سے اور پانی کی کم زمینیں بنجر ہو جائیں گی اور دنیا بھر میں خوراک کا شدید قحط پڑ گا۔ اس وقت لیبارٹری سے حاصل کی جانے والی اجناس سے ا کے پیٹ بھرے جا سکیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس حد تک میں شاید ڈیڑھ دو سو سال مزید لگ جائیں گے۔ ایسی صورت ابھی اس فارمولے کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے“...... ڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آپ اتنا نہ بولیں عمران صاحب۔ ڈاکٹر صاحب نے ؟ تھا کہ میں جلد سے جلد بات چیت ختم کر دوں“...... بلیک زیر کہا۔

”ہاں۔ میں بھی کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ بہرحال مر رینڈل سے وعدہ کیا تھا کہ ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کرنے والا سراغ لگا کر اس کی مدد کروں گا۔ میں نے ڈاکٹر کمال حسین پیچھے جانے اور وہ فارمولا حاصل کرنے کا ابھی سوچا ہی نہ تھا میرے ساتھ ملاقات کی وجہ سے رینڈل اور اس کی بیوی ڈ قتل بے حد ہولناک ہے۔ ایسے لوگ قابل معافی نہیں ہو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”ٹائیگر اس کام میں لگا ہوا ہے۔ وہ جلد ہی کوئی نہ کوئی سراغ لگا لے گا۔ آپ تو ابھی کافی عرصہ تک فیلڈ میں کام نہیں کر سکیں گے اس لئے سوائے اس کے کہ یہاں موجود قاتلوں کو ہلاک کر دیا جائے اور ہم کر سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم اس مشن پر کام کریں“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ اور میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں یہ مشن مکمل کروں۔ ہمارا ملک زرعی ہے لیکن ہمارے ملک کی آبادی جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اور یہاں دشمن ممالک کی سازشوں کی وجہ سے کسی نہ کسی انداز میں تیزی سے پانی کی کمی ہو رہی ہے ہمیں اس فارمولے کی فوری ضرورت ہے اور اگر فوری ضرورت نہ ہو تو یہ مستقبل کا اہم ترین فارمولا ہے۔ اس کا پاکیشیا کے پاس ہونا پاکیشیا کے عوام کے تحفظ کی ضمانت ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ ایسا مشن نہیں ہے کہ تم اکیلے اس مشن پر کام کر سکو اور پھر میری علالت کی وجہ سے تمہاری ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ کسی بھی لمحے کوئی بھی مشن یہاں بھی شروع ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں جولیا کو اختیارات دے کر خود چلا

جاؤں۔ جولیا سے کوئی بھی بہانہ بنایا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے"...... عمران نے قطعی انداز میں جواب دیا تو بلیک زیرو بولتے بولتے رک گیا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے کہ تم جولیا کی سربراہی میں ٹیم کو روانہ کر دو۔ ساری ٹیم نہیں صرف فارن ٹیم کو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل معاملات کو سنبھال لیں گے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"لیکن اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ابھی تو ڈاکٹر کمال حسین نے ذہنی طور پر تندرست ہونا ہے۔ پھر اس فارمولے پر کام کرنا ہے۔ اس کے بعد فارمولا مکمل ہو گا۔ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ کب وہ تندرست ہو گیا ہے اور کب اس نے فارمولے پر کام شروع کر دیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جس انداز میں ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو بہت جلدی ہے اس لئے تم ٹیم کو بھیج دو۔ جب تک ٹیم انہیں ٹریس کر کے وہاں تک پہنچے گی مجھے امید کہ کچھ کام ہو چکا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے ہمیں ٹائیگر کی رپورٹ کا بہرحال انتظار کرنا پڑے گا اور دوسری بات یہ کہ ایکریمین ایجنٹ بھی لازماً اس پر کام کریں گے۔ ہمیں ان کا بھی خیال رکھنا ہو گا"...... بلیک زیرو

نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سب باتیں ذہن میں رکھ کر ٹیم بھجواؤ۔ باقی کام ٹیم خود کر لے گی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے اٹھ کر عمران کو سلام کیا جبکہ عمران نے سلام کا جواب دے کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

ٹائیگر نے کار ڈی سلوا کلب کی تین منزلہ عمارت کے کمپاؤ
گیٹ میں موڑی اور پھر وہ اسے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض
پارکنگ میں لے گیا۔ ڈی سلوا کلب امراء کا کلب تھا اس لـ
پارکنگ میں رنگ برنگی کاروں کا میلہ سا لگا ہوا تھا لیکن تمام کار
جدید ترین ماڈلز اور بڑی کمپنیوں کی تھیں۔ ٹائیگر نے کار ایک خا
جگہ پر روکی اور پھر وہ نیچے اترا ہی تھا کہ پارکنگ بوائے دوڑتا
اس کے قریب آیا۔ اس نے سلام کرتے ہوئے ایک کارڈ اس
طرف بڑھا دیا۔

''شکریہ''...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا اور پھر جیب سے ایک
نوٹ نکال کر اس نے پارکنگ بوائے کی طرف بڑھا دیا۔

''کارڈ بھی اپنے پاس رکھو اور نوٹ بھی۔ بس کار کا خیا
رکھنا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر مین گیٹ

رف بڑھ گیا۔ بوائے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کا شکریہ ادا
یا لیکن ٹائیگر کوئی جواب دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ مین ہال
ں گو افراد کی تعداد بے حد کم تھی لیکن یہ سب لوگ جن میں عورتیں
ی شامل تھیں۔ اپنے ظاہری رکھ رکھاؤ کی بناء پر واقعی امراء طبقے
ے نمائندے لگتے تھے۔ ٹائیگر سرسری انداز میں ہال کا جائزہ لیتے
وئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر تین افراد موجود تھے
لیکن ایک آدمی جو سامنے فون رکھے کھڑا تھا اس کو دیکھ کر ٹائیگر
نک پڑا۔

''ارے وکٹر تم اور یہاں۔ تم تو ایک ہفتے پہلے زیرو کلب میں
ھے۔ وہاں تم سے ملاقات ہوئی تھی''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے
ہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں پہلے یہاں تھا۔ پھر یہاں سے زیرو کلب چلا
گیا۔ وہاں پیکیج بہتر تھا لیکن پھر وہ کلب فروخت ہو گیا اور نئے
الکان نے پیکیج بدل دیا اس لئے میں واپس یہاں آ گیا''...... وکٹر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ مارٹن اپنے آفس میں موجود ہے یا
ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس سر۔ باس اپنے آفس میں موجود ہیں۔ میں انہیں آپ کی
آمد کی اطلاع دے دوں''...... وکٹر نے رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے
کہا۔

”ایک منٹ ٹھہرو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ریمزے کے ساتھ کرنے والے فریڈ، راڈرک اور جیگر کہاں مل سکتے ہیں“...... نے کہا۔

”آپ کا مطلب سی گروپ تھری سے ہے۔ وہ اس وقت اپنے آفس میں ہوں گے“...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہ

”کہاں ہے ان کا آفس“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”کلب کے عقب میں ایک بزنس پلازہ ہے بروکلین پلاز کی دوسری منزل پر ان کا آفس ہے۔ باہر گرین سٹی کارپور بورڈ لگا ہوا ہے“...... وکٹر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہ

”اوکے۔ میں پہلے ان سے ملاقات کر لوں۔ پھر مارٹ ملوں گا“...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا تو وکٹر نے اثبا سر ہلا دیا۔ ٹائیگر پیدل ہی ڈی سلوا کلب کے گیٹ سے نکل کاٹ کر کلب کی عقبی سمت آ گیا۔ وہاں واقعی سڑک پر چا بزنس پلازہ تھا جس پر بروکلین بزنس پلازہ کا نیون سائن مو اور خاصی تعداد میں لوگ آ جا رہے تھے۔ ٹائیگر مین گیٹ میں ہوا اور پھر وہاں موجود تین لفٹوں میں سے ایک پر سوار ہو دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ دس بارہ قدم بڑھنے کے بعد اسے سٹی کارپوریشن کا بورڈ نظر آ گیا۔ دروازہ بند تھا اور باہر کوئی بھی نہ تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو دبایا تو وہ واقعی کھلتا چلا اندر داخل ہوا تو یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے ایک کو۔

شیشے کا بنا ہوا دروازہ تھا جبکہ اس کے باہر بیضوی کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک نوجوان مقامی لڑکی سامنے فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک سائیڈ پر صوفے رکھے ہوئے تھے جن پر اس وقت بھی دو عورتیں اور تین مرد بیٹھے تھے۔

”یس سر۔ کن سے ملنا ہے آپ کو“...... لڑکی نے ٹائیگر کے قریب پہنچنے پر چونک کر کہا۔

”مجھے فریڈ، راڈرک اور جیگر تینوں سے ملنا ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”جناب فریڈ ڈائریکٹر ہیں۔ ان کا آفس علیحدہ ہے۔ جناب راڈرک مینجر ہیں ان کا آفس بھی علیحدہ ہے اور جناب جیگر ورکس انچارج ہیں اور ان کا آفس علیحدہ ہے۔ آپ تینوں سے بیک وقت کیسے مل سکتے ہیں“...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ایک دروازے کے پیچھے تین آفسز ہیں“...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

”یہ ڈائریکٹر فریڈ صاحب کا آفس ہے۔ باقی دو آفسز ادھر گیلری کے اندر ہیں“...... لڑکی نے ایک کونے میں موجود گیلری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس وقت فوری طور پر کون فارغ ہے۔ کس سے ملا جا سکتا ہے“...... ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر سیکرٹری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔ تھینک یو“...... لڑکی نے کہا اور نوٹ لے کر اس نے پلک جھپکنے میں کاؤنٹر کے پیچھے غائب کر دیا۔

”اگر آپ بیک وقت تینوں سے ملنا چاہتے ہیں تو آدھے گھنٹے بعد جناب راڈرک اور جناب جیگر بڑے صاحب کے آفس میں میٹنگ میں آئیں گے۔ جب میٹنگ ختم ہو جائے گی تو میں آپ کے لئے دس منٹ پرسنل درخواست پر لے لوں گی۔ آپ تشریف رکھیں“...... لڑکی نے کہا۔ نوٹ لینے کے بعد لڑکی کا لہجہ اور انداز ہی بدل گیا تھا۔

”شکریہ“...... ٹائیگر نے کہا اور پیچھے ہٹ کر وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”آپ مل لیں لیکن صرف دس منٹ۔ اس کے بعد میٹنگ شروع ہو جائے گی“...... لڑکی نے صوفے پر بیٹھے ہوئے مردوں اور عورتوں سے کہا۔

”اوکے“...... ان پانچوں نے بیک وقت اٹھتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر ایک ایک کر کے اندر چلے گئے۔ اب صوفے پر ٹائیگر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔

”آپ پلیز باہر کا چکر لگا آئیں ورنہ باس راڈرک اور جیگر آپ کو یہاں بیٹھے دیکھ کر مجھ سے جواب طلب کریں گے۔ بعد میں آنے پر میں کہہ دوں گی کہ آپ میٹنگ کے دوران آئے

ں“...... لڑکی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوکے“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کمرے ے باہر چلا گیا۔ وہ دراصل خود بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ اس وقت ئے جب وہ تینوں اکٹھے ہوں۔ لڑکی سے اسے اجازت لینے کی رورت ہی نہ تھی۔ وہ ان تینوں کو عمران پر حملہ کرنے کا سبق سکھانا ہتا تھا اور دوسرا وہ اس لئے یہاں سے اٹھ گیا تھا کہ کہیں راڈرک جیگر اسے جانتے نہ ہوں کیونکہ بہرحال ان کا تعلق بھی انڈر ورلڈ ے تھا۔ یہ کاروبار تو ایک پردہ بنایا گیا تھا۔ آفس سے باہر آ کر وہ ٹ کے ذریعے نیچے آیا اور پھر تقریباً بیس منٹ تک ادھر ادھر ومنے کے بعد وہ دوبارہ لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ یا۔ دروازہ پہلے کی طرح بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو دبایا تو وازہ کھل گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ لڑکی اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

”میٹنگ اب شروع ہوئی ہے۔ ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ آپ ریف رکھیں“...... لڑکی نے ٹائیگر کو دیکھتے ہی کہا۔

”کیا تینوں میٹنگ میں شامل ہیں“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ہا۔ وہ اب کاؤنٹر کے قریب پہنچ گیا۔

”جی ہاں۔ تینوں باس روزانہ اس وقت میٹنگ کرتے ہیں“۔ ڑکی نے جواب دیا تو کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے ٹائیگر کا بازو بجلی کی ی تیزی سے گھوما اور لڑکی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کے ہک کی بھرپور ضرب کھا کر چیختی ہوئی کرسی سمیت نیچے جا گری۔ ٹائیگر نے جمپ

لگایا اور کاؤنٹر پھلانگ کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ لڑکی کراہ
ساتھ ساتھ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ ٹائیگر نے جھک کر ا
کنپٹی پر نظر آنے والے نشان پر دوسری ضرب لگا دی اور لڑ
منہ سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا جسم ایک بار پھر پھڑ
ساکت ہو گیا تو ٹائیگر نے شیشے کا دروازہ کھولا اور اندر جا
راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کا اختتام ایک بڑ
آفس نما کمرے میں ہوا جس میں بڑی سی آفس ٹیبل کے
ایک بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ دونوں سائیڈوں پر کر
پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کا قد چھوٹا لیکن
کسی گینڈے کی طرح فربہ تھا جبکہ دوسرا لمبے قد لیکن دبلے پ
کا بانس نما آدمی تھا۔ وہ تینوں ٹائیگر کو دیکھ کر اچھل پڑے۔

''بیٹھے رہو۔ تمہارے نام فریڈ، راڈرک اور جیگر ہیں اور تم
نے ڈرائیور ریمزے کے ساتھ مل کر علی عمران صاحب کی کا
بم پھینکا تھا۔ میں درست کہہ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے میز
کنارے پر رک کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا ہاتھ ا
جیکٹ کی جیب میں تھا۔

''تم۔ تم ٹائیگر ہو۔ میں جانتا ہوں تمہیں۔ مگر''...... سامنے
ہوئے فریڈ نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''بیٹھے رہو۔ جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو''......
نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہو

ا دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا
لہ اس کے قریب کرسی پر بیٹھے ہوئے چھوٹے قد لیکن گینڈے
جسم کے آدمی نے یکلخت اس پر چھلانگ لگا دی تھی لیکن اس
حرکت میں آتے ہی ٹائیگر جو پہلے ہی ان تینوں کی طرف سے
حد چوکنا تھا تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی
ٹ ریٹ کی تیز آواز اور انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر
اس وقت ٹریگر سے انگلی ہٹائی جب وہ تینوں یقینی طور پر ختم نہ
گئے۔

''یہ ہے عمران صاحب پر حملہ کرنے والوں کا انجام''...... ٹائیگر
ایسے انداز میں کہا جیسے وہ تینوں زندہ ہوں اور اس کی بات سن
ہے ہوں۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور باہر آ کر وہ اس بے ہوش
ی ہوئی لڑکی کو پھلانگتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گو
ے معلوم تھا کہ لڑکی اس کا حلیہ پولیس یا ان لوگوں کے ساتھیوں کو
دے گی لیکن ٹائیگر اس غیر متعلق لڑکی کو ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔
ے معلوم تھا کہ وہ ان انڈر ورلڈ کے لوگوں سے خود ہی آسانی
ے نمٹ سکتا ہے اس لئے اسے اس کی پرواہ نہ تھی کہ لڑکی اس کا
یہ بتائے گی یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ سے باہر آ کر دوبارہ
دل ہی چلتا ہوا ڈی سلوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا
یا۔ اب وہ مارٹن سے ملنے کے لئے تیار تھا تا کہ اس سے معلوم کر
کے کہ اسے عمران صاحب پر حملے کا کس نے کہا تھا۔ کاؤنٹر پر وکٹر

موجود نہ تھا۔ اس کی جگہ ایک اور آدمی موجود تھا۔ ٹائیگر اس
قریب جا کر رک گیا۔

"سنو۔ مارٹن سے کہہ دو کہ ٹائیگر آ رہا ہے"...... ٹائیگر نے
لہجے میں اس آدمی سے کہا اور پھر مڑ کر وہ ایک کونے میں
لفٹ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مارٹن کا آ
دوسری منزل پر ہے۔ چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ کر
بڑھتا گیا۔ مارٹن کے آفس کے دروازے کے باہر دو مسلح
موجود تھے لیکن انہوں نے ٹائیگر کو نہ روکا۔ شاید ان کا خیال تھا
ٹائیگر بغیر ملاقات کی اجازت کے اوپر آ ہی نہیں سکتا۔ ٹائیگر
دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہو گیا
مارٹن کے آفس میں کئی بار آ چکا تھا اور مارٹن سے اس کی اس
سے ملاقات تھی جب مارٹن ایک کلب میں آ کر بطور اسسٹنٹ
ملازم ہوا تھا۔ مارٹن بھی اسے بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

"آؤ۔ آؤ ٹائیگر۔ ویلکم"...... بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے
ہوئے بھاری جسم اور چوڑے چہرے کے مالک مارٹن نے
ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ نیچے کاؤنٹر
اسے اطلاع مل چکی ہے۔

"شکریہ مارٹن۔ سناؤ ڈی سلوا کلب میں کیسا وقت گ
ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر بغیر مصافحہ کے
کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بہت اچھا بلکہ بہت ہی اچھا"...... مارٹن نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر کسی کو ایپل جوس آفس میں بھیجنے کا
کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تمہارا چیف برائیڈ کیا کر رہا ہے۔ سنا ہے کہ آج کل اس کا
تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم گرین گارڈ سے ہے"...... ٹائیگر نے
مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے
پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گرین گارڈ۔ یہ نام تم نے کہاں سے سن لیا ہے"...... مارٹن
نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میری ساری عمر انڈر ورلڈ میں ہی گزری
ہے۔ ایسی معلومات تو بہرحال کہیں نہ کہیں سے مل ہی جاتی ہیں"۔
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کوئی
جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں ایپل جوس کا ایک
ٹن رکھے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے ٹن اٹھا کر ٹائیگر کے سامنے
رکھ دیا۔ ٹن میں سٹرا بھی رکھ دیا گیا تھا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے ٹن اٹھا کر سٹرا کی مدد سے ایپل جوس
سپ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔ ویسے میرے لئے گرین گارڈ نیا نام ہے۔ میں
آج پہلی بار یہ نام سن رہا ہوں"...... مارٹن نے کہا لیکن ٹائیگر اس
کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ مارٹن دانستہ جھوٹ

بول رہا ہے۔

''تمہارے تحت ایک گروپ کام کرتا ہے۔ ایک سفید رنگ سیڈان کار یہ گروپ استعمال کرتا ہے۔ اس کے ڈرائیور کا ریمزے ہے اور اس گروپ میں مزید تین افراد فریڈ، راڈرک جیگر شامل ہیں۔ تم ان سے کیا کام لیتے رہتے ہو''...... ٹائیگر آخری سپ لے کر ایپل جوس کا خالی ٹن میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ نئی سے باتیں کر رہے ہو''...... مارٹن نے اس بار تیز لہجے میں کہا۔

''چلو یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے اس گروپ کو سی گروپ تھری جاتا ہے اور اس نام سے میرا اندازہ ہے کہ اس کا اصل نام کل گروپ تھری ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ پہیلیاں نہ بجھواؤ'' مارٹن نے اس بار میز کی کھلی دراز میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''ہاتھ اٹھا لو مارٹن۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ میں فی الحا صرف بات کرنے آیا ہوں۔ تمہارے ساتھ کافی عرصے سے تعلقات ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم معاملات کو حد سے با نہ نکلنے دو گے''...... ٹائیگر نے کہا تو مارٹن نے ہاتھ ہٹا لیا۔

''سنو ٹائیگر۔ جو کہنا ہے کھل کر کہو۔ جہاں تم بیٹھے ہو یہا مجھے شاید انگلی ہلانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ خود بخود سب کچھ ہو جاتا ہے جو میں چاہتا ہوں لیکن میں تمہاری باتیں اس لـ

برداشت کر رہا ہوں کہ تم سے واقعی پرانے تعلقات ہیں۔ بولو۔ تم اصل میں کیا کہنا چاہتے ہو''...... مارٹن نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

''تمہارے اس سی گروپ تھری نے میرے استاد علی عمران کی کار میں سموک اینڈ فائر بم پھینکا تھا جس سے میرا استاد شدید زخمی ہو گیا اور انہیں مجبوراً خفیہ طور پر علاج کے لئے روسیاہ بھجوانا پڑا۔ نجانے وہاں ان کا کیا حال ہو گا۔ تم بتاؤ کہ تم نے اس گروپ کو کس کے کہنے پر یہ سب کچھ کرنے کے لئے کہا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہارا استاد۔ کیا مطلب۔ عمران تمہارا استاد کہاں سے ہو گیا اور کیا وہ زندہ ہے''...... مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ میرا استاد ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں اور یہاں سے اسے زندہ ہی بھیجا گیا تھا اور میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ اب وہ کس حال میں ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے سی گروپ کو میں نے ہلاک کر دیا ہے جس بزنس پلازہ میں یہ تینوں گرین سٹی کارپوریشن کے نام سے آفس کھولے ہوئے تھے وہاں آفس میں اب ان تینوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ریمزے کو میں نے اس کے فلیٹ میں ہی ہلاک کر دیا تھا۔ استاد کے خلاف کی جانے والی کارروائی کا انتقام میں نے لے لیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم درمیانی آدمی ہو۔ تم نے اپنے چیف یا کسی اور

کے کہنے پر سی گروپ تھری سے یہ کام کرایا ہے اس لئے اب یہ فیصلہ تم نے کرنا ہے کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے اس آدمی کا نام بتا دو ورنہ دوسری صورت میں تمہیں بہرحال بتانا تو پڑے گا لیکن پھر تمہارا انجام بھی سی گروپ تھری جیسا ہی ہو گا''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم مجھے میرے ہی آفس میں دھمکیاں دے رہے ہو۔ تم نے خود یہ سب کچھ بتا کر اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں''...... مارٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی یکلخت چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور کرسی پر بیٹھا ہوا ٹائیگر چھت سے آنے والی نیلے رنگ کی تیز روشنی میں جیسے نہا سا گیا۔ یہ روشنی صرف چند لمحوں تک اس پر موجود رہی اور پھر یکلخت غائب ہو گئی لیکن ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ زندہ انسان کی بجائے کوئی مجسمہ ہو۔ بالکل ساکت اور اس کے ساتھ ہی مارٹن کے قہقہے سے آفس گونج اٹھا۔

''اب معلوم ہوا تمہیں کہ یہاں کیا کیا انتظامات ہیں۔ میں نے صرف پیر سے ایک بٹن دبایا ہے اور تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے''۔ مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوئی بٹن پریس کیا تو دوسرے لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

''اسے اٹھا کر عقبی کمرے میں راڈز میں جکڑ دو''...... مارٹن نے کہا۔

''یس باس''...... دونوں نے کہا اور پھر وہ ساکت بیٹھے ہوئے
یگر کی طرف بڑھے۔ انہوں نے مل کر اسے اس انداز میں اٹھایا
ے کسی مجسمے کو اٹھایا جاتا ہے۔ ٹائیگر کی حالت ایسی تھی کہ وہ سب کچھ
ھ بھی رہا تھا، سب کچھ سن بھی رہا تھا اور سمجھ بھی رہا تھا لیکن اس کا
ا جسم اس طرح بے حس تھا جیسے وہ واقعی گوشت پوست کی بجائے
ر سے بنایا گیا ہو۔ دونوں آدمیوں نے مارٹن کے کہنے پر ٹائیگر کو
ں سے اٹھا کر عقبی کمرے میں موجود ایک ایسی کرسی پر بیٹھا دیا
ں میں راڈز موجود تھے اور پھر اس کے بے حس جسم کے گرد جب
ز آن کر دیئے گئے تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ جن ریز سے اسے اس
از میں بے حس کیا گیا ہے اس کا دورانیہ زیادہ نہیں ہے ورنہ اس
لت میں پہنچ جانے والے کو راڈز میں جکڑنے سے زیادہ بڑی
ات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ٹائیگر کو راڈز میں جکڑنے کے بعد دونوں
لح افراد واپس چلے گئے۔ مارٹن ابھی تک اس کمرے میں آیا ہی
تھا۔ وہ شاید آفس میں ہی تھا۔ ٹائیگر کو لے آنے والے افراد
نے واپس جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا تھا اور دروازے کے بند
نے کی آواز سن کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف
ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ٹائیگر کو اپنے جسم میں ہلکی سی
رکت کا احساس ہونا شروع ہو گیا اور پھر واقعی زیادہ سے زیادہ
نچ منٹ کے اندر اس کا پورا جسم حرکت میں آ گیا۔ اب وہ اپنے
سم کو موڑ توڑ بھی سکتا تھا۔ سر کو دائیں بائیں گھما سکتا تھا لیکن چونکہ

وہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ اٹھ نہ سکتا
نے ٹانگ موڑ کر عقبی پائے میں موجود بٹن کو پریس کر
کوششیں شروع کر دیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور مارٹن اند
ہوا۔ اس کے پیچھے ایک دیوقامت آدمی تھا جس کے ہاتھ
خوفناک خاردار تاروں سے بنایا گیا کوڑا تھا۔

"دروازہ بند کر دو کاشو"...... مارٹن نے مڑ کر کہا تو اس
آدمی نے مڑ کر جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔ مارٹن آگے
ٹائیگر کی راڈز والی کرسی کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بڑے
انداز میں بیٹھ گیا جبکہ کاشو اس کے قریب پیر پھیلا کر اس طر
ہو گیا جیسے کوئی بادشاہ اپنی مفتوحہ مملکت میں فاخرانہ انداز
ہوتا ہے۔

"یہ کوڑا دیکھ رہے ہو ٹائیگر اور اس کاشو کو بھی دیکھ ر
کاشو نے اگر اس خوفناک کوڑے کی ایک بھی ضرب لگا
تمہارے جسم کی بوٹیاں اڑ جائیں گی"...... مارٹن نے بڑے
لہجے میں کہا۔

"تم نے ٹائیگر پر ہاتھ ڈال کر اپنی زندگی کی سب
حماقت کی ہے مارٹن۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کاشو کو کیوں
ہو کیونکہ تم فیلڈ کے آدمی نہیں ہو جبکہ میری تمام زندگی
گزری ہے لیکن یہ بتا دوں کہ اب بھی وقت ہے کہ تم مجھے
سے رہا کر دو اور مجھے بتا دو کہ عمران صاحب پر حملہ کس کے

یا ہے تو میں تمہاری اس حماقت کو بھول جاؤں گا"...... ٹائیگر
نہ بناتے ہوئے کہا۔

تم واقعی احمق ہو۔ بہرحال تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہیں سی گروپ
کے بارے میں کس نے بتایا ہے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ
روپ نے عمران کی کار میں بم بلاسٹ کیا ہے ورنہ میں کاشو کو
وں گا کہ اور یہ کوڑوں سے تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر
گا"...... مارٹن نے کہا۔

جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو مارٹن"...... ٹائیگر نے
وران بوٹ کی ٹو سے عقبی پائے میں موجود نہ صرف بٹن ٹریس
یا تھا بلکہ اس نے اپنے پیر کو اس طرح ایڈجسٹ کر لیا تھا کہ
لی سا دباؤ پڑتے ہی بٹن پریس ہو سکتا تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ
کے کوٹ کی اندرونی جیب میں مشین پسٹل بھی موجود ہے۔ اس
لاشی ہی نہیں لی گئی تھی۔

"کاشو"...... اچانک مارٹن نے چیختے ہوئے لہجے میں ساتھ
ے دیوہیکل آدمی سے کہا۔

"یس باس"...... کاشو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کی بوٹیاں اڑا دو۔ تمہارا ہاتھ اس وقت تک نہیں رکنا
ہئے جب تک اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ نہیں ہو جاتا۔
س۔ الٹا مجھ پر رعب جھاڑ رہا ہے"...... مارٹن نے غصے کی
ت سے چیختے ہوئے کہا۔

"لیس باس"...... کاشو نے کہا اور پھر کوڑے کو فضا میں
وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ ٹائیگر نے عقبی پائے میں موجود
آپریٹ کرنے والے بٹن کو پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہو
کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز غائب ہو گئے۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ"...... مارٹن نے کھٹاک کی آواز سن
جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کاشو بھی کھٹاک کی آواز سن کر
رک گیا تھا۔ ادھر راڈز کے ہٹتے ہی ٹائیگر ایک جھٹکے سے
دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر
موجود کاشو کے سینے پر دونوں ہاتھ اس زور سے مارے کہ
ہوا اچھل کر پیچھے ہٹا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر نے ایک اور
اس کے سینے پر لگا دی اور اس بار کاشو کے قدم اکھڑ گئے
کرسی سے اٹھ کر کھڑے مارٹن سے ٹکرایا اور پھر مارٹن کرسی
کاشو کے ساتھ ہی فرش پر جا گرا۔ کوڑا کاشو کے ہاتھ سے
تھا لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ کاشو اور مارٹن دونوں کو اگر
موقع مل گیا تو وہ دونوں مل کر اس کے لئے ٹیڑھی کھیر ثابت
ہیں اس لئے اس نے ان دونوں کے نیچے گرتے ہی تیز
کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے مشین
اس کے ہاتھ میں تھا۔ اسی لمحے کاشو قلابازی کھا کر اٹھا ہی
ٹائیگر نے ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ
چیختا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کے ڈھول جیسے سینے پر بارش کی

پڑی تھیں جبکہ اس دوران تیزی سے اٹھتے ہوئے مارٹن کی کنپٹی پر
ٹائیگر نے اچھل کر لات ماری اور کنپٹی پر ایک ہی بھرپور ضرب کھا
کر مارٹن چیختا ہوا نیچے گرا اور پھر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کر کے
وہ ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ کاشو پہلے ہی ختم ہو
چکا تھا۔

ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر آگے بڑھ کر
اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ اس کے بعد وہ آگے
بڑھا اور اس نے بے ہوش مارٹن کو اٹھا کر راڈز والی کرسی پر ڈالا
جس پر پہلے وہ خود جکڑا ہوا تھا اور پھر کرسی کے عقب میں جا کر
اس نے بٹن کو پریس کیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی مارٹن کا
جسم راڈز میں جکڑا گیا۔ ٹائیگر سامنے کے رخ آیا اور پھر اس نے
دونوں ہاتھوں سے مارٹن کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد
جب مارٹن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے
تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پھر ایک طرف پڑا ہوا خاردار تار سے
گندھا ہوا خوفناک کوڑا اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد مارٹن نے
کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے
لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش لیکن وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا
تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کر دیا تم نے۔ کاشو کو ہلاک کر دیا۔ اوہ۔
اوہ۔ یہ سب کیا ہے"...... مارٹن نے ایسے لہجے میں جھٹکے کھا کھا کر

کہا جیسے الفاظ اس کے حلق میں اٹک رہے ہوں اور وہ انہیں جھٹکے دے دے کر منہ سے باہر نکال رہا ہو۔

''تم نے ٹائیگر کو بے بس سمجھ لیا تھا مارٹن۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ایسی راڈز والی کرسیاں ہمارے لئے بچوں کا کھیل بن چکی ہیں۔ البتہ تمہاری وہ ریز بے حد خوفناک ہیں جنہوں نے مجھے واقعی ساکت و جامد کر کے رکھ دیا تھا۔ شکر ہے کہ ان کا اثر بہت کم وقت کے لئے تھا۔ بہر حال یہ خوفناک کوڑا جس سے تم مجھے ڈرا رہے تھے یہ کوڑا اب تم پر استعمال ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ تم راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ راڈز خود بخود کیسے کھل سکتے ہیں''...... مارٹن ابھی تک حیرت میں گم تھا۔

''تم دونوں نے میری ٹانگ پر توجہ نہیں دی جو میں نے موڑی ہوئی تھی۔ راڈز کو آپریٹ کرنے کا بٹن کرسی کے عقبی پائے میں ہوتا ہے اور ٹانگ موڑ کر میں نے اپنے بوٹ کی ٹو سے نہ صرف بٹن ٹریس کر لیا بلکہ اسے پریس کر کے کرسی کے راڈز بھی ہٹا دیئے۔ تمہارے آدمیوں نے میری تلاشی نہیں لی تھی اس لئے مشین پسٹل بھی میری جیب میں موجود رہا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم تو انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو''...... مارٹن نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہی کہ میرے استاد علی عمران پر حملہ کرنے کا کام تمہیں کس نے دیا تھا اور اس نے کس کے کہنے پر یہ سب کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ تم مجھے ہلاک کر دو لیکن میں نہیں بتا سکتا''...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کا عنصر ابھر آیا تھا۔ ٹائیگر نے ہاتھ میں موجود کوڑا ایک طرف پھینک دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایک بھی کوڑا اگر مارٹن کو پڑ گیا تو مارٹن کا ہارٹ بھی فیل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اب فیلڈ کا آدمی نہ رہا تھا اور اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ذہنی طور پر خاصا ضدی آدمی ہے۔ ویسے بھی ٹائیگر کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا تھا اس لئے اس نے اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کچھ کہتا ٹائیگر کا ہاتھ گھوما اور کمرہ مارٹن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ خنجر کی تیز دھار سے مارٹن کا آدھا نتھنا کٹ گیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ مارٹن سنبھلتا ایک بار پھر ٹائیگر کا ہاتھ گھوما اور ایک بار پھر مارٹن کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ مارٹن کا پورا جسم پسینے میں ڈوب چکا تھا۔ چہرے پر پسینہ آبشار کی طرح بہہ رہا تھا۔ آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ پڑ گیا تھا۔ وہ اس طرح دائیں بائیں سر مار رہا تھا جیسے اس کی گردن میں کوئی مشین نصب کر دی گئی ہو لیکن آہستہ آہستہ اس کی حرکت سست پڑ

گئی تو ٹائیگر نے خنجر کا دستہ اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی ر
مار دیا اور مارٹن کا جسم اس بری طرح سے پھڑکا جیسے لاکھوں
کا الیکٹرک کرنٹ اچانک اس کے جسم میں دوڑ گیا ہو۔

''بولو۔ تمہیں کس نے حکم دیا تھا۔ بولو''...... ٹائیگر نے چیخ
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ابھری ہوئی رگ پر خنجر کے د
ایک اور ضرب لگا دی۔ اب ضرب نے الٹا اثر کیا اور کراہ
دائیں بائیں سر مارتا ہوا مارٹن یکلخت بت کی طرح ساکت
ہو گیا تھا۔

''بولو۔ کس نے حکم دیا تھا تمہیں۔ بولو''...... ٹائیگر نے ت
لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب مارٹن کا شعور ختم ہو چکا
اور اب وہ جو کچھ کہے گا لاشعور کی بنیاد پر کہے گا اور لاشعو
جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔

''برائیڈ نے۔ سپر باس برائیڈ نے''...... مارٹن کے منہ
الفاظ اس طرح رک رک کر نکلے جیسے ٹکسال میں ڈھل کر سکے
نکلتے ہیں۔

''برائیڈ کو کس نے حکم دیا تھا۔ بولو''...... ٹائیگر نے تیز اور تح
لہجے میں کہا۔

''ناراک میں ایک پرائیویٹ ایجنسی ایل ایس ایم کا
جیکسن ہے۔ اس نے باس برائیڈ سے کہا تھا۔ میں نے ان
درمیان ہونے والی فون کال سنی تھی۔ سپر باس برائیڈ نے پہلے

کو ختم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور صرف رینڈل اور ڈکشا کو ختم
کرنے کا کہا تھا لیکن پھر بھاری معاوضہ کے عوض وہ مان گیا اور
اس نے مجھے کہا کہ میں سی گروپ تھری کو یہ مشن دوں کیونکہ یہ
گروپ انتہائی فنکارانہ انداز میں کام کرتا ہے اور پھر اس گروپ
نے یہ کام کر دیا''...... مارٹن نے ازخود مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''جیکسن کا تعلق اصل میں کس سے ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... اس بار مارٹن نے رک رک کر کہا اور پھر
اس کی گردن سائیڈ پر ڈھلک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم
کرسی پر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے جیب سے
مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے سینے پر گولیاں کھا کر مارٹن ایک
لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر
نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور دیوار پر موجود ایک تصویر کی
طرف بڑھ گیا۔ پورے کمرے میں یہی ایک تصویر دیوار سے لٹکی
ہوئی نظر آ رہی تھی اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کے پیچھے سیف ہے جس
کو چھپانے کے لئے یہ تصویر لٹکائی گئی تھی ورنہ مارٹن کو اگر تصاویر کا
شوق ہوتا تو زیادہ نہیں تو کم از کم ایک ایک تصویر تو ہر دیوار پر ہوتی
اور پھر اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ تصویر ہٹتے ہی دیوار میں
نصب سیف سامنے آ گیا۔

ٹائیگر نے ایک بار پھر مشین پسٹل جیب سے نکالا اور اس کی
نال کو سیف کے لاک پر رکھ کر اس نے ٹریگر پریس کر دیا۔ اس

کے ہاتھ کو زوردار جھٹکا لگا لیکن اس نے اپنے ہاتھ کو مضبوطی سے قائم رکھا۔ گولیوں نے لاک کے اندرونی سسٹم کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا اس لئے ٹائیگر نے آسانی سے سیف کھول لیا۔ سیف کے دو خانے تھے اور دونوں خانے غیر ملکی کرنسی سے بھرے ہوئے تھے۔ البتہ ایک کونے میں ایک سرخ جلد والی ڈائری نظر آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے ڈائری اٹھا لی۔ اسے کھولا اور تیزی سے صفحے پلٹتا چلا گیا۔ یہ ڈائری مارٹن کی تھی۔ اس میں اس نے شاید اپنے لئے اہم پوائنٹس درج کر رکھے تھے اور پھر ڈائری کے ایک صفحہ پر برائیڈ کا نام اور اس کی رہائش کا تفصیلی ایڈریس اور ساتھ ہی اس کا فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے ڈائری کو واپس سیف میں رکھا اور سیف بند کر دیا اور اس کے پٹ کو پہلے کی طرح ایڈجسٹ کر کے اس کے اوپر تصویر لٹکا دی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسے معلوم تھا کہ جس دروازے سے اسے اندر لایا گیا تھا وہ آفس میں کھلتا ہے اور آفس کے باہر مسلح افراد موجود ہوں گے۔ اسے معلوم تھا کہ مسلح افراد اسے صحیح سلامت آفس سے باہر نکلتے دیکھ کر فوراً سمجھ جائیں گے کہ الٹا ان کے باس کے ساتھ کچھ ہو گیا ہے اور پھر اسے ان کے ساتھ ساتھ ہال میں موجود غنڈوں سے بھی نمٹنا پڑتا جبکہ اندرونی دروازے کا مطلب تھا کہ یہ عقبی طرف کسی خفیہ راستے کا دروازہ ہے اور پھر ایسا ہی ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر بعد

ٹائیگر کلب کے عقب میں موجود ایک گلی میں موجود تھا۔ وہ گلی سے پیدل نکل کر سڑک پر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوا اور پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے برائیڈ سے اس کی رہائش گاہ پر ملنے کا پروگرام بنایا تھا کیونکہ اسے اتنا معلوم تھا کہ برائیڈ رات گئے اپنی رہائش گاہ سے کلب آتا ہے اور پھر صبح کو واپس جاتا ہے۔ وہ شاید اپنا رعب بڑھانے کے لئے زیادہ وقت کلب میں نہ رہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پورش کالونی کی ایک کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔

کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ ٹائیگر نے کار آگے لے جا کر ایک پارکنگ میں روکی اور پھر کار کی فرنٹ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے اس نے انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اٹھایا۔ اس کا میگزین چیک کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر کار کو لاک کر کے وہ اطمینان سے چلتا ہوا کوٹھی کی سائیڈ گلی میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کوٹھی میں خاصی تعداد میں مسلح افراد موجود ہوں گے کیونکہ وہ برائیڈ جیسے لوگوں کی ذہنی سطح کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ یہ لوگ دشمنوں کے خوف سے کم اور اپنے ماتحتوں اور دوسرے لوگوں پر رعب جمانے کے لئے ایسے مسلح افراد زیادہ رکھتے ہیں اور چونکہ اس وقت وہ براہ راست برائیڈ تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے اس نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کی پلاننگ کی تھی۔

سائیڈ روڈ پر آگے بڑھتے ہوئے ٹائیگر کوٹھی کے تقریباً درمیان میں آ کر رک گیا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا لیکن جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور اس کا رخ اندرونی طرف کر کے اس نے یکے بعد دیگرے چار بار ٹریگر پریس کر دیا اور پسٹل کی نال سے نکل کر یکے بعد دیگرے چار کیپسول اندر جا گرے اور ان کے گرنے اور پھٹنے کی مخصوص آوازیں ٹائیگر کے تیز کانوں نے سن لیں تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ ٹائیگر نے گیس پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور اس طرح آگے بڑھتا چلا گیا جیسے وہ سرے سے رکا ہی نہ ہو۔ کوٹھی کے عقب میں ایک خاصی چوڑی گلی نما سڑک تھی جس میں کوٹھی کا عقبی دروازہ تھا۔ ٹائیگر اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جو گیس اس نے کوٹھی کے اندر فائر کی ہے وہ انتہائی زود اثر ہے اس لئے اس وقت تک گیس پوری کوٹھی میں پھیل کر وہاں موجود ہر آدمی کو بے ہوش کر چکی ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اب تک فضا میں مل کر اپنے اثرات بھی ختم کر چکی ہو گی۔

چنانچہ اس نے اطمینان بھرے انداز میں عقبی دیوار کا جائزہ لیا۔ دیوار خاصی اونچی تھی لیکن پھر اسے گلی کے اختتام پر کوڑا کرکٹ کے چار اونچے اونچے ڈرم دیوار کے ساتھ رکھے ہوئے نظر آئے۔ ڈرم دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا

اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر سائیڈوں کی طرف دیکھا اور کسی کو نہ پا کر اس نے ڈرم کے اوپر دونوں ہاتھ رکھے۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر ڈرم پر چڑھا اور پلک جھپکنے میں وہ دیوار پر موجود تھا۔ دوسرے لمحے اس نے اندرونی طرف چھلانگ لگا دی۔ پنجوں کے بل نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ اس نے کوٹھی کے اندر تیز سیٹی کی آواز گونجتی ہوئی سنی۔ یہ آواز صرف چند لمحے سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ کوئی خفیہ نظام یہاں موجود ہے اور یہ سیٹی اس کا مخصوص الارم ہے لیکن وہ اس بنا پر مطمئن تھا کہ الارم بجنے کے باوجود جب کوئی شخص یہاں ہوش میں ہی نہ ہو گا تو لاکھ الارم بجتے رہیں اس سے ٹائیگر کو کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا سائیڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی پر خاموشی طاری تھی اور یہ خاموشی بتا رہی تھی کہ یہاں موجود کوئی نفس ہوش میں نہیں ہے۔ ٹائیگر سائیڈ گلی سے ہو کر جب فرنٹ کی طرف آیا تو اس نے برآمدے کے سامنے سیڑھیوں کے قریب چار مسلح افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے جبکہ گیٹ کے قریب موجود کمرے کے باہر دو مسلح افراد بے ہوش پڑے تھے۔ گیراج میں دو کاریں موجود تھیں لیکن ان کے آس پاس کوئی آدمی نہ تھا۔

ٹائیگر نے یہاں کا جائزہ لیا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں داخل ہو کر اندرونی راہداری میں سے اندر داخل ہو

گیا۔ اسے برائیڈ کی تلاش تھی۔ اس نے اسے سرسری طور پر
بار دیکھا ہوا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ اسے شکل سے
پہچان لے گا۔ وہ راہداری کے اختتام پر پہنچا ہی تھا کہ ا
چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی تو اس نے لاشعوری طور
چھت کی طرف دیکھا لیکن وہ ابھی پوری طرح سر بھی نہ اٹھا
کہ اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ آخری خیال
کے ذہن میں یہی ابھرا تھا کہ وہ کسی آٹومیٹک نظام کا شکار
ہے۔

برائیڈ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ یورپ اور ایکریمیا
میں اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری تھی اس لئے وہ
نہ صرف لڑائی بھڑائی میں خاصی مہارت رکھتا تھا بلکہ اس کا نشانہ بھی
بے حد درست تھا اور اس معاملے میں اس کی باقاعدہ مثال دی جاتی
تھی۔ برائیڈ کو پاکیشیا آئے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ وہ
یہاں انتہائی حساس اسلحے اور اعلیٰ کوالٹی کی منشیات دونوں بزنس سے
متعلق تھا۔ یورپ میں اس کا ٹکراؤ ایسے گینگ سے ہو گیا تھا جن کی
وجہ سے اسے یورپ اس لئے چھوڑنا پڑا تھا کہ وہاں اس کے
گروپ کے خاص آدمی اس گینگ میں شامل ہو گئے تھے اور نہ
صرف اس کے لئے وہاں بزنس کا سکوپ خاصا تنگ اور محدود ہو گیا
تھا بلکہ اس کی زندگی کو بھی ہر لمحے خطرات لاحق رہتے تھے اس لئے
پہلے وہ کافرستان شفٹ ہوا تھا لیکن کافرستان میں کچھ عرصہ رہنے

کے بعد اسے وہاں اپنے لئے کوئی بڑا سکوپ نظر نہ آیا تو وہ یہ
آ گیا اور یہاں اس نے نہ صرف خاصا وسیع بزنس کر لیا تھا بلکہ
نے ایسے گروپس بھی تیار کر لئے تھے جو ہر قسم کے جرائم جدید
انداز میں کرتے تھے اور پھر جیکسن کی وجہ سے اسے یہاں خا
بڑے کام ملنے لگ گئے تھے، تو وہ یہاں سیٹ ہو گیا۔

ڈی سلوا کلب یہاں اس کا خاص اڈا تھا اور مارٹن جو ا
اسسٹنٹ مینجر تھا خاصا تیز طرار اور ذہین وسمجھ دار تھا اور اس
اپنی ذہانت سے سارا کاروبار عملی طور پر سنبھال رکھا تھا۔ براہ
نام چلتا تھا اور برائیڈ کا نام آہستہ آہستہ پاکیشیا کی انڈر ورلڈ
نکل کر اب کافرستان اور دور دور کے ملکوں تک پہنچ رہا تھا۔ یہی
تھی کہ برائیڈ کلب میں کم وقت دیتا تھا اور زیادہ اپنی اس رہائش
میں وقت گزارتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انڈر ورلڈ میں
جس قدر کم آمیز ہو اس قدر اس کا رعب زیادہ ہوتا ہے لیکن ا
یہ بھی معلوم تھا کہ انڈر ورلڈ میں ایک دوسرے سے دشمنیاں بھی
رہتی ہیں اور ایک دوسرے کے خاتمے کے لئے بھی درپردہ کوشش
ہوتی رہتی تھیں اس لئے اس نے کلب میں اپنے آفس کے
ساتھ اس رہائش گاہ کو بھی جدید ترین حفاظتی آلات سے محفو
رکھا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی ذہانت کی وجہ سے
نظام قائم کیا ہوا تھا۔ کوٹھی کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ تھا ج
راستہ بھی ساتھ والی علیحدہ کوٹھی سے تھا اور یہ کوٹھی بھی برائیڈ کی

ملکیت تھی اور وہاں اس کے ہی آدمی رہتے تھے۔ اس تہہ خانے
میں اس نے ایسی مشینری نصب کی ہوئی تھی کہ جس کی مدد سے کوٹھی
میں کام کرنے والے تمام افراد کی نہ صرف باقاعدہ چیکنگ ہوتی
رہتی تھی بلکہ یہاں کوٹھی میں ایسے پوائنٹس بھی تھے جنہیں اس تہہ
خانے سے ہی کنٹرول کیا جا سکتا تھا اور کوٹھی میں موجود افراد کو اس
دوہری چیکنگ کا علم نہ تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی کو اس تہہ
خانے یا اس کے راستے کا علم تھا۔

اس تہہ خانے میں موجود جدید مشینری کو آپریٹ کرنے کا
انچارج جارج تھا جبکہ اس کے اسسٹنٹ شفٹوں میں آتے جاتے
رہتے تھے۔ جارج وہیں مستقل رہتا تھا اور کبھی کبھار چند گھنٹوں کے
لئے چلا جاتا تھا۔ وہ باقاعدگی سے برائیڈ کو رپورٹ دیتا رہتا تھا۔
اس طرح برائیڈ کو روزانہ رپورٹ ملتی رہتی تھی کہ کوٹھی میں موجود
افراد آپس میں کیا باتیں کرتے رہتے ہیں اور کبھی وہ برائیڈ کے
خلاف تو کوئی بات نہیں کرتے۔ اگر اسے کسی کے بارے میں یہ
رپورٹ مل جاتی کہ اس نے اس کے خلاف کوئی بات کی ہے تو
دوسرے روز وہ آدمی غائب ہو جاتا تھا اور اس کی جگہ نیا آدمی لے
لیتا تھا۔ ظاہر ہے وہ آدمی اس کوٹھی سے نہیں بلکہ اس دنیا سے ہی
غائب کر دیا جاتا تھا۔ اس وقت بھی برائیڈ ڈریسنگ روم میں موجود
تھا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ وہ روزانہ نیا سے نیا سوٹ پہنتا تھا
تاکہ اس کی انفرادیت قائم رہے۔ یہی وجہ تھی کہ روزانہ اسے لباس

کی چوائس کرنے میں کافی وقت لگ جاتا تھا۔ اس وقت ب
خاصے بڑے ڈریسنگ روم میں موجود وارڈروب میں لٹکے ہ
قیمتی سوٹوں کو بڑے ناقدانہ انداز سے دیکھ رہا تھا کہ اس کی
میں موجود سیٹلائٹ سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ نمبر سوائے
خاص آدمیوں کے اور کسی کے پاس نہ تھا۔ اس نے سیل فون
کر اس کی سکرین روشن کی تو وہ چونک پڑا کیونکہ سکرین پر کار
نام موجود تھا۔ کارس کلب میں اس کا نمبر ٹو تھا اور تمام
انتظامات کارس کے ذمے تھے۔

"کارس کو کیا ضرورت پیش آ گئی مجھے براہ راست کال ک
کی"...... برائیڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے را
بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو سپر چیف۔ میں کارس بول رہا ہوں"...... دوسری ط
سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا لیکن اس میں
تشویش بھی نمایاں تھی۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... برائیڈ نے اس
تشویش محسوس کرتے ہوئے خود بھی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"سپر چیف۔ مارٹن اور ٹارچنگ روم کے انچارج کاشو کو گو
مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ مارٹن کو راڈز والی کرسی میں جکڑا گیا
پھر اس کی ناک کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کاٹ د
گئے۔ پھر اس کے سینے میں گولیاں ماری گئیں جبکہ کاشو کا سینہ

گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا"...... دوسری طرف سے کارس نے کہا
تو برائیڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے کارس نے بات کرنے کی بجائے اس
کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"...... برائیڈ نے یکلخت
حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ مارٹن کے سپیشل روم میں یہ واردات ہوئی ہے۔ اب
تک باس مارٹن اور کاشو کی لاشیں وہاں پڑی ہیں۔ میں اس وقت
آپ کو باس مارٹن کے آفس سے ہی فون کر رہا ہوں"...... کارس
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سب کس نے کیا اور کیوں کیا۔ یہ سب کیسے ہو گیا"۔
برائیڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے اس بارے میں انکوائری
کرائی ہے تاکہ آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جا سکے۔ انکوائری کے
مطابق انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا ایک خطرناک آدمی ٹائیگر جو
اپنے آپ کو علی عمران کا شاگرد کہلواتا ہے آخری بار مارٹن سے ملنے
اس کے آفس میں آیا لیکن پھر وہ واپس جاتا دکھائی نہیں دیا بلکہ
اس نے عقبی خفیہ راستہ استعمال کیا ہے کیونکہ وہ راستہ کھلا ہوا ہے۔
جہاں تک کاشو کی وہاں موجودگی کا تعلق ہے تو باس مارٹن نے فون
کر کے اسے اپنے آفس میں کال کیا اور اس نے کاشو کو کہا کہ وہ
کوڑا لے کر آئے کیونکہ اس نے ٹائیگر کی زبان کھلوائی ہے۔ اس

سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ٹائیگر باس مارٹن کے آفس میں تھا جہا
باس مارٹن نے کسی وجہ سے چھت میں موجود ریز کی مدد سے ا
بے حس و حرکت کر دیا اور باس مارٹن نے آفس سے باہر مسلح اف
کو بلا کر ٹائیگر کو اندر راڈز والی کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑ دیا
اس کے بعد کاشو کو کال کیا گیا اور پھر باس مارٹن اور کاشو آفس
عقب میں ساؤنڈ پروف سپیشل روم میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد
ہوا، کس طرح ہوا یہ تو ٹائیگر کے ہاتھ آنے پر ہی معلوم ہو سکے گا
بہرحال یہ ساری کارروائی اس ٹائیگر کی ہے''...... کارس نے تفصیل
سے اپنا تجزیہ بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ تم نے عمران کا نام لے کر اصل معاملہ بتا دیا ہے
عمران پر مارٹن کے سی گروپ تھری نے حملہ کیا اور اسے ہلاک کر
گیا۔ اس کا انتقام لینے کے لئے یہ ٹائیگر بہرحال کسی نہ کسی طر
مارٹن تک پہنچ گیا اور اس نے مارٹن اور کاشو کو ہلاک کر دیا اور ا
اسے جلد از جلد انتہائی عبرتناک انداز میں ہلاک کرنا پڑے گا''
برائیڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ سپر چیف۔ مجھے تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ سی گروپ تھ
نے عمران پر حملہ کیا تھا اس لئے میں نے اس گروپ کے بارے م
اس خبر کے ساتھ رپورٹ نہیں دی تھی''...... کارس نے چونک کر کہا

''کیسی رپورٹ''...... برائیڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس پورے گروپ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کو بھی ٹا

نے ہی ہلاک کیا ہے''...... کارس نے کہا تو ایک بار پھر برائیڈ کے چہرے پر شدید ترین سختی کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ۔ یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیا ایک آدمی جو چاہے کرتا پھرے۔ کیا ہمارے آدمی اس کے سامنے کچھ نہیں کر سکتے۔ پورا گروپ کیسے ہلاک ہوا اور تم نے کیسے کہا ہے کہ یہ کام بھی ٹائیگر نے کیا ہے''...... برائیڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ یہ شعبہ باس مارٹن کے پاس تھا اس لئے ہمیں تو اس بارے میں علم ہی نہ ہو سکا۔ البتہ جو رپورٹیں ملی ہیں ان کے مطابق سی گروپ تھری کے ڈرائیور ریمزے کو اس کی رہائش گاہ میں ہلاک کیا گیا اور انکوائری سے معلوم ہوا ہے کہ آخری بار ٹائیگر کو اس سے ملتے دیکھا گیا تھا۔ اس کے بعد گروپ کے باقی افراد کو ان کے بزنس آفس میں ہلاک کیا گیا۔ آفس کے باہر بیٹھی پرسنل سیکرٹری بے ہوش پڑی پائی گئی جبکہ آفس میں ان تینوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس پرسنل سیکرٹری نے ہوش میں آنے کے بعد جس آدمی کا حلیہ بتایا جس نے یہ سارا کام کیا تھا وہ حلیہ ٹائیگر کا تھا۔ اس طرح سی گروپ تھری کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا اور ان کے خاتمے کے بعد باس مارٹن اور کاشو کو ہلاک کیا گیا ہے''۔ کارس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب یہ ٹائیگر ہے کہاں۔ اس بارے میں معلوم کرایا ہے''۔ برائیڈ نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے پورے شہر میں اس کی تلاش کا حکم
ہے اور ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ٹائیگر کو کار میں پورش کا
میں گھومتے دیکھا گیا ہے۔ میرا مطلب ہے وہ کالونی جس
آپ کی رہائش گاہ ہے"...... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ یہاں نظر آیا ہے۔ اوہ۔ پھر تو
کی موت اسے یہاں لے آئی ہے۔ لیکن وہ یہاں کیوں آیا ہوگا
برائیڈ نے کہا۔
"سپر چیف۔ اب تو یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ وہ عمران پر
کرنے والوں اور اس کے احکامات دینے والوں سے انتقام لیتا
رہا ہے۔ اس نے پہلے حملہ کرنے والے گروپ کو ہلاک کیا۔ پھر
حملے کا حکم دینے والے باس مارٹن کو ہلاک کیا اور ظاہر ہے کہ
مارٹن کو اس حملے کا حکم آپ نے دیا ہو گا اور باس مارٹن کی ا
سے فوری پتہ چل جاتا ہے کہ ان پر تشدد کیا گیا ہے۔ لازماً ان
یہی پوچھا گیا ہو گا کہ انہیں عمران پر حملہ کرنے کا حکم کس نے
ہے اور ٹائیگر کا پورش کالونی میں جانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اب آ
پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے"...... کارس نے تفصیل سے با
کرتے ہوئے کہا۔
"اگر ایسا ہے تو یہ ہمارے لئے خوش آئند ہے۔ یہاں تو
کی موت اس کا انتظار کر رہی ہے۔ تم بہرحال پورے دارالحکو
میں اسے تلاش کراؤ اور تمام گروپس کو احکامات دے دو کہ وہ ا

ٹریس کریں اور جہاں وہ ملے اسے فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے"۔
برائیڈ نے کہا۔
"یس سپر چیف۔ لیکن گروپس کو یہ احکامات تو باس مارٹن ہی
دے سکتے تھے لیکن"...... کارس نے کہا۔
"میں تمہیں مارٹن کی جگہ دے رہا ہوں۔ تم کارروائی شروع
کراؤ۔ میں کلب آ کر تحریری طور پر احکامات سب پوائنٹس پر بھجوا
دوں گا"...... برائیڈ نے کہا۔
"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
برائیڈ نے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں رکھا اور پھر ایک
سوٹ منتخب کر کے اس نے پہنا اور پھر تیار ہو کر وہ ڈریسنگ روم
سے باہر آیا ہی تھا کہ باہر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے
آگے بڑھ کر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... برائیڈ نے کہا۔
"جارج بول رہا ہوں چیف۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ
آپ آج کتنے بجے کلب جائیں گے تا کہ میں اس وقت گیٹ پر
سے زیرو زیرو ریز آف کر دوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔
"ایک گھنٹے بعد جاؤں گا لیکن ایک بات بتاؤ۔ کیا تم انڈر ورلڈ
میں کام کرنے والے کسی ٹائیگر نامی آدمی کو جانتے ہو"...... برائیڈ
نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"یس سر۔ وہ انڈر ورلڈ میں خاصا خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے"۔ جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے پہچانتے ہو"...... برائیڈ نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ کئی بار میں نے اسے دیکھا ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں چیف۔ کوئی خاص بات ہے"...... جارج سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"ہاں۔ اس ٹائیگر نے سی گروپ تھری کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے بعد کلب میں اسسٹنٹ منیجر مارٹن اور ٹارچنگ روم کے انچارج کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور اب رپورٹ ملی ہے کہ وہ اب ہماری اپورش کالونی میں بھی دیکھا گیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ میرے خلاف کارروائی کرنے کے لئے یہاں آئے"۔ برائیڈ نے کہا۔

"اوہ چیف۔ اگر ایسا ہے تو میں اسے ہر صورت میں ہلاک کر دوں گا کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ کوٹھی میں نصب حفاظتی انتظامات کے خلاف کام کرے گا لیکن اسے نہ ہمارے متعلق اور نہ ہی خفیہ کنٹرول کے بارے میں کچھ علم ہو گا۔ البتہ ایسے لوگ جب بھی کسی کوٹھی پر ریڈ کرتے ہیں تو پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس کوٹھی کے اندر فائر کرتے ہیں اس لئے آپ زیرو روم میں بند ہو جائیں۔ اسے اس انداز میں تعمیر کیا گیا ہے کہ وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس اثر نہیں کرتی۔ پھر جیسے ہی وہ ٹائیگر ہٹ ہو گا میں آپ کو

سیل فون پر اطلاع دے دوں گا۔ اس کے بعد آپ اطمینان سے اسے ہلاک کر سکتے ہیں"...... جارج نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم اسے ہلاک نہیں کر سکتے جبکہ پہلے تم نے کہا تھا کہ تم اسے ہر صورت میں ہلاک کر دو گے۔ اب تم مجھے کہہ رہے ہو"۔ برائیڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ہمارے کنٹرول میں بے ہوش کرنے والی ریز کے پوائنٹس ہیں۔ جب وہ بے ہوش ہو جائے گا تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ میں کوٹھی میں آ کر اسے ہلاک کر دوں اس لئے میں نے کہا ہے کہ آپ ایسا کر دیں۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے ہلاک کر کے آپ کو اطلاع دے دوں گا"...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اسے کس طرح پتہ چلا ہے کہ اس کے استاد عمران پر حملہ سی گروپ تھری نے کیا ہے۔ یہ ایک ایسا پوائنٹ ہے جو ہمیں معلوم ہونا چاہئے اس لئے اسے بے ہوش کر کے تم نے اپنے آدمی بھیج کر اسے ریز روم میں راڈز میں جکڑنا ہے اور پھر مجھے اطلاع دینا۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... برائیڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ ایسے ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں رسیور رکھ کر زیرو روم میں جا رہا ہوں"۔ برائیڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور عمارت کے آخری حصے میں موجود ایک خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا جسے زیرو روم کہا جاتا تھا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے فائلیں دیکھنے اور ان
ضروری احکامات لکھنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہو
انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... صدر نے رسیور اٹھا کر بھاری لہجے میں کہا۔

"قومی سلامتی کے مشیر کرنل رابرٹ آپ سے ملاقات چا
ہیں۔ وہ کسی خصوصی معاملے پر آپ سے ہدایات لینا چاہتے ہیں
دوسری طرف سے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ کی مؤدبانہ آ
سنائی دی۔

"بھیج دو"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل راب
چونکہ اسرائیل کے اہم ترین عہدے پر فائز تھے اس لئے وہ ا
مختلف معاملات میں ہدایات کے لئے آتے رہتے تھے اس
صدر نے ان کے اس طرح اچانک آنے کو بھی روٹین کی با

سمجھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور پھر دروازہ
کھول کر ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل
ہوا لیکن اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھیں"...... صدر نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل رابرٹ نے کہا اور میز کی دوسری طرف
موجود کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"کیا معاملہ ہے"...... صدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ایک فائل آپ کے ملاحظہ کے لئے لایا ہوں۔ اسے
دیکھ کر ہدایات دیجئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... کرنل رابرٹ نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ
فائل نکال کر اس نے اسے سیدھا کیا اور پھر اٹھ کر فائل صدر کے
سامنے رکھ دی۔

"بیٹھیں"...... صدر نے کہا اور فائل کھول کر اس پر نظریں جما
دیں۔ چند لمحوں بعد وہ بے اختیار چونک پڑے لیکن ان کی نظریں
فائل پر ہی رہیں۔ اس فائل میں دو صفحات تھے۔ دونوں صفحات کو
غور سے پڑھنے کے بعد صدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے
ہوئے فائل بند کر دی۔

"یہ رپورٹ کب ملی ہے اور کس نے مرتب کی ہے"...... صدر
نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ ابھی دو گھنٹے پہلے ایکریمیا سے ہمارے خصوصی نمائندے

نے بھجوائی ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''کیا یہ بات کنفرم ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران ہلاک ہو گیا ہے''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ باقاعدہ کنفرمیشن کے بعد یہ رپورٹ بھجوائی ہے''...... کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

''لیکن فائل میں عمران کو ہلاک کرنے والوں اور عمرا ہونے والے حملے کے بارے میں جو تفصیل دی گئی ہے اس یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ واقعی عمران ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ اتنا بڑا عف ہے کہ اتنی آسانی سے ہلاک نہیں ہو سکتا۔ اس کی لاش دیکھ ہے یا نہیں۔ اس کی موت پر اس کے والدین اور دیگر افراد ردعمل ہے۔ سرکاری طور پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ رپورٹ میں ان سب باتوں کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا یہ انتہائی اہم معاملات ہیں''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں مزید تفصیلی رپ بھجوانے اور خصوصاً ان پوائنٹس پر جن کی آپ نے نشاندہی ہے ان پر خصوصی توجہ کرنے کا حکم دے دیتا ہوں''...... کرنل را نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ رپورٹ بے حد ضروری ہے کیونکہ ہمیں اب بھی یقین آ رہا کہ عمران واقعی ہلاک ہو گیا ہے''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ اب اجازت دیں''......

رابرٹ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ آپ جا سکتے ہیں''...... صدر نے کہا تو کرنل رابرٹ نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا اور پھر مڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر چلا گیا۔

''کاش یہ رپورٹ درست ثابت ہو۔ اگر ایسا ہوا تو اسرائیل میں اس عمران کی موت پر ایک ہفتہ جشن منایا جائے گا''...... صدر نے خودکلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ان کے فون سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گرین گارڈ کے چیئرمین لارڈ ٹاسکی سے بات کراؤ''...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ گرین گارڈ انتہائی طاقتور اور بااثر یہودیوں کی خفیہ تنظیم ہے جس کے ویسے تو بے شمار دفاتر ہیں لیکن اس کا چیئرمین لارڈ ٹاسکی ہے جس کا نام سامنے نہیں لایا جاتا۔ صرف چیئرمین کہا جاتا ہے۔ انہیں اچانک خیال آ گیا تھا کہ گرین گارڈ نے آخر کس معاملے پر پاکیشیا میں عمران پر حملہ کرایا ہے جبکہ انہیں صدر نے گزشتہ سال ایک میٹنگ میں بتایا تھا کہ وہ اپنی تنظیم کو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً عمران سے بچا کر رکھیں لیکن اس کے باوجود پاکیشیا میں نہ صرف کوئی کام کیا گیا بلکہ

با قاعدہ وہاں عمران پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ اب ان کے خیال
مطابق دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عمران واقعی ہلاک ہو
ہے تو اس کے ساتھی اس کا انتقام لینے کے لئے گرین گارڈ
خلاف کام کریں گے لیکن انہیں اس کی اتنی پرواہ نہ تھی کیونکہ ا
یقین کامل تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل آدمی عمران ہے
اگر نہ رہے تو اس سروس میں وہ طاقت اور وہ ذہانت نہیں رہ سکت
عمران کی موجودگی میں سامنے آتی ہے اور اگر دوسری صورت
عمران بچ نکلتا ہے تو پھر گرین گارڈ کے خلاف وہ لازماً کام کر
اور یہی ان کی نظر میں گرین گارڈ کے خلاف بات جاتی تھی اور
سوچ کر انہوں نے لارڈ ٹاسکی سے بات کرنے کے لئے فون کر
اور پھر فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... صدر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہ

"لارڈ ٹاسکی لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے مؤ
لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"...... صدر نے کہا۔

"سر میں لارڈ ٹاسکی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے
بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"لارڈ صاحب۔ گرین گارڈ نے پاکیشیا میں کسی مشن پر کا
ہے اور جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق گرین گارڈ کے آد
نے پاکیشیا میں عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ کیا یہ رپورٹ در

"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ مجھے تو اس بارے میں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں
۔ شاید ابھی تک مشن پوری طرح مکمل نہیں ہوا کیونکہ مجھے فائنل
رٹ بھجوائی جاتی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں تو میں رپورٹ
کر آپ کی خدمت میں پیش کروں"...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

"کتنی دیر لگے گی آپ کو تفصیلی رپورٹ لینے میں"...... صدر نے
۔

"زیادہ نہیں جناب۔ صرف ایک گھنٹے کے اندر تفصیلی رپورٹ
جائے گی"...... لارڈ ٹاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں آپ کی کال کا منتظر رہوں گا"...... صدر نے کہا
رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ پھر
ی ایک گھنٹے بعد لارڈ ٹاسکی کی کال آ گئی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے لارڈ صاحب"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ گرین گارڈ کو اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا میں طویل
رصہ تک ایک انتہائی اہم فارمولے پر کام ہوتا رہا ہے۔ اس
رمولے کے تحت کھیتوں کی بجائے چھوٹی سی لیبارٹری سے اتنا غلہ
اصل کیا جا سکتا ہے کہ پورے ملک کے باشندوں کے لئے سال
ر کافی رہے گا اور سائنس دانوں کے مطابق جس طرح دنیا کی
بادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور اس آبادی کے اضافے
ور پھیلاؤ کی وجہ سے زیر کاشت اراضی بھی تیزی سے کم ہوتی جا

رہی ہے۔ شہر اور رہائشی یونٹس پھیلتے جا رہے ہیں تو لازماً
میں مزید آبادی کو خوراک بھی چاہئے ہو گی اور زیر کاشت
تقریباً ختم ہو جائے گا اور اس طرح جغرافیائی حالات کی تبا
وجہ سے آئندہ پانی کی بھی دنیا بھر میں شدید کمی ہو جائے
لئے جس کے پاس لیبارٹری میڈ اجناس ہوں گے صرف وہ
زندہ رہ سکے گا ورنہ خوفناک قحط پورے ملک کو کھا جائے گا
فارمولے کے تحت ایکریمیا میں کام ہوتا رہا لیکن یہ کا
پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین نے کیا۔ فارمولا
کے قریب تھا کہ ڈاکٹر کمال حسین کی اکلوتی بیٹی حادثے میں
ہو گئی اور اس کا اثر ڈاکٹر کمال حسین کے ذہن پر ہوا اور اتنا
کہ وہ ذہنی طور پر اس فارمولے پر کام کرنے سے معذور ہو
ایکریمیا کے بڑے ڈاکٹروں نے طویل عرصے تک اس کا علا
لیکن وہ ٹھیک نہ ہو سکے تو اسے واپس پاکیشیا بھجوا دیا
فارمولے کو ڈیڈ فارمولوں کے سٹور میں رکھ دیا گیا۔ گرین گا
ڈاکٹروں کو ڈاکٹر کمال حسین کے علاج کے سلسلے میں کاغذات
گئے۔ انہوں نے چیکنگ کی تو چند ڈاکٹروں نے معلوم کرا
ڈاکٹر کمال حسین کا علاج اس انداز میں بھی ہو سکتا ہے کہ
فارمولا مکمل کر سکے۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ خاموشی سے ڈاکٹر
حسین کو پاکیشیا سے اغوا کر لیا جائے اور ڈیڈ فارمولا سٹور سے
فارمولا بھی اڑا لیا جائے۔ پھر ڈاکٹر کمال حسین کا علاج کر کے

سے یہ فارمولا مکمل کرایا جائے۔ اس طرح پوری دنیا کا مستقبل
یہودیوں کے ہاتھ آ جائے گا اور پھر ایک وقت آئے گا کہ پوری
دنیا بھوک سے مر رہی ہو گی لیکن اسرائیل اور پوری دنیا کے
یہودیوں کے پاس وافر خوراک موجود ہو گی۔ اس طرح پوری دنیا
سے مسلمانوں کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا اور وہ بھوک سے ایڑیاں
رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے اور پھر پوری دنیا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا''...... لارڈ ٹاسکی نے تفصیل بیان کرتے
ہوئے کہا تو صدر صاحب کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے ملے
جلے تاثرات ابھر آئے۔

''لیکن ایسا کب ہو گا۔ میرے خیال میں تو ہزاروں سال
بعد''...... صدر نے کہا۔

''نہیں جناب۔ یہ وقت زیادہ دور نہیں ہے۔ اب بھی خوراک
کی پوری دنیا میں کمی محسوس کی جا رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ
پچاس ساٹھ سالوں بعد اس لیبارٹری پیداوار کی ضرورت سامنے آ
جائے گی اور جناب، جب بھی ضرورت پڑے بہرحال خوراک پر
کنٹرول یہودیوں کا ہی ہونا چاہئے۔ اگر یہ کنٹرول مسلمانوں کے
پاس چلا گیا تو پھر یہودی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں
گے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر مزید کیا رپورٹ ہے''...... صدر نے کہا۔

''جناب۔ ہماری تنظیم نے پاکیشیا سے ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا

کر لیا اور ایکریمیا سے وہ فارمولا بھی حاصل کر لیا۔ اب ہمارے
ڈاکٹروں کا بورڈ ڈاکٹر کمال حسین کے علاج میں مصروف ہے او
تازہ ترین رپورٹ کے مطابق زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اند
ڈاکٹر کمال حسین ذہنی طور پر پوری طرح تندرست ہو جائیں گے۔
اس کے بعد ان کو اس فارمولے پر کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا
اور سائنس دانوں کو امید ہے کہ وہ ایک سال کے اندر فارمولے کو
مکمل کر لیں گے۔ پھر اس کو عمل میں لایا جائے گا اور تین سالوں
کے اندر لیبارٹری سے لاکھوں ٹن خوراک مسلسل حاصل کی جائے گی
اور ایسی بہت سی لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی''...... لارڈ ٹاسکی نے
کہا۔

''اس میں عمران پر حملے کا جواز کہاں سے پیدا ہو گیا۔ یہ
بتائیں''...... صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ لارڈ
ٹاسکی اس بات کی طرف آ ہی نہیں رہا تھا جو صدر اسرائیل جاننا
چاہتے تھے۔

''سر۔ چونکہ ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا سے اغوا کیا گیا ہے اس
لئے اس کے بارے میں سراغ پاکیشیا سے ہی لگ سکتا تھا۔ ایکریمیا
کی زیرو ایجنسی کے دو سپر ایجنٹ رینڈل اور ڈکشا پاکیشیا گئے۔ یہ
دونوں عمران کے دوست تھے اور ایک ہوٹل میں ان تینوں کی
ملاقات ہوئی اور رینڈل نے عمران سے کہا کہ وہ ڈاکٹر کمال حسین
کے اغوا کنندگان کو ٹریس کرنے میں ان کی مدد کرے۔ عمران نے

حامی بھر لی۔ یہ اطلاع جب گرین گارڈ کو ملی تو وہ فوراً حرکت میں آ
گئے۔ وہاں پاکیشیا میں ایک مخصوص گروپ کے ذریعے رینڈل اور
ڈکشا کی کار میں بم بلاسٹ کرایا گیا اور ان دونوں کے پرخچے اڑ
گئے۔ اس کے بعد عمران کی کار میں سموک بم پھینکا گیا اور بم
بلاسٹ ہو گیا۔ عمران فوری طور پر تو ہلاک نہ ہوا لیکن وہ شدید ترین
زخمی ہوا۔ اسے قریب ہی سٹی ہسپتال لے جایا گیا۔ پھر بتایا گیا کہ وہ
ہلاک ہو چکا ہے لیکن اس کی لاش سرکاری حکام لے گئے ہیں۔ اس
کے بعد اس کے بارے میں مزید کچھ معلوم نہیں ہو سکا لیکن سب
یہی کہہ رہے ہیں کہ عمران اس حملے میں ہلاک ہو گیا ہے لیکن اگر
ہلاک نہیں ہوا تو بھی وہ اس حد تک زخمی ہوا ہے کہ اب وہ سیکرٹ
ایجنسی کے قابل نہیں رہ سکتا اس لئے یہی سمجھ لیں کہ وہ ختم ہو چکا
ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر عمران زندہ رہ گیا تو وہ لازماً گرین گارڈ کے خلاف کام
کرے گا اور پھر نہ صرف گرین گارڈ کی لیبارٹری اس سے بچانا
پڑے گی بلکہ گرین گارڈ کا ہیڈ کوارٹر بھی''...... صدر نے کہا۔

''جناب۔ گرین گارڈ کی لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر دونوں اس حد
تک خفیہ ہیں کہ سوائے ان سے متعلق لوگوں اور میرے اور میرے
دو نائبین کے علاوہ کسی کو بھی علم نہیں ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''بہرحال یہ اچھا فارمولا ہے۔ جب یہ فارمولا مکمل ہو جائے تو
اس کی ایک کاپی آپ نے اسرائیل کے مفاد میں جمع کرانی ہے''۔

صدر نے کہا۔

"سر۔ یہ سارا کام اسرائیل کے مفاد میں ہی تو کیا جا رہا ہ
پوری دنیا کو غذا اسرائیل ہی مہیا کرے گا اور اسرائیل ہی پوری د
پر اس خوراک کی فراہمی کی بنیاد پر حکومت کرتا رہے گا"...... لا
ٹاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ سے یہی امید تھی لارڈ ٹاسکی۔ لیکن اگر پاک
سیکرٹ سروس نے گرین گارڈ کے خلاف کام کیا تو پھر آپ نے
سوچ رکھا ہے"...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

"جناب۔ گرین گارڈ کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اس لئے ان
اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ
گرین گارڈ کے ایک دو آفسز کو تباہ کر دیں۔ چند بڑے ایجنٹو
ہلاک کر دیں لیکن اس سے گرین گارڈ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا لیک
اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران کے خاتمے کے
ہم خصوصی ٹیم ڈوم کو ان کے خلاف سامنے لے آئیں گے۔ یہ ٹی
گو سائز میں چھوٹی ہے لیکن اس قدر تربیت یافتہ ہے کہ چند دنو
میں ہی پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... لا
ٹاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈوم کا کیا مطلب ہوا"...... صدر نے قدرے حیرت بھر
لہجے میں کہا۔

"ڈیتھ آف مسلم جناب"...... لارڈ ٹاسکی نے فوراً ہی جواب

صدر کا چہرہ نام سنتے ہی بے اختیار کھل اٹھا۔

"گڈ۔ اچھا نام ہے"...... صدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس گروپ کو میں نے زبردست اور طویل ٹریننگ دلوائی
ہے۔ اس کا سربراہ کرنل بروک ہے۔ ان کی مدد سے ہم مسلم ممالک
کی ایسی اہم شخصیات کو جو یہودیوں کے مفادات کے لئے خطرہ بن
رہی ہوں، ہلاک کراتے ہیں اور اب تک ڈوم کے ہاتھوں اٹھارہ
اہم ترین شخصیات ہلاک ہو چکی ہیں لیکن آج تک کسی کو ہم پر رتی
برابر شبہ بھی نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ مسلم ممالک میں انتشار
پھیلانا، وہاں فوجی حکام میں لڑائی، سیاسی اکھاڑ پچھاڑ اور ایسے بے
شمار مشنز مکمل کرائے ہیں جنہیں عام حالات میں ناممکن سمجھا جاتا
ہے"...... لارڈ ٹاسکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈوم نے پاکیشیا میں کبھی کوئی مشن مکمل کیا ہے"...... صدر
نے پوچھا۔ وہ واقعی اس گروپ میں دلچسپی لے رہے تھے۔

"نہیں۔ آج تک کوئی ایسا مشن سامنے نہیں آیا"...... لارڈ ٹاسکی
نے جواب دیا۔

"اب گرین گارڈ پر حملے کی صورت میں یہ مشن سامنے آ رہا
ہے۔ اس بار آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے"۔
صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ آپ بے فکر رہیں سر"...... لارڈ
ٹاسکی نے جواب دیا تو صدر نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

اب ان کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ ساتھ مسرت کے تا
بھی ابھر آئے تھے کیونکہ مستقبل میں پوری دنیا کی غذا کو ک
کرنے والے فارمولے کے ساتھ ساتھ ڈوم کے پاکیشیا
سروس کے مقابل آنے کی بات سن کر انہیں خاصا اطمینان
کیونکہ اس گروپ کے بارے میں انہیں پہلے بھی رپورٹیں ل
تھیں کہ یہ گروپ مسلم ممالک کے خلاف بڑے بڑے کار
سرانجام دے رہا ہے۔ عمران اگر ہلاک نہیں ہوا تو اس قدر
بہرحال ہو گیا ہے کہ وہ اس بار مشن میں حصہ نہ لے سکے گا ا
کے ساتھیوں کے لئے ڈوم کافی رہے گا“...... اس بار صدر
اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک فائل اٹھا کر ا
نے سامنے رکھ لی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک تہلکہ خیز یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ڈینجر گروپ چاؤ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

مارطانہ :- ایک ملک جس کی حکومت پاکیشیا کے ساتھ اپنی شرائط پر گیس معاہدے میں شامل ہونا چاہتی تھی مگر سرسلطان اس کے راستے میں بڑی رکاوٹ تھے۔

بلیک سٹار :- ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جس نے مارطانہ حکومت کی ایماء پر سرسلطان کو پاکیشیا سے اغوا کر لیا۔ پھر ——؟

مارطانہ :- جس کے حکام سمجھتے تھے کہ سرسلطان کی زندہ واپسی کی شرائط پر وہ حکومت پاکیشیا سے اپنی تمام شرائط منوا لینے میں کامیاب رہیں گے۔ کیا واقعی ——؟

سرسلطان کی واپسی کے لئے جب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے عمران کی سربراہی میں اپنے مشن کا آغاز کیا تو بلیک سٹار اور مارطانہ حکومت دونوں ہی بوکھلا گئے۔ کیوں؟

ڈینجر گروپ چاؤ :- ایک ایسا بین الاقوامی مجرم گروپ جس نے ایک جزیرے کے جنگل میں ایسا حفاظتی نظام قائم کیا ہوا تھا کہ جہاں کوئی مکھی بھی ان کی مرضی کے بغیر داخل نہ ہو سکتی تھی۔

نجر گروپ چاؤ :- جس کی تحویل میں سرسلطان کو اس لئے دے دیا گیا کہ سب کو یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ڈینجر گروپ چاؤ سے سرسلطان کو واپس حاصل نہیں کر سکتی۔ کیا واقعی ——؟

ہ لمحہ :- جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے سرسلطان کو فرش پر لٹا کر ان کے ٹکڑے کئے جانے لگے۔ پھر؟

وگی :- ڈینجر گروپ چاؤ کی ایک لڑکی جو سرسلطان کو اپنے والد کی جگہ سمجھتی تھی اور جس نے نہ صرف سرسلطان بلکہ پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جانیں بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔ کیوں اور کیسے ——؟

کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس سرسلطان کو زندہ واپس حاصل کر سکی یا؟

انتہائی دلچسپ واقعات، تیز رفتار ایکشن اور اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس اور ایک تہلکہ خیز یادگار ایڈونچر

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل

بلیو ہاکس

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

بلیو ہاکس — سپر پاور ایکریمیا کی ایسی اہم ترین لیبارٹری جسے نا
یقین حد تک خفیہ رکھا گیا تھا۔

بلیو ہاکس — جس کے بارے میں ایکریمیا کے اعلیٰ حکام بھی کچھ
جانتے تھے۔

بلیو ہاکس — جس کی سیکورٹی ایکریمیا کی طاقتور ترین ریڈ ایجنسی
ذمے تھی۔

بلیو ہاکس — جہاں پاکیشیا کے اغوا شدہ سائنسدان اور اس کے
کردہ آلے کو اس خیال سے پہنچا دیا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سر
کبھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گی۔

بلیو ہاکس — ایک ایسا مشن جس پر کام کرتے ہوئے قدم قدم پر
اور اس کے ساتھیوں کو موت سے جنگ لڑنا پڑی۔

وہاکس — جس کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ریڈ ایجنسی کے
کئی سیکشنز کے درمیان خوفناک ٹکراؤ ہوا۔ پھر ——؟

وہاکس — ایک ایسا مشن جس میں صالحہ اور تنویر نے اپنی بے پناہ
صلاحیتوں کا لوہا سب سے منوالیا۔ کیسے ——؟

وہاکس — جسے آخری لمحے میں عمران تباہ نہ کرنا چاہتا تھا لیکن جولیا
اور صالحہ نے عمران کے خلاف باقاعدہ جدوجہد کر کے اسے خود تباہ کر
دیا۔ کیوں اور کیسے ——؟

وہاکس — ایک ایسا مشن جس میں بلیک زیرو نے بھی عمران کی
کارکردگی کو کمزور قرار دے دیا اور عمران کو مجبوراً اس سے اتفاق کرنا
پڑا۔ عمران کی کیا کمزوری سامنے آئی تھی ——؟

انتہائی دلچسپ' ہنگامہ خیز' جسمانی فائٹس اور تیز رفتار ایکشن
سے بھرپور ایک ایسا ایڈونچر جو یادگار حیثیت کا حامل ہے

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد کارنامہ

مکمل

ای سٹی

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ای سٹی — ایکریمین ریاست جارجین میں واقع ایک ایسا شہر جو مکمل کمپیوٹر کنٹرول میں تھا۔ کیسے اور کیوں —؟

ای سٹی — جہاں ایکریمیا کی سب سے قیمتی دو لیبارٹریاں تھیں ا لیبارٹریوں کی حفاظت کے لئے ای سٹی قائم کیا گیا تھا۔

ای سٹی — جس کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور وہ تھا بھی ناقابل تسخ

— پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو اغوا کر کے ای سٹی پہنچا دیا گیا تاکہ سیکرٹ سروس ای سٹی میں داخل نہ ہو سکے۔

— پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ملک کے سائنس دان کو واپس لا لئے جب حرکت میں آئی تو وہ ای سٹی میں داخل ہونے کے لئے مارتی رہ گئی۔ کیوں —؟

— ای سٹی کی حفاظت کے لئے نہ صرف ای سٹی میں سیکورٹی زون موجود تھا بلکہ ایکریمیا کی ٹاپ بلیک ایجنسی کا سپر سیکشن بھی پہنچا دیا گیا۔ پھر؟

— پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلیک ایجنسی کے درمیان ہونے والا ہولناک ٹکراؤ۔ ایسا ٹکراؤ جہاں موت اور زندگی کی جنگ لڑی گئی۔

وہ لمحہ — جب عمران اپنی ذہانت سے نہ صرف ای سٹی میں اپنے ساتھیوں سمیت داخل ہو گیا بلکہ اس نے سیکورٹی زون پر بھی قبضہ کر لیا۔ کیسے؟

وہ لمحہ جب مشن کے عین آخری لمحات میں سیکرٹ سروس نے عمران کو مزید اپنا لیڈر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں اور عمران کا رد عمل کیا ہوا۔

انتہائی حیرت انگیز واقعات، دلچسپ اور منفرد انداز کا کارنامہ

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob0333-6106573

عمران سیریز میں سارج ایجنسی کے بعد ایک اور دلچسپ، منفرد اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل ناول

سارج ہیڈ کوارٹر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

!!!! سارج ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر حتمی طور پر نا قابل تسخیر تھا۔ لیکن ——؟

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جو ایک ویران پہاڑی علاقے میں زیر زمین بنایا گیا تھا اور اس سارے پہاڑی راستے پر جدید ترین حفاظتی آلات نصب کر دیئے گئے تھے۔

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جس میں داخلے کے تمام راستے سیلڈ کر دیئے گئے۔ پھر —؟

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جس میں داخل ہونے کے لئے عمران نے ایک نا قابل یقین راستہ ڈھونڈ نکالا لیکن یہ راستہ یقینی موت کی طرف بھی جاتا تھا۔ پھر ——؟

!!!! سارج ہیڈ کوارٹر جس میں داخلے کے بعد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ہر طرف سے قیامت ٹوٹ پڑی۔ کیوں؟ کیا سارج ہیڈ کوارٹر تباہ ہو سکا۔ یا-؟

!!!! وہ لمحہ جب عمران مشین گن کی گولیوں کی زد میں آ کر موت کے پنجوں میں اس طرح جکڑا گیا کہ اس کی واپسی تقریباً ناممکن ہو کر رہ گئی۔

!!!! وہ لمحہ جب عمران کا آپریشن سارج ہیڈ کوارٹر میں ہی کیا گیا۔ کس نے اور کیسے؟ وہ لمحہ جب تنویر نے اپنا خون دے کر عمران کی زندگی بچالی۔ کیا واقعی عمران بچ گیا؟

!!!! انتہائی دلچسپ، ہنگامہ خیز ایکشن اور سسپنس سے بھرپور یادگار ایڈونچر !!!!

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز

اوقاف بلڈنگ

پاک گیٹ

ملتان

Ph 061-4018666

Mob 0333-6106573

عمران سیریز

گرین گارڈ

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

ناشر ------- مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ------ محمد ارسلان قریشی
تزئین ------- محمد علی قریشی
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ''گرین گارڈ'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بین الاقوامی مجرم یہودی تنظیم جس نے پوری دنیا پر آکٹوپس کی طرح پنجے پھیلائے ہوئے تھے اور جس نے عمران پر خوفناک قاتلانہ حملہ کر کے اسے کام کرنے سے روک دیا تھا اور جس کے انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل کئی سیکشنز انتہائی جدید ترین اسلحے کے عام استعمال کے عادی تھے اور جس جزیرے پر پاکیشیائی سائنس دان کو پہنچا دیا گیا تھا اور جہاں فارمولے پر کام کیا جا رہا تھا اسے قطعی طور پر ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔

اسرائیل کے صدر بھی مطمئن تھے کہ گرین گارڈ کو کسی صورت تسخیر نہیں کیا جا سکتا لیکن عمران کی جگہ اس کے شاگرد ٹائیگر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم جولیا کی لیڈر شپ میں جب گرین گارڈ کے مقابل میدان میں اتری تو ٹائیگر کی حیرت انگیز اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی انتہائی تیز رفتار کارکردگی نے گرین گارڈ اور اس کے تربیت یافتہ ایجنٹوں اور ناقابل تسخیر لیبارٹری کے خلاف جس انداز کی جدوجہد کی اور جس طرح وہ اپنی جانوں پر کھیل کر انتہائی نامساعد حالات میں بھی آگے بڑھتے رہے اس نے گرین گارڈ کے

سپر چیف اور اسرائیل کے صدر دونوں کو انگشت بدنداں کر دیا
خاص طور پر ٹائیگر کی حیرت انگیز کارکردگی نے نہ صرف یہو
ایجنٹس بلکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی ششدر کر دیا تھا۔
اس حصے میں ٹائیگر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی ا
عروج پر پہنچ رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آ
کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے بذریعہ خطوط یا
میلو ضرور مطلع کریں۔ آپ کی آراء میرے لئے واقعی راہنمائی
باعث بنتی ہیں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

ٹائیگر کے ذہن میں چھائی ہوئی تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں
بدیل ہونا شروع ہو گئی اور جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے
ونک کر اپنے آپ کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے
بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ اس وقت ایک درمیانے
سائز کے کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کے دونوں
بازو اوپر کر کے دیوار میں موجود آہنی کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے
اور چونکہ بے ہوشی کے دوران وہ اپنے بازوؤں کے بل لٹکا رہا تھا
اس لئے اس کے بازوؤں میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں لیکن
اب ہوش میں آنے کے بعد چونکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا
اس لئے اب آہستہ آہستہ اس کے بازوؤں میں دوڑنے والی درد کی
تیز لہریں ختم ہوتی جا رہی تھیں۔
ٹائیگر کو بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر یاد تھا۔ وہ کوٹھی میں

داخل ہو گیا تھا اور یہاں برآمدے کے باہر سیڑھیوں کے قریب چا
مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے اس نے دیکھے تھے۔ اسی طر
پھاٹک کے پاس بھی دو مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے اسے نظ
آئے تھے اور پھر وہ اندرونی طرف راہداری میں چل رہا تھا تا
برائیڈ کو چیک کر سکے کہ چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور ا
کے ساتھ ہی ٹائیگر بے ہوش ہو گیا تھا اور اب اسے یہاں ا
کمرے میں اس حالت میں ہوش آیا تھا۔

کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے کلائیوں م
موجود کڑوں کو کھولنے کے لئے اپنی انگلیوں کو حرکت دی کیونکہ ا
معلوم تھا کہ ایسے کڑوں کے بٹن کہاں رکھے جاتے ہیں۔ اس
ایسے کڑوں کو کھولنے کی باقاعدہ عملی مشقیں کی ہوئی تھیں کیون
انگلیوں کو کڑوں تک لے جانا اور پھر ان کی مدد سے بٹن تلاش
کے اسے پریس کر کے کڑے کھولنا عام حالات میں پھنسے ہو
آدمیوں کے لئے ممکن نہیں ہوتا لیکن مسلسل مشق کی بناء پر وہ ا
آسانی سے یہ کڑے کھول لیا کرتا تھا اور یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔
عام سے کڑے تھے۔ جلد ہی ٹائیگر نے ان کے بٹن ٹریس کر
لیکن جب اس نے ان بٹنوں کو پریس کرنے کی کوشش کی تو ا
محسوس ہوا کہ بٹنوں کو جام کر دیا گیا ہے تو اس کے ذہن
دھماکہ سا ہوا کیونکہ ایسی صورت میں وہ انہیں کسی صورت بھی
کھول سکتا تھا۔ یہ خصوصی تکنیک تھی جسے یہاں استعمال کیا گیا

لین اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا اور
ں کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ عمران نے ایک بار ان جام
دہ کڑوں کو کھولنے کی اسے خصوصی ترکیب بتائی تھی۔

چنانچہ اس کی انگلیاں ایک بار پھر کڑوں پر پھسلنے لگیں۔ اسے یاد
گیا تھا کہ عمران نے اسے بتایا تھا کہ ایسے کڑوں میں ڈبل بٹن
وتے ہیں۔ ایک بٹن کو پریس کیا جائے تو کڑا کھلنے کی بجائے اس
کے بٹن حرکت میں آ جاتے ہیں اور پھر اس دوسرے بٹن کو پریس
رتے ہی کڑے کھل جاتے ہیں اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ
وسرے بٹن کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے دونوں
ڑوں کے بٹنوں کو پریس کیا اور پھر دوبارہ اپنی انگلیاں پہلے والے
ٹنوں کو تلاش کرنے پر لگا دیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بٹن ٹریس
ر کے انہیں پریس کرتا اور کڑے کھول کر اپنے آپ کو آزاد کراتا
کمرے کا سامنے والا اکلوتا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس
کے ساتھ ہی دو آدمی دو کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"ارے۔ تمہیں ہوش آ گیا"...... ان میں سے ایک آدمی نے
یرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب
دیتا ان دونوں نے کرسیاں اس کے سامنے رکھیں اور پھر تیزی سے
مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے عقب میں دروازہ بند ہو
گیا۔ ٹائیگر نے ایک بار پھر انگلیوں کو حرکت دینا شروع کر دی اور
پھر چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں بٹنوں پر جم گئیں۔ اس نے ایک

بار پھر بٹن پریس کئے لیکن وہ پہلے کی طرح بدستور جام تھے ا
ٹائیگر یہ محسوس کر کے چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر انگلیوں ا
مدد سے بٹنوں کو پریس کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ بٹ
بدستور اپنی جگہ پر سختی سے جام تھے۔ اسی لمحے دروازہ ایک بار ا
پہلے کی طرح دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا اور ٹائ
اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ برائیڈ ہے جس کی تلاش میں وہ گ
میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا اور ا
دونوں کے پیچھے وہی دو آدمی تھے جو کرسیاں اندر رکھ کر گئے تھے
اب ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ برائیڈ اور وہ اد
عمر آدمی ٹائیگر کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ دونوں مسلح اف
ان کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

''جارج۔ اس کے کپڑے چیک کرو۔ اسے شاید کافی دیر پ
سے ہوش آیا ہوا ہے اور یہ لوگ خاصے تربیت یافتہ ہوتے ہیں''
برائیڈ نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ یہ کپڑے میں نے خصوصی طور
تیار کرائے ہوئے ہیں۔ یہ ساری عمر بھی کوشش کرتا رہے پھر ب
انہیں نہیں کھول سکتا جبکہ میں یا میرا آدمی ایک لمحے میں انہیں کھ
سکتا ہے''...... جارج نے بڑے فاتحانہ انداز میں کہا۔

''تم چیک تو کرو''...... برائیڈ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... اس بار جارج نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز ق

اٹھاتا عین ٹائیگر کے سامنے آ کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ
اٹھائے اور اپنی انگلیوں کی مدد سے کڑوں کو چیک کرنا شروع کر
دیا۔ ایک بار تو ٹائیگر کا دل چاہا کہ ٹانگوں کی مدد سے اسے برائیڈ پر
اچھال دے لیکن پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا کیونکہ دو مشین
گن بردار یہاں موجود تھے اور پھر برائیڈ کی جیب میں بھی مشین
پسٹل ہو سکتا تھا اور اس کے دونوں بازو جس طرح جکڑے ہوئے
تھے وہ آسانی سے ہٹ ہو سکتا تھا اس لئے ٹائیگر نے اپنے آپ پر
جبر کیا اور خاموش کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد جارج پیچھے ہٹ گیا اور پھر
مڑ کر کرسی کی طرف بڑھنے لگا۔

''ٹھیک ہیں کڑے''...... برائیڈ نے پوچھا۔

''یس چیف۔ ویسے اس نے انہیں کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن
فور جمپ کی خصوصی ترکیب کی وجہ سے یہ ساری عمر بھی کوشش کرتا
رہے تو انہیں نہیں کھول سکتا''...... جارج نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا
تو ٹائیگر کے کانوں میں جیسے ہی فور جمپ کی ترکیب کے الفاظ
پڑے اس کے جسم میں مسرت کی لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ اس جارج
نے واقعی حماقت کی تھی۔ اس نے اس خصوصی ترکیب کا نام لے دیا
تھا۔ ٹائیگر کو اس کے بارے میں معلوم تھا اور اب اسے سمجھ آ گئی
تھی کہ باوجود دوسرا بٹن پریس کرنے کے پہلا جام بٹن کیوں پریس
نہیں ہوا تھا۔ فور جمپ ترکیب شاذ و نادر ہی استعمال کی جاتی تھی
کیونکہ اکثر اس کے خراب ہونے کا خدشہ رہتا تھا اس لئے ضرورت

کے وقت بعض اوقات کڑے کھلتے ہی نہیں تھے۔ پھر بٹن کو پر
کرنے کے بعد پہلے بٹن کو اوپر سے نیچے پریس کرنے کی بجا
اندر کی طرف سے باہر طرف دبانا ہوتا ہے جسے جمپ کہا جاتا
اور جب چار مرتبہ ایسا کر لیا جائے تو پھر جام بٹن پریس ہو جاتا
اور اس کے بعد کڑا آسانی سے کھل جاتا ہے اور ٹائیگر نے فورا
دونوں بٹنوں کے الٹی طرف انگلیاں رکھ دیں اور انہیں پوری قو
سے باہر کی طرف دبانا شروع کر دیا۔

”تمہارا نام ٹائیگر ہے اور تمہارا استاد عمران ہے۔ تم نے ع
پر حملے کے انتقام میں سی گروپ تھری کو ہلاک کیا اور پھر ڈی
کلب میں جا کر تم نے مارٹن اور کاشو کو ہلاک کیا اور اب تم یہاں
میری کوٹھی میں داخل ہوئے۔ ظاہر ہے تمہارا ارادہ مجھے بھی ہلاک
کرنے کا تھا“...... برائیڈ نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی میں نے دانستہ
مارٹن اور اس گروپ کو ہلاک کیا ہے۔ میں نے اس گروپ سے
صرف یہ پوچھنے کی کوشش کی تھی کہ انہیں عمران صاحب پر حملے
حکم کس نے دیا تھا۔ مارٹن نے یا برائیڈ نے براہ راست۔ لیکن
الٹا مجھے اکیلا سمجھ کر اکڑ گئے اور نتیجے میں چاروں میرے ہاتھو
ہلاک ہو گئے۔ البتہ میں نے ان سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ یہ ح
مارٹن نے دیا تھا۔ مارٹن میرا دوست تھا۔ میں اس کے آفس گیا
میں نے اس سے پوچھا کہ اسے یہ حکم کس نے دیا تھا لیکن اس.

تا مجھ پر ریز فائر کر کے مجھے بے حس کر دیا اور پھر عقبی کمرے میں
اڈز میں جکڑ کر اس کاشو کو خوفناک کوڑے سمیت بلا لیا۔ وہ کوڑے
سے میری کھال ادھیڑنا چاہتا تھا اور میرے جسم کا ایک ایک ریشہ
علیحدہ کرنا چاہتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ کاشو اور مارٹن دونوں مارے گئے۔
البتہ مارٹن نے مرنے سے پہلے یہ بتا دیا کہ اسے یہ حکم تم نے دیا تھا
تو میں یہاں آ گیا۔ میرا مقصد تم سے صرف اتنا پوچھنا تھا کہ تمہیں
یہ ٹاسک کس نے دیا تھا“...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم یہ سب مجھ سے کلب میں بھی مل کر پوچھ سکتے تھے۔ تم نے
کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر تم اندر آ
گئے۔ یہ تو جارج نے تمہیں بے ہوش کر دیا اور پھر یہاں لا کر جکڑ
دیا ورنہ تم نے تو ہمارا تمام حفاظتی نظام یکسر فیل کر دیا تھا۔ تم مجھے یہ
بتاؤ کہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ تمہارے استاد علی عمران پر حملہ ہم
نے کرایا ہے“...... برائیڈ نے جواب میں باقاعدہ سوال کرتے
ہوئے کہا۔

”یہ کون سی بڑی بات ہے۔ جس کار سے عمران صاحب کی کار
میں بم پھینکا گیا اسے میں نے ٹریس کر لیا۔ پھر اس کار کا ڈرائیور
ریزے سامنے آیا۔ اس کے بعد معاملات آگے بڑھتے چلے
گئے“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ اس دوران ٹائیگر
اپنی کلائیوں میں موجود کڑوں کے بٹن کھولنے کے قریب پہنچ چکا

تھا۔ اس نے بٹنوں کو عقبی طرف سے چار بار جھٹکے سے پریس کیا اور پھر پانچویں بار اس کی انگلیوں نے بٹنوں کو اوپر سے نیچے پریس کیا تو انہوں نے ہلکی سی حرکت کی اور ٹائیگر کے دل میں اطمینان کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

''تم انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے تمہاری موت ضروری ہے''...... برائیڈ نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی ساتھ والی کرسی پر موجود جارج بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''مشین گن مجھے دو ڈوڈی''...... برائیڈ نے گردن موڑ کر عقبی طرف کھڑے ایک آدمی سے کہا تو اس آدمی نے مؤدبانہ انداز میں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن آگے بڑھا دی لیکن اسی لمحے ٹائیگر نے بٹنوں کو پوری قوت سے پریس کر دیا تو کٹک کی آواز کے ساتھ ہی کڑے درمیان سے کھلے اور ٹائیگر کے دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی کڑوں کے ساتھ منسلک زنجیریں کڑوں سمیت زور دار چھناکوں سے دیوار سے جا ٹکرائیں اور ان آوازوں نے جیسے دھماکے کا کام کیا۔ برائیڈ سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے اور اس اچھلنے میں ان کا جو وقت ضائع ہوا وہی ان کے لئے بدقسمتی کا باعث بن گیا۔ ٹائیگر کڑوں سے آزاد ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور جب تک کڑے اور زنجیریں دیوار سے چھناکوں سے ٹکراتیں ٹائیگر آگے بڑھ کر اس مشین گن پر ہاتھ ڈال چکا تھا جو برائیڈ نے ڈوڈی سے لی تھی تاکہ ٹائیگر پر فائر کھول سکے۔

اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے اچھل کر برائیڈ کے پیٹ پر لات ماری اور برائیڈ چیختا ہوا الٹ کر کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت نیچے جا گرا۔ ٹائیگر نے سائیڈ پر موجود جارج کے جبڑے پر مشین گن کا دستہ مار دیا اور جارج بھی چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور ڈوڈی اور اس کے ساتھی کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ دوسرا آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔ اسے شاید سمجھ ہی نہ آ رہی تھی کہ یہ سب اچانک کیا ہو رہا ہے ورنہ وہ ٹائیگر کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے گھوما اور ڈوڈی اور اس کے ساتھی کے ساتھ ہی اٹھتا ہوا جارج بھی فائرنگ کی زد میں آ گیا اور چیختا ہوا نیچے جا گرا جبکہ برائیڈ نے اچھل کر ٹائیگر پر بڑے ماہرانہ انداز میں حملہ کر دیا لیکن ٹائیگر تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی لات تیزی سے گھومی اور حملہ کر کے فضا میں گھومتا ہوا برائیڈ لات کی زور دار ضرب کھا کر کسی فٹ بال کی طرح سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ سی نکلی اور پھر دیوار سے ٹکرا کر وہ اس طرح پہلو کے بل زمین پر گرا جیسے چھت سے کوئی چھپکلی اچانک ایک چھپاکے سے فرش پر آ گرتی ہے۔ اس نے اٹھنے کے لئے دونوں ٹانگیں سمیٹیں لیکن پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر ساکت ہو گیا۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو اندر سے

لاک کر دیا تاکہ اچانک کوئی آ نہ جائے اور پھر آگے بڑھ کر
نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے برائیڈ کو جھک کر اٹھا
کاندھے پر ڈال کر وہ اس دیوار کی طرف بڑھا جس کے
کڑے اور زنجیریں موجود تھیں۔ اس نے برائیڈ کے دونوں
ایک ایک کر کے کڑوں میں جکڑے اور پھر اسے دیوار کے سا
کر خود پیچھے ہٹ گیا۔ اب برائیڈ کا جسم دونوں کڑوں سے منسل
زنجیروں کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ ٹائیگر نے کڑوں کو چیک کیا اور
تیزی سے مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس ن
لاک ہٹایا اور دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی
راہداری تھی جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ تیز
قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس
وہاں موجود چار افراد کو چیک کر لیا۔ وہ ایک کمرے میں بیٹھے کار
کھیلنے میں مصروف تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پکنک پر آ
ہوئے ہوں۔

ٹائیگر نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا اور دوسرے ل
آگے بڑھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں
ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور ک
دیر تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ ٹائیگر اور آگے بڑھا لیکن پو
کوٹھی میں کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا
سرر کی آوازوں کے ساتھ ہی سائیڈ کی ایک دیوار درمیان سے پ

رسائیڈوں میں ہو گئی تو ٹائیگر اچھل کر ایک سائیڈ پر ہوا اور ایک
ماری کی سائیڈ میں ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک آدمی باہر آیا۔ اس
ے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ اسی
رواز ے کی طرف بڑھ گیا جو دوسرے کمرے کا تھا اور اس میں
پاروں افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی اس کی پشت ٹائیگر
کی طرف ہوئی ٹائیگر نے دبے قدموں آگے بڑھ کر مشین گن کا
ستہ اس کے سر پر عقب میں مار دیا اور وہ آدمی ہلکی سی چیخ مار کر
منہ کے بل اوندھا فرش پر گرا ہی تھا کہ ٹائیگر کی لات گھومی اور
دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر پڑنے والی ضرب کے بعد اس کے جسم
نے یکے بعد دیگرے دو جھٹکے کھائے اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔

ٹائیگر نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر مطمئن انداز
میں ہاتھ اٹھایا اور تیزی سے اس کھلی ہوئی دیوار کو کراس کر کے
دوسری طرف گیا تو یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر ایک بند
دروازے پر ختم ہو رہی تھی۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب
جل رہا تھا۔ کمرہ شاید ساؤنڈ پروف تھا کہ دوسری طرف سے کسی قسم
کی کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے مشین گن کی نال
دروازے کے درمیان میں موجود لاک کے سوراخ پر رکھی اور پھر
زور دے کر ٹریگر دبا دیا۔ اس کے بازو سمیت پورے جسم کو زور دار
جھٹکے لگے لیکن دروازے کے اوپر موجود سرخ بلب بجھ گیا اور اس
کے ساتھ ہی دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا

تو یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں کافی ساری دیوہیکل مشین
دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی تھیں جبکہ چار مشینوں کے سامنے آ
موجود تھے جو سٹولوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور بیٹھے بیٹھے گردنیں
کر دروازے کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر کو اندر آتے دیکھ کر وہ یکلخت اچھل کر سٹو
سے نیچے اترے ہی تھے کہ ٹائیگر نے ٹریگر دبا دیا اور اس کے سا
ہی کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا
وہ چاروں افراد نیچے گر کر چند لمحے تڑپے اور پھر ساکت ہو گئے۔
ایک طرف شفاف شیشوں والا کمرہ تھا لیکن یہ کمرہ خالی ا
ٹائیگر نے ایک نظر مشینوں کی طرف دیکھا اور پھر اس نے مشین
کا رخ مشینری کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تھوڑی دیر بعد
ساری مشینوں کو مکمل طور پر تباہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی
واپس پلٹا اور پھر جب وہ وہاں پہنچا جہاں اس نے اچانک آ
والے آدمی کو بے ہوش کیا تھا تو وہاں وہ آدمی ابھی تک بے ہ
پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اسے اٹھا کر کاندھوں پر ڈالا اور اسے لے
اس کمرے میں آ گیا جہاں برائیڈ زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود ا
اس کی گردن اور جسم دونوں ڈھلکے ہوئے تھے۔ دیوار پر چار افرا
کڑوں میں جکڑنے کی گنجائش موجود تھی اس لئے ٹائیگر نے
دوسرے بے ہوش آدمی کو بھی برائیڈ کے ساتھ دوسرے کڑوں
جکڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھ

ے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار
ودار ہونے شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ
ر کرسی پر بیٹھ گیا۔ مشین گن جو اس نے کاندھے سے لٹکا رکھی تھی
ار کر اپنے سامنے رکھ لی۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ۔ یہ۔ تم کون ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ چیف باس
ں حالت میں۔ اوہ۔ اوہ۔ باس جارج کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔
۔ یہ سب کیا ہے“...... اچانک ایک چیختی ہوئی آواز کمرے میں
ونج اٹھی۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... ٹائیگر نے اس آدمی سے پوچھا جسے وہ
ٹھا کر لایا تھا اور جو اب ہوش میں آ چکا تھا۔

”م۔ مم۔ میرا نام جیگر ہے۔ مگر۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ تم کون
ہو۔ یہ چیف باس کو تم نے کیوں جکڑ رکھا ہے۔ کیوں۔ یہ کیسے ہو
سکتا ہے“...... جیگر نے پہلے سے بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں
ندرے چیخ کر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تمہیں زندہ رکھ کر میں نے غلطی کی ہے“۔
ٹائیگر نے سامنے رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر اس کا رخ جیگر کی
طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جیگر کا جسم بے اختیار
کانپنے لگ گیا۔

”م۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ تم جو کہو گے میں وہ کروں گا۔ مجھے
مت مارو۔ پلیز“...... جیگر نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو

ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ مشینری کا آپریٹر ہے۔ اس کا تعلق فیلڈ سے
ہے۔

"تم کیوں ادھر آ رہے تھے۔ بولو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ میں باس جارج سے ملنے آ رہا تھا۔ باس جارج
چیف کے پاس تھا۔ میں نے اس سے ایک مشین میں پیدا ہو
والی خرابی کے بارے میں بات کرنی تھی"...... جیگر نے جواب دیا۔

"یہ ساری مشینری کس لئے یہاں موجود ہے۔ کیا ہوتا ہے اس
پر"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"چیف باس کی کوٹھی کی خفیہ نگرانی کی جاتی ہے۔ اس کا علم
میں رہنے والوں کو بھی نہیں ہے۔ یہ ساتھ والی کوٹھی بھی چیف
ملکیت ہے۔ اس کا تہہ خانہ ہے جہاں یہ مشینری نصب ہے"...... جیگر
نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ساری صورت حال سمجھ گیا
اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جارج کے اس خفیہ سیٹ اپ کی
سے ہی اسے چیک بھی کیا گیا اور بے ہوش کر کے زنجیروں
جکڑا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا۔ اس نے مشین گن کاندھے
سے لٹکائی اور آگے بڑھ کر اس نے بے ہوش برائیڈ کا ناک اور
دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب برائیڈ کے
میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہا
ہٹائے اور واپس آ کر ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔
مشین گن اس نے کاندھے سے اتار کر گود میں رکھ لی تھی

جیگر خاموش کھڑا یہ سب ہوتے دیکھ رہا تھا لیکن اس کا چہرہ موت
کے خوف سے زرد پڑا ہوا تھا اس لئے شاید وہ خاموش تھا۔ چند
لمحوں بعد برائیڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ اس کے ساتھ
ہی اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت تن کر سیدھا
کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے لاشعوری انداز میں اپنے دونوں بازوؤں
کو جھٹکا دے کر آزاد کرانے کی کوشش کی لیکن اس جھٹکے کے ساتھ
ہی جیسے اس کا ذہن صورت حال کو سمجھ گیا تھا۔ اس نے ایک بار
گردن موڑ کر ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑے ہوئے جیگر کو دیکھا اور
پھر سامنے پڑی جارج اور اپنے دو ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس
کے چہرے کے خدوخال بگڑنے لگ گئے تھے۔

"تم۔ تم۔ ان زنجیروں سے کیسے آزاد ہو گئے۔ کیا تم جادوگر
ہو۔ مافوق الفطرت ہو۔ جارج نے تو کڑے چیک کئے تھے۔ وہ تو
کسی صورت نہ کھل سکتے تھے اور یہ کون ہے۔ یہ کہاں سے آیا
ہے۔ اسے تو میں جانتا ہی نہیں"...... برائیڈ نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔ آخر میں اس نے جیگر کی طرف سر کا اشارہ کرتے ہوئے
بات کی تھی۔

"یہ جارج کا نائب ہے اور تہہ خانے میں جو مشینری ہے وہاں
یہ کام کرتا ہے اور اس کو یہاں موجود دیکھ کر تمہیں سمجھ جانا چاہئے کہ
جارج سمیت اس کا پورا عملہ ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سوائے اس جیگر
کے کیونکہ اس سے میں نے پوچھ گچھ کرنی تھی اور اس کوٹھی اور ملحقہ

کوٹھی میں تمہارے جتنے بھی افراد موجود تھے ان سب کا خاتمہ ہو چکا
ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تہہ خانے میں تمام مشینری تباہ کر دی گئی
ہے۔ اس وقت دونوں کوٹھیوں میں صرف تم اور جیگر زندہ موجود ہو۔
جہاں تک کڑے کھولنے کا تعلق ہے تو ہمیں اس کی باقاعدہ ٹریننگ
دی جاتی ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ جارج نے یہ کڑے عام روٹین
سے ہٹ کر تیار کرائے تھے اور یہ واقعی مجھ سے نہ کھل رہے تھے
لیکن جب تم نے جارج کو کڑے چیک کرنے کے لئے بھیجا تو
جارج کے منہ سے نکل گیا کہ یہ کڑے فور جمپ تکنیک پر بنائے
گئے ہیں اور اس کے یہ الفاظ سنتے ہی میرے لئے کڑے کھولنا
مشکل نہ رہا اور تم نے دیکھ لیا کہ میں اب آزاد تمہارے سامنے بیٹھا
ہوا ہوں''...... ٹائیگر نے پوری تفصیل سے ساری بات دوہراتے
ہوئے کہا۔

''تم۔ تم نے وہ کچھ کر دیا جو میں نے کبھی خواب میں نہ سوچا
تھا۔ بہرحال اب تم کیا چاہتے ہو''...... برائیڈ نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

''وہی بات کہ تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے کس کے کہنے پر عمران
صاحب پر حملہ کرایا تھا اور یہ سن لو کہ میں سچ سنوں گا۔ غلط بیانی
نہیں کیونکہ مارٹن مجھے پہلے ہی بتا چکا ہے اور میں اسے کنفرم کرانا
چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ تم بے شک مجھے گولی مار دو۔

میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے کہ ہم
پارٹی کے بارے میں بتائیں''...... برائیڈ نے بڑے مضبوط لہجے میں
کہا۔

''تم نے کبھی موت کو اپنے قریب آتے دیکھا ہے۔ اگر نہیں
دیکھا تو اب دیکھو''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے گود میں رکھی
ہوئی مشین گن اٹھائی اور اس کا رخ برائیڈ کی طرف کر کے اس نے
ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔ برائیڈ کا چہرہ تیزی سے رنگ بدلنے لگ گیا۔
اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

''مار دو۔ بے شک مار دو۔ میں نہیں بتاؤں گا''...... یکلخت
برائیڈ نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا تو ٹائیگر نے مشین گن کا
رخ پھیرا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ گولیاں
جیگر کے جسم پر بارش کی طرح پڑیں اور جیگر کے منہ سے ایک چیخ
نکلی اور پھر وہ پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ کچھ دیر
تک پھڑکنے کے بعد اس کی لاش اسی طرح کڑوں میں جکڑی ہوئی
لٹکنے لگ گئی۔ خون اس کے جسم سے فواروں کی طرح نکلنے لگا تھا
جس سے فرش خون سے بھر گیا۔

''دیکھا تم نے موت کیسی ہوتی ہے۔ اب بولو۔ یہ بھی سن لو کہ
میں نے تم سے کوئی انتقام نہیں لینا کیونکہ تم نے عملی طور پر عمران
صاحب پر حملہ نہیں کیا۔ جنہوں نے حملہ کیا تھا اور جس نے اس حملے
کا حکم دیا تھا وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے تم سچ بول کر اپنی

جان بچا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا تم واقعی مجھے ہلاک نہیں کرو گے۔ کیا تم حلف دے
ہو''...... برائیڈ نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے اسے اپنی بات پر خو
بھی یقین نہ آ رہا ہو۔

''جو میں کہہ رہا ہوں وہی حلف ہے ورنہ مجھے یہ سب کچھ کہ
کی کیا ضرورت ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر سنو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ ناراک م
ایک پرائیویٹ ایجنسی کا چیف جیکسن ہے۔ اس نے مجھے یہ ٹاسک
دیا تھا۔ میں نے پہلے عمران پر حملے سے انکار کر دیا تھا لیکن ا
جب اس نے یقین دلایا کہ مجھ پر کوئی حرف نہیں آئے گا تو م
نے ٹاسک لے لیا اور مارٹن کو کہہ دیا کہ وہ اس پر عمل درآ
کرائے۔ اس نے سی گروپ تھری کو ٹاسک دے دیا اور عمران
حملہ ہو گیا''...... برائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اصل آدمی یا تنظیم بتاؤ۔ کسی پرائیویٹ ایجنسی کو ضرورت
نہیں ہوتی اور وہ اس طرح کا کام دوسروں سے نہیں کرایا کرتی۔ ا
ڈمی پارٹی ہوتی ہے اور اصل پارٹی اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ ا
کے بارے میں بتاؤ کیونکہ مجھے تم جیسوں کی فطرت سے واقفی
ہے۔ تم کوئی کام ہاتھ میں لینے سے پہلے اصل پارٹی کے بار
میں ضرور معلومات حاصل کرتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے نا''...... برائیڈ نے کہا۔

''میں بار بار اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں''...... ٹائیگر
نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر سن لو۔ میں تمہیں اصل بات بتاتا ہوں۔ وہ بات
ذاس جیکسن کو بھی معلوم نہیں ہے۔ تم نے درست کہا کہ ہم اتنا بڑا
ام ہاتھ میں لینے کے بعد اس کے پیچھے چھپی ہوئی اصل پارٹی کو
رور ٹریس کرتے ہیں اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان
کے مطابق اصل پارٹی گرین گارڈ ہے۔ اس کا ایک آفس ولنگٹن میں
ہے جس کا انچارج ہاورڈ نامی آدمی ہے۔ ہاورڈ نے جیکسن کے
ریعے یہ کام مجھے دیا اور یہ بھی بتا دوں کہ ہاورڈ گرین گارڈ کا ایک
ام سا چیف ہے۔ گرین گارڈ انتہائی خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے۔
ب میرے سامنے گرین گارڈ کا نام آیا تو میں چونک پڑا کیونکہ
ں نے پہلے ہی ولنگٹن میں رہتے ہوئے اس تنظیم کا نام سنا تھا اور
جھے بتایا گیا تھا کہ یہ تنظیم یہودیوں کی ہے اور ان کا منصوبہ پوری
نیا میں یہودی سلطنت قائم کرنا ہے۔ میں نے جب مزید معلومات
اصل کیں تو مجھے پتہ چل گیا کہ اس کا ہیڈکوارٹر یورپ کے ایک
لک ڈان مارک کے شمالی ساحل سے تھوڑا ہٹ کر ایک بڑے جزیرہ
یون میں ہے۔ یہ پورا جزیرہ کسی لارڈ ٹاسکی نے حکومت ڈان
ارک سے خرید لیا ہے۔ اب اس پورے جزیرے پر اس لارڈ کے
دمی قابض ہیں اور کسی کو چاہے وہ ایکریمیا کا صدر ہی کیوں نہ ہو
ہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ میرا ایک دوست اس جزیرے پر

دو سال گزار چکا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہاں چار بڑی بڑ
لیبارٹریاں ہیں جن میں دن رات سائنس دان کام کرتے رہ
ہیں۔ وہ وہاں ایسے آلات تیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن
یہودی پوری دنیا پر چھا سکیں۔ وہاں ایک بڑا ہسپتال ہے جہا
یہودی ڈاکٹر کام کرتے ہیں اور پوری دنیا میں جتنے بھی مالدار
بااثر یہودی ہیں ان کا اور ان کے بچوں کا علاج وہاں کیا جاتا۔
تاکہ یہودیوں کی تعداد کم نہ ہو کیونکہ کہا جاتا ہے کہ دیگر مذہب
افراد کسی طور پر یہودی نہیں بن سکتے اس لئے یہودیوں کی تعداد
بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہسپتال اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ یہودیو
کا علاج اعلیٰ ترین سطح پر کیا جا سکے۔ اس جزیرے پر لارڈ کی پرائیو
فورس موجود رہتی ہے۔ وہاں موجود ہر آدمی کے کوائف کمپیوٹر م
فیڈ ہوتے ہیں اور کوئی باہر کا آدمی کسی بھی صورت اس جزیرے
نہیں پہنچ سکتا اور اگر کوئی جانے کی کوشش کرے تو اسے فوراً ہلاک
کر دیا جاتا ہے۔ وہاں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی نصب ہیں ا
لئے کوئی ہیلی کاپٹر اگر وہاں لینڈ کرنا چاہے تو اسے فضا میں ہی ت
کر دیا جاتا ہے''...... برائیڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا وہ جب
بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا ہی چلا گیا۔ ٹائیگر کے لئے یہ کوئی حیر
کی بات نہ تھی کیونکہ اسے ایسے بدمعاشوں کی فطرت کا بخوبی انداز
تھا۔ یہ لوگ اگر اڑ جائیں تو پھر اپنی جان بھی دینے سے دریغ نہ
کرتے اور اگر ایک بار بتانے پر آ جائیں تو پھر وہ خود ہی سب ک

فیر پوچھے بتا دیتے ہیں اور برائیڈ کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ وہ
ونکہ اپنے آپ کو بڑا بدمعاش سمجھتا تھا اس لئے اس نے پہلے
لڑنے کی کوشش کی لیکن پھر ساتھ ہی جکڑے ہوئے جیگر کی اپنے
سامنے ہونی والی موت دیکھ کر وہ دل چھوڑ گیا اور صرف ٹائیگر کے
کہنے پر جب اسے زندہ رہنے کی امید بندھی تو اس نے وہ کچھ بتا
دیا جو شاید ٹائیگر کے ذہن میں بھی نہ تھا۔

''اور کچھ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اتنا کچھ تو بتا دیا اور کیا بتاؤں۔ اب مجھے چھوڑ دو اور تم یہاں
سے چلے جاؤ۔ میں تمہیں بھول جاؤں گا''...... برائیڈ نے کہا۔

''سوری برائیڈ۔ میں تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں۔ تم نے میرے
استاد پر قاتلانہ حملہ کرایا۔ تم جیسے لوگوں کو زندہ چھوڑنا اپنے آپ
کے ساتھ ظلم ہے''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم نے وعدہ کیا تھا''...... برائیڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے
میں کہا۔

''میں نے تمہیں آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا اور یہ وعدہ میں
ضرور پورا کروں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو برائیڈ کا زرد پڑا ہوا چہرہ
یکلخت چمک اٹھا لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے
ساتھ ہی اس کا چہرہ پتھرا سا گیا لیکن جیسے ہی ریٹ ریٹ کی
آوازیں رکیں اس کے دونوں بازو نیچے ہو کر اس کے جسم سے آ
لگے۔ ان ہاتھوں میں کڑے موجود تھے جن کے ساتھ چھوٹی چھوٹی

زنجیریں لٹکی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے ان زنجیروں پر فائر کھولا تھا اور اس کے بہترین نشانے کی وجہ سے زنجیریں کٹ گئی تھیں اور برائڈ زنجیروں سے آزاد ہو گیا تھا۔

''میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اور تمہیں زنجیروں سے آزاد کر دیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ برائڈ جو حیرت سے سن ہو رہا تھا کوئی ردعمل ظاہر کرتا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی برائڈ چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل نیچے فرش پر گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

عمران ہسپتال کے سپیشل روم میں بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ آنے والا ٹائیگر تھا جو اس پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے کئی روز بعد آیا تھا۔

''باس۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ آپ کو واقعی نئی زندگی ملی ہے''...... سلام کرنے کے بعد ٹائیگر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں شاید آج اطلاع ملی ہے۔ کہیں باہر گئے ہوئے تھے تم''...... عمران نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''آپ اپنی جگہ درست کہہ رہے ہیں باس۔ مجھے اطلاع تو دو روز پہلے مل گئی تھی لیکن میں نے سوچا کہ جن لوگوں نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا ہے اور کرایا ہے پہلے ان کے بارے میں معلومات

حاصل کر لوں پھر آپ کی عیادت کروں گا کیونکہ مجھے یہ اطلا
بہر حال مل گئی تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی بخش د
ہے''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا معلومات ملی ہیں تمہیں''...... عمران نے اٹھ کر بـ
کے سرہانے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ پر حملہ ڈی سلوا کلب کے سی گروپ تھری۔
کلب کے اسسٹنٹ مینجر مارٹن اور مالک برائیڈ کے حکم پر کیا اور
سب اس وقت لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا
عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرا
ابھر آئے تھے۔

''لاشوں میں تبدیل۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے ایسا کیا ہے''
عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر حملہ آوروں کی کار ٹریـ
کرنے اور پھر ڈرائیور ریمزے کو ہلاک کرنے سے لے کر
گروپ تھری کے باقی افراد کو ان کے بزنس آفس میں ہلاک کر
اور پھر مارٹن کے آفس میں پیش آنے والے واقعات سے لے
برائیڈ کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر برائیڈ کی ہلاکت تک کی پو
تفصیل بتا دی۔

''یہ سب کچھ تم نے انتقامی طور پر کیا ہے۔ کیوں''...... عمران
لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

''اسے انتقام نہیں کہتے باس۔ ایسا میں نے اس لئے کیا ہے
باس تاکہ انہیں احساس ہو سکے کہ پاکیشیا اور اس کے شہری ان
یورپی اور ایکریمین لوگوں کے لئے تر نوالہ نہیں ہیں کہ وہ جسے
چاہیں چند ڈالر خرچ کر کے ہلاک کرا دیں۔ میں نے انہیں پیغام
بھیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا پیغام آئندہ کے لئے بے حد
مؤثر ثابت ہو گا''...... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''یہ جیکسن اور ہاورڈ کون ہیں اور انہیں مجھ سے کیا پرخاش پیدا
ہو گئی ہے۔ کیا تم نے معلوم کیا ہے''...... اس بار عمران کا لہجہ نرم
تھا۔

''یس باس۔ جیکسن درمیان پارٹی ہے۔ اسے اس لئے آگے کیا
گیا ہے کہ اصل پارٹی تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ یہ تو برائیڈ جب بولنے
پر آیا تو اس نے سب کچھ ہی بتا دیا۔ اصل آدمی ہاورڈ ہے اور یہ
ہاورڈ گرین گارڈ کا ونگٹن میں سیکشن چیف ہے۔ یہ گرین گارڈ
یہودیوں کی انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر بھی معلوم ہو گیا
ہے اور اس کے اندرونی حالات بھی''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران
بے اختیار چونک پڑا۔

''یہاں بیٹھے بیٹھے تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا''۔ عمران
نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ برائیڈ نے خود ہی ساری تفصیلات بتا دیں۔ اس کے

مطابق پوری دنیا کے یہودیوں نے ایک آدمی لارڈ ٹاسکی
چیئرمینی میں خفیہ تنظیم گرین گارڈ بنائی ہوئی ہے جس کے سیکشن پو
دنیا میں قائم ہیں اور یہ تنظیم بظاہر ڈرگ، اسلحہ اور دیگر بڑے جرا
میں ملوث ہے لیکن دراصل یہ تنظیم پوری دنیا کے مسلمانوں ک
خلاف خفیہ طور پر کام کر رہی ہے۔ بقول برائیڈ اس کا ہیڈکوا
یورپی ملک ڈان مارک کے ساحل کے قریب ایک بڑے جزیرے پر
جس کا نام ہیون ہے۔ یہ جزیرہ اس لارڈ ٹاسکی نے حکومت ڈا
مارک سے باقاعدہ خریدا ہے اور وہاں گرین گارڈ کی چار لیبارٹریا
قائم ہیں جہاں یہودی سائنس دان دن رات ایسے ہتھیاروں ک
فارمولوں پر کام کر رہے ہیں جن کی مدد سے پوری دنیا کے اربو
مسلمانوں کو ہلاک کر کے ہمیشہ کے لئے یہودی سلطنت قائم
جائے اور وہاں ایک ایسا بڑا ہسپتال بھی ہے جہاں دنیا کے بہتر
یہودی ڈاکٹرز کام کرتے ہیں اور پوری دنیا میں موجود یہودیوں
ان بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے جنہیں پوری دنیا میں ناقابل علا
سمجھا جاتا ہے تاکہ دنیا میں یہودیوں کی تعداد کم نہ ہو سکے لیکن م
نے اس برائیڈ کے بیان پر انحصار نہیں کیا بلکہ ڈان مارک میں اپ
رابطوں کے ذریعے اسے کنفرم بھی کیا ہے اور برائیڈ کے بیان ک
کنفرمیشن بھی ہو گئی ہے۔ وہاں لارڈ جس کا نام ٹاسکی ہے اور
ولنگٹن میں ایک محل نما عمارت میں رہتا ہے، کے مسلح اور تربیت یا
یہودی قابض ہیں۔ وہاں موجود ہر آدمی کے کوائف کمپیوٹر میں فی

ہیں اس لئے وہاں کوئی غیر متعلقہ آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کر کے اس جزیرے ہیون میں لے جایا گیا ہے اور وہاں کے ہسپتال میں اس کا علاج کیا جائے گا اور پھر وہیں کسی لیبارٹری میں اس سے خوراک والے فارمولے پر کام کرایا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لارڈ ٹاسکی کو اگر کور کر لیا جائے تو اس کے ذریعے فارمولا اور ڈاکٹر کمال حسین کو واپس لایا جا سکتا ہے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"معلوم ہوا ہے کہ اب لارڈ ٹاسکی مستقل طور پر ہیون جزیرے پر ہی رہ رہا ہے۔ شاید اس وقت تک جب تک ڈاکٹر کمال حسین ذہنی طور پر تندرست ہو کر فارمولا مکمل نہیں کر لیتا کیونکہ انہیں اصل خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور آپ پر حملہ بھی اسی خوف کا نتیجہ ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ براہ راست اس جزیرے پر ہی حملہ کیا جائے لیکن اس بار اصل مسئلہ بے حد پیچیدہ ہے۔ فرض کیا ہم ڈاکٹر کمال حسین اور فارمولے کو وہاں سے لے آتے ہیں تو پھر کیا ہو گا۔ ڈاکٹر کمال حسین تو ذہنی طور پر تندرست نہ ہو سکیں گے اور پھر فارمولا بھی مکمل نہ ہو گا اور یہ پوری دنیا کے لئے مستقبل میں بڑا

الیہ ثابت ہو گا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ڈاکٹر کمال حسین تندرست ہو جائیں اور وہ اپنا فارمولا مکمل کر لیں پھر ڈاکٹر کمال حسین اور فارمولا حاصل کر کے واپس لایا جائے اور اس فارمولے کو پوری دنیا پر اوپن کر دیا جائے۔ اس طرح تو دنیا کو فائدہ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں“...... عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے باس۔ لیکن یہ لوگ جس انداز میں آپ پر حملے کر رہے ہیں اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ڈاکٹر کمال حسین کی ذہنی صحت یابی اور فارمولے کی تکمیل میں زیادہ وقت نہیں لگے گا ورنہ وہ اس انداز میں کام نہ کرتے“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن کنفرمیشن کیسے ہو“...... عمران نے کہا۔

”اسی لئے تو میں حاضر ہوا ہوں باس کہ آپ مجھے اجازت دیں میں ڈان مارک جا کر وہاں سے کنفرمیشن کروں۔ وہاں کا جزیرہ ہیون سے بہرحال کوئی نہ کوئی رابطہ ہو گا کیونکہ ہیون میں تمام سپلائی ڈان مارک سے ہی جاتی ہو گی۔ وہاں ہیون کے قریب ڈان مارک کا ساحلی شہر مایو ہے جسے گریٹ مایو کہا جاتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تم اکیلے اس آگ میں کود پڑو گے۔ ابھی اتنی جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ٹھیک ہوں جاؤں پھر اس معاملے پر سوچ

ں گے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اسے اکیلا وہاں نہیں بھیجنا چاہتا۔

”اب مجھے اجازت دیں باس“...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہیں دوبارہ کال کروں گا“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں تو ٹائیگر اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران آنکھیں بند کئے مسلسل یہ سوچ رہا تھا کہ اس سچوئیشن کا کیا حل نکالا جائے کہ فارمولا اور ڈاکٹر کمال کو اس وقت واپس لایا جائے جب فارمولا مکمل ہو چکا ہو کہ اس کے سرہانے کے ساتھ پڑے ہوئے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے سیل فون اٹھایا، سکرین پر بلیک زیرو کا مخصوص نشان موجود تھا۔ عمران نے رابطے کا بٹن دبایا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں مسٹر بلیک زیرو“...... عمران نے دانستہ آخر میں بلیک زیرو کے الفاظ کہے تھے تا کہ بلیک زیرو سمجھ جائے کہ عمران اس وقت کمرے میں اکیلا ہے۔

”عمران صاحب۔ ڈاکٹر صدیقی سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ بضد ہیں کہ آپ مزید ایک ماہ سے پہلے کسی صورت ہسپتال سے فارغ نہیں ہو سکتے“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنے

اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو تمہیں کیا جلدی ہے۔ خوش قسمتی سے اس وقت سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس بھی نہیں ہے۔ چلو اسی بہانے سے آرام کرنے کو مل رہا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ کیس تو ہے۔ ڈاکٹر کمال حسین اور ان کے انتہائی اہم فارمولے کی واپسی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''فارمولا ایکریمیا سے چرایا گیا ہے۔ انہی کی ملکیت تھا۔ ڈاکٹر کمال حسین کی پوری زندگی ایکریمیا میں گزری ہے۔ اب ذہنی طور پر فارغ ہونے کے بعد وہ پاکیشیا آ گئے تھے۔ پھر نجانے ڈاکٹر کمال حسین کا علاج بھی کیا گیا ہے یا نہیں۔ پھر اگر علاج ہو جائے اس کے بعد نجانے کتنا عرصہ انہیں فارمولے کو مکمل کرنے میں لگ جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہمیں پہلے ٹریس تو کرنا پڑے گا کہ ڈاکٹر کمال حسین کہاں لے جایا گیا ہے تاکہ وہاں سے حالات معلوم کئے جا سکیں ورنہ فارمولا مکمل ہوتے ہی اسرائیل نے اس پر قبضہ کر لینا ہے'' بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ معلومات ٹائیگر نے اکٹھی کر لی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر نے۔ کیا آپ نے اسے ایکریمیا بھیجا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اس نے یہاں ان لوگوں کو ٹریس کر لیا جنہوں نے ڈاکٹر

پر قاتلانہ حملہ کرایا تھا۔ وہاں سے اسے معلوم ہوا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کون لوگ تھے وہ اور ان کا کیا ہوا ہے۔ پلیز۔ تفصیل تو بتائیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ٹائیگر کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر نے اصل مقام کو بھی ٹریس کر لیا ہے۔ ویری گڈ۔ اب تو ٹارگٹ بھی فکسڈ ہو گیا ہے۔ اب تو مشن مکمل ہونا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''الجھن یہی ہے کہ فارمولا مکمل ہونے کے بعد ہمیں حرکت میں آنا چاہئے لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر کمال حسین ذہنی طور پر تندرست ہو گئے ہیں اور انہوں نے فارمولا مکمل کر لیا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ وہاں جا کر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ پلیز مجھے اجازت دیں۔ میں ٹیم کو جولیا کی سربراہی میں وہاں بھیج دیتا ہوں۔ آپ اجازت دیں تو ٹائیگر کو علیحدہ بھیج دیا جائے۔ البتہ وہ جولیا کو اپنی رپورٹ دینے کا پابند ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم چیف ہو جو چاہے کرو۔ اس میں میری اجازت کی کیا ضرورت ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ابھی ایک ڈیڑھ ماہ خاموش رہو تاکہ ڈاکٹر کمال حسین اور فارمولے کے ساتھ جو ہونا ہے وہ ہو جائے اور پھر آگے بڑھا جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”تو آپ کا خیال ہے کہ آپ کے بغیر جولیا اور ٹیم کام نہیں ا

سکے گی“...... بلیک زیرو نے دوسرے اینگل سے بات کرتے ہو۔

کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بھیج دو انہیں۔ البتہ ٹائیگر کو کہہ دینا کہ

مجھ سے بھی رابطہ رکھے“...... عمران نے کہا۔

”شکریہ عمران صاحب۔ انشاء اللہ سب بہتر ہو گا۔ آپ ۔

بغیر ٹیم نے مشن مکمل کر لیا تو ان کے اعتماد میں بے پناہ اضافہ

جائے گا“...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کو

جواب دیتا دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکرا

ہوئے سیل فون آف کر کے سرہانے کے نیچے رکھا اور آنکھیں

کر لیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ شاید پہلا مشن ہے جس میں ا

کسی شکل میں شامل نہیں کیا جا رہا۔

گرین گارڈ کو خفیہ تنظیم ڈوم کا ہیڈکوارٹر ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن میں تھا۔ ڈوم کا چیف کرنل بروک تھا اور اس کا رابطہ براہ راست گرین گارڈ کے چیف لارڈ ٹاسکی سے تھا اور لارڈ ٹاسکی ہی اسے مشن کے بارے میں آگاہ کیا کرتے تھے اور پھر یہ مشن دنیا کے کسی خطے میں بھی ہو، کرنل بروک اسے مکمل کرتا تھا۔ کرنل بروک جو کہ لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا اس وقت بھی ولنگٹن میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ ان دنوں اس کے پاس کوئی مشن نہ تھا۔ البتہ دو روز پہلے لارڈ ٹاسکی نے اسے ڈاکٹر کمال کے پاکیشیا سے اغوا اور ایکریمیا سے حاصل کردہ فارمولے کے بارے میں بتایا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ ان کی اسرائیل کے صدر سے گفتگو ہوئی ہے اور اسرائیل کے صدر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تشویش کا اظہار کر رہے تھے۔ انہیں

خطرہ تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس گرین گارڈ کے خلاف کام نہ
کرے۔

گو اس کا خطرناک ایجنٹ عمران ہلاک ہو چکا ہے یا اس قدر
زخمی ہے کہ وہ مشن پر کام نہیں کر سکے گا لیکن باقی سروس کا خاتمہ
بھی ضروری ہے اور لارڈ ٹاسکی نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اس سروس
کے بارے میں ہوشیار رہے اور اگر اس کا ٹکراؤ اس سے ہو جائے تو
اس سروس کا خاتمہ کر دیا جائے جس پر کرنل بروک نے چند ایسے
لوگوں سے اس بارے میں بات چیت کی جو اس سے ٹکرا چکے تھے
اس کے بارے میں جانتے تھے۔ تو اسے یہ سن کر بے حیرت ہوئی
تھی کہ وہ سب ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گن گاتے رہے۔ اسے
سب سے زیادہ حیرت اس وقت ہوئی جب اس کے نائب فلپ
نے اسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیل
سے آگاہ کیا کیونکہ فلپ کئی بار ایک سرکاری ایجنسی کے تحت پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ٹکرا چکا تھا اور فلپ نے ہی اسے کہا تھا کہ وہ
پاکیشیا میں کسی نہ کسی گروپ کے ذمے یہ کام لگا دے کہ عمران اور
اس کے ساتھی اگر پاکیشیا سے باہر جائیں تو انہیں پیشگی اطلاع دے
دی جائے اور پھر اس کے کہنے پر کرنل بروک نے یہ کام خود اس
کے ذمے لگایا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ ان سے ٹکراؤ نہیں ہو سکے
گا کیونکہ گرین گارڈ کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہ
تھا۔ البتہ کرنل بروک کو بھی صرف اتنا معلوم تھا کہ یہ ہیڈکوارٹر یورپی

ملک ڈان مارک کے ایک جزیرے ہیون میں ہے اور بس۔ اس
سے زیادہ اسے بھی معلوم نہ تھا تو ظاہر ہے کہ پاکیشیا جیسے دور دراز
علاقے اور ایک پسماندہ ملک کی سروس کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا اس
لئے وہ مطمئن تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس کا ٹکراؤ ہونا
تقریباً ناممکن ہے۔ وہ بیٹھا فائل دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس
پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

''یس''...... کرنل بروک نے کہا۔

''فلپ کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے اس کی فون
سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل بروک نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں فلپ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد فلپ کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... کرنل بروک نے کہا۔

''سر۔ پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے کہ عمران کا شاگرد ٹائیگر ایک
گروپ کے ساتھ جس میں ایک عورت اور چار مرد شامل ہیں،
پاکیشیا سے براہ راست ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ میں نے
پاکیشیا میں جس گروپ کے ذمے یہ کام لگایا تھا اسے ٹائیگر کا ہی
ریفرنس دیا گیا تھا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو
کوئی جانتا ہی نہیں۔ البتہ عمران سامنے رہتا تھا لیکن اب وہ ہلاک

ہو چکا ہے تو لازماً اس کی جگہ اس کا شاگرد ہی لے گا اس لئے اس کا ریفرنس دیا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے رپورٹ ملی ہے۔ یقیناً اس کے ساتھ جو گروپ ہے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی ہو سکتا ہے لیکن ایک اطلاع ایسی ملی ہے کہ جس نے معاملات کو بظاہر تو مشکوک کر دیا ہے۔ رپورٹ دینے والے نے بتایا ہے کہ اس گروپ میں جو عورت ہے وہ غیر ملکی ہے۔ غالباً وہ سوئس نژاد ہے اس لئے ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ کسی غیر ملکی کو کوئی ملک اپنی سیکرٹ سروس میں شامل کرے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ عورت ان مردوں میں سے کسی کی فرینڈ ہو اور وہ اسے ساتھ لے جا رہا ہو''...... فلپ نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ لوگ اگر ہالینڈ جا رہے ہیں تو اس سے ہمیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ وہ دنیا میں کہیں بھی پھرتے رہیں''...... کرنل بروک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہالینڈ سے ڈان مارک آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے''۔ فلپ نے جواب دیا تو کرنل بروک بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو تمہارے ذہن میں یہ آئیڈیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہالینڈ میں کسی گروپ کے ذمے لگا دو کہ وہاں وہ ان کی نگرانی کرے''۔ کرنل بروک نے کہا۔

''باس۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم پہلے ہی ڈان مارک کے بڑے شہر مایو پہنچ جائیں تا کہ اگر یہ وہاں پہنچیں تو ان کا فوری خاتمہ

کیا جا سکے۔ اگر یہ لوگ ہم سے پہلے وہاں پہنچ گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے تک یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں''...... فلپ نے کہا۔

''پہلے یہ تو معلوم ہو کہ یہ واقعی ہالینڈ سے ڈان مارک جاتے ہیں یا نہیں۔ ہم خواہ مخواہ وہاں خوار ہوتے رہیں۔ تم فکر مت کرو۔ اگر یہ وہاں پہنچ بھی گئے تب بھی یہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے''۔ کرنل بروک نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل بروک نے رسیور رکھ دیا۔

''خواہ مخواہ خود بھی پریشان ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی پریشان کر دیتا ہے''...... کرنل بروک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظر جما دیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ آفس سے اٹھنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... کرنل بروک نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''لارڈ صاحب سے بات کریں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے کہا تو کرنل بروک چونک پڑا۔

''یس سر۔ میں کرنل بروک بول رہا ہوں''...... کرنل بروک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوا
رپورٹ نہیں دی۔ کیا تم نے اس میں دلچسپی ہی نہیں لی"...... لار
نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ کے حکم پر ہم نے پوری دلچسپی لی ہے۔ فلپ
نے وہاں پاکیشیا میں ایک گروپ کے ذمے لگایا ہوا تھا کہ وہ ا
بارے میں اطلاع دے اور فلپ نے مجھے ایک گھنٹہ پہلے رپور
دی ہے"...... کرنل بروک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس ۔
فلپ کی رپورٹ دوہرا دی۔

"فلپ عقل مند آدمی ہے کہ اس نے اس گروپ کو ٹائیگر
ریفرنس دے دیا۔ اس رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گرو
ڈان مارک پہنچنا چاہتا ہے۔ کیا اسے معلوم ہو گیا ہے کہ گرین گا
کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... لارڈ نے کہا۔

"فلپ کا خیال یہی ہے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ ڈوم پہلے ۔
ہی وہاں پہنچ جائے۔ لیکن میں نے کہا ہے کہ پہلے معلوم کیا جائے
ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں کا وہ ٹارگٹ نہ ہو جو ہم سمجھ رہے ہیں ا
ویسے بھی اگر یہ وہاں پہنچ بھی گئے تب بھی یہ اصل ٹارگٹ تک
پہنچ ہی نہیں سکتے"...... کرنل بروک نے کہا۔

"فلپ درست کہہ رہا ہے۔ مجھے بھی رپورٹس ملی ہیں کہ پاک
سیکرٹ سروس انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتی ہے۔ لیکن تمہارا ی
وہاں جانا بھی درست نہیں ہے۔ پہلے معلوم تو ہو کہ کیا واقعی ان

رادہ ڈان مارک جانے کا ہے اور یہ بھی کہ ڈان مارک بہت بڑا
ملک ہے۔ البتہ تم مایو میں انتظامات پہلے سے کر رکھو تا کہ عین وقت
پر تمہیں کوئی پریشانی نہ ہو اور تم اس گروپ کا آسانی سے خاتمہ کر
سکو"...... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ۔ آپ کی تجویز ان حالات میں بہترین ہے"۔ کرنل
بروک نے کہا۔

"مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا کیونکہ اسرائیل کے
صدر اس معاملے میں بے حد دلچسپی لے رہے ہیں۔ میرے پاس
انہیں بتانے کے لئے کچھ نہ کچھ رپورٹس ہونی چاہئیں"...... لارڈ نے
کہا۔

"یس سر۔ میں ساتھ ساتھ آپ کو رپورٹ دیتا رہوں گا"۔ کرنل
بروک نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے مزید کچھ کہے بغیر
جب رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"فلپ کی بات تو میں نے نہیں مانی تھی لیکن اب لارڈ صاحب
کا حکم تو ٹالا نہیں جا سکتا۔ وہاں ہارڈ کلب کے گیری کو کہا جائے۔
وہی یہ کام کر سکتا ہے"...... کرنل بروک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

''مایو میں ہارڈ کلب کے مالک اور جنرل منیجر گیری سے میرا بات کراؤ۔ اسے میرا نام لے دینا''...... کرنل بروک نے کہا۔

''لیس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل بروک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

ہالینڈ کے دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں جولیا کے ساتھ تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی موجود تھے۔ وہ پاکیشیا سے یہاں دو گھنٹے پہلے پہنچے تھے اور یہاں ان کے کمرے دارالحکومت میں موجود فارن ایجنٹ مائیک نے بک کرائے تھے۔ وہ سب چونکہ طویل ہوائی سفر کر کے یہاں پہنچے تھے اس لئے ایئر پورٹ سے سیدھے ہوٹل پہنچے تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے کمرے میں جا کر غسل کیا۔ لباس تبدیل کیا اور پھر وہ ایک ایک کر کے جولیا کے کمرے میں آ گئے۔ جولیا بھی فریش ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔

ٹائیگر پاکیشیا سے یہاں تک ان کے ساتھ آیا تھا لیکن ایئرپورٹ سے ہی وہ ان سے علیحدہ ہو گیا تھا کیونکہ چیف نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ ان سے پہلے مایو پہنچے اور ان کے وہاں پہنچنے تک وہ ہیون کے بارے میں جس قدر معلومات حاصل کر سکتا ہے کرے۔ یہی

وجہ تھی کہ وہ ایئر پورٹ پر ہی رک گیا تھا تاکہ وہاں سے وہ
فلائٹ کے ذریعے ڈان مارک کے دارالحکومت پہنچ کر وہاں
ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے مایو جا سکے۔ نعمانی کو چیف نے
لئے ان کے ساتھ بھیجا تھا کیونکہ چیف کو رپورٹ ملی تھی کہ
جزیرے میں آنے جانے والے افراد کے کوائف کمپیوٹر میں فیڈ
اس لئے وہاں کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ
کمپیوٹر کے معاملات میں کافی آگے تک جانتا تھا۔ اس کا شوق
کمپیوٹر تھا اور وہ کمپیوٹر اور اس کے بارے میں نئی سے نئی ایجادا
سے واقف رہنے کے لئے غیر ملکی رسالے باقاعدگی سے منگواتا
تھا۔ اس وقت وہ سب جولیا کے کمرے میں بیٹھے ہاٹ کافی
کرنے میں مصروف تھے۔

''مجھے لگتا ہے کہ چیف کے ذہن پر بھی عمران نے قبضہ کر
ہے''...... اچانک تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر ا
دیکھنے لگے۔

''کیا مطلب ہوا تمہاری اس بات کا۔ چیف کے ذہن پر عم
کیسے قبضہ کر سکتا ہے''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ اس بار عمران ساتھ نہیں آیا تو ہمیں آزادی
کام کرنے کا موقع ملنا چاہئے تھا لیکن ہوا کیا کہ چیف نے عم
کے ہی انداز میں ہمیں ہدایات دے دیں اور بات پھر وہیں
پہنچی''......تنویر نے کہا۔

''کھل کر بات کرو تنویر۔ پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو''...... صفدر
نے کہا۔

''یہ عمران کی عادت ہے کہ براہ راست ٹارگٹ پر جانے کی
بجائے وہ پہلے سائیڈ پر کسی دوسرے شہر یا ملک میں پہنچ جاتا ہے اور
پھر مختلف ٹپس کی مدد سے معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔ اس کے
بعد ٹارگٹ پر جاتا ہے۔ اس طرح خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا ہے
لیکن انسان اپنی عادت سے نہیں بھاگ سکتا اس لئے تم لاکھ چیخو
چلاؤ عمران اسی طرح کرتا ہے اور وہ چونکہ لیڈر ہوتا ہے اس لئے
مجبوراً ہم سب کو بھی اس کا ساتھ دینا پڑتا ہے لیکن اس بار عمران
ساتھ نہیں ہے تو پھر بھی وہی ہوا ہے۔ اب ہم یہاں ہالینڈ کے
دارالحکومت میں موجود ہیں جبکہ ہمارا ٹارگٹ ڈان مارک میں ہے
اور ٹائیگر اب وہاں جا کر ہمیں رپورٹ دے گا تو ہم وہاں جائیں
گے۔ اب تم خود بتاؤ کہ کیا ہم خود وہاں جا کر کام نہیں کر سکتے''۔
تنویر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس طرح غلطیاں نہیں ہوتیں۔ تم دیکھو کہ ہم نے ہزاروں
نہیں تو سینکڑوں انتہائی خطرناک مشنز مکمل کئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا
شکر ہے کہ ان مشنز کے دوران ہمارا کوئی ساتھی بھی ضائع نہیں
ہوا۔ اس کی وجہ یہی احتیاط ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

''مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ہم

واقعی عمران کے انداز میں کام کا آغاز کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ
اپنے انداز میں مکمل کرنا چاہئے''...... صفدر نے کہا تو تنویر کا چہرہ
اختیار کھل اٹھا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم بغیر سوچے سمجھے ٹارگٹ پر چ
دوڑیں''...... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا مس جولیا۔ لیکن یہاں بیٹھ کر ٹائیگر
طرف سے رپورٹ کا انتظار کرنا ہم سب کے لئے باعث تو
ہے۔ عمران صاحب تو براہ راست ہمارے لیڈر ہوتے ہیں اس۔
ان کی پالیسی کے تحت چلنا ہماری مجبوری ہے لیکن تنویر درست ک
رہا ہے۔ ہمیں خود بھی کام کرنا چاہئے۔ جب آدمی حرکت میں آ
ہے تو راستے خود بخود بنتے چلے جاتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کیپٹن شکیل''...... جولیا نے کیپٹن شکیل
مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا خیال ہے کہ صفدر اور تنویر دونوں درست کہہ رہے ہیں لیکن
اصل معاملے پر انہوں نے بھی نہیں سوچا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کون سا معاملہ''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔ صفدر اور تنویر
بھی چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگے۔

''ٹائیگر نے یہ رپورٹ نہیں دینی کہ ہمیں ٹارگٹ پر حملہ کر
چاہئے یا نہیں۔ یا کس وقت کرنا چاہئے اور کس وقت نہیں بلکہ اس
نے معلومات حاصل کرنی ہیں کہ کیا ڈاکٹر کمال حسین کی ذہنی حالت

ٹھیک ہو چکی ہے اور کیا اس نے فارمولے پر کام مکمل کر لیا ہے یا
نہیں۔ اس کے بعد ہم نے حرکت میں آنا ہے۔ یہاں آنے سے
پہلے میں ہسپتال میں عمران صاحب سے ملا تھا۔ عمران صاحب نے
مجھے بتایا تھا کہ ڈان مارک اور جزیرہ ہیون کے بارے میں معلومات
ٹائیگر نے حاصل کی ہیں ورنہ ہم تو ابھی تک پوری دنیا میں ٹارگٹ
کو ہی تلاش کرتے پھر رہے ہوتے اور عمران صاحب کا خیال تھا
کہ دونوں کام، مطلب ہے کہ ڈاکٹر کمال حسین کی ذہنی صحت اور
فارمولے پر کام مکمل ہوا ہے یا نہیں کے بارے میں پہلے معلوم ہو
جائے۔ پھر ڈاکٹر کمال حسین اور فارمولے کو حاصل کیا جائے لیکن
بقول عمران صاحب چیف بضد تھا کہ وہ جلد از جلد مشن پر ٹیم روانہ
کرنا چاہتا ہے تو اس پر عمران صاحب نے چیف سے درخواست کی
کہ ٹیم کو ہالینڈ کے دارالحکومت میں روک لیا جائے اور ٹائیگر سے کہا
جائے کہ وہ جا کر ان دونوں کاموں کے بارے میں حتمی معلومات
حاصل کرے۔ پھر ٹیم آگے جائے اور مشن مکمل کرے۔ چنانچہ چیف
نے عمران صاحب کی یہ بات مان لی جس کے نتیجے میں ہم یہاں
رک گئے ہیں اور ٹائیگر آگے چلا گیا ہے۔ ذاتی طور پر میں بھی صفدر
اور تنویر کی طرح فوراً مشن پر کام کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ خود
سوچیں کہ ہم لڑ بھڑ کر مشن میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں اور ڈاکٹر
کمال حسین اور فارمولا واپس لے جاتے ہیں لیکن ڈاکٹر کمال حسین
پھر ویسے ہی ذہنی مریض ہوئے اور فارمولا بھی مکمل نہ ہوا تو آپ

بتائیں کہ پاکیشیا کو اس مشن سے کیا فائدہ ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''عمران صاحب واقعی بہت دور کی بات سوچتے ہیں۔ بہت آگے کی اس لئے وہ کامیاب بھی رہتے ہیں لیکن یہ دونوں کام شاید سال دو سال میں مکمل ہوں گے۔ تب تک کیا ہم یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران نے صرف اپنی شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے یہ ڈرامہ کیا ہے تاکہ مشن تاخیر کا شکار ہو جائے اور تب تک وہ صحت مند ہو کر دوبارہ ہمارے سروں پر مسلط ہو جائے ورنہ اگر گرین گارڈ کو یہ توقع ہوتی کہ ڈاکٹر کمال حسین کو صحت مند ہونے میں طویل عرصہ لگ سکتا ہے تو وہ فوری طور پر ایکریمیا سے فارمولا حاصل نہ کرتے۔ اب بھی معاملات اس لئے حرکت میں آ گئے ہیں کہ ایکریمین ایجنسی فارمولا چرانے پر حرکت میں آئی اور پاکیشیا سے ڈاکٹر کمال حسین کے اغوا کے بارے میں چھان بین کرنے پہنچ گئی۔ جہاں عمران سے ان کی ملاقات ہوئی اور پھر ان پر اور عمران پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ اگر فارمولا چوری نہ ہوتا تو یہاں پاکیشیا سے ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کرانے پر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی اور وہ طویل عرصہ لگا کر جب ڈاکٹر کمال حسین کو صحت مند کر لیتے پھر فارمولا چوری کراتے اور اس پر کام مکمل کرا لیتے

لیکن ان کے دونوں کام بیک وقت کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں بھی یقین ہے کہ یہ دونوں کام جلد از جلد ہو جائیں گے''۔ تنویر نے باقاعدہ تفصیل سے بحث کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ محض اندازے ہیں اور ہمیں حقائق معلوم ہونے چاہئیں''۔ جولیا نے جواب دیا۔

''ہم جب وہاں جائیں گے تو حقائق سامنے آ جائیں گے۔ یہاں بیٹھے رہنے سے تو حقائق معلوم نہیں ہو سکتے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اس بارے میں سوچتے رہیں لیکن ہمیں بہرحال چیف کے احکامات پر عمل بھی کرنا ہے اس لئے ایک دو روز تک انتظار کر لیتے ہیں۔ اگر اس دوران ٹائیگر نے کوئی اطلاع نہ دی تو ہم خود حرکت میں آ جائیں گے۔ ویسے بھی ہمارے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اگر ہو گی بھی سہی تو اصل آدمی عمران ہوتا ہے اور وہ اس بار ساتھ نہیں ہے اس لئے وہ ہم پر تو شک نہیں کر سکتے''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ پاکیشیا ایئر پورٹ پر بھی ہماری نگرانی ہوتی رہی ہے اور یہاں بھی ایئر پورٹ پر ہماری نگرانی کی جاتی رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ مسلسل یہاں بھی نگرانی ہو رہی ہو گی''...... خاموش بیٹھا ہوا نعمانی اچانک بول پڑا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ نگرانی"...... تقریباً سب نے ہی بیک و
ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مجھے وہاں پاکیشیا میں صرف شک تھا اس لئے خا
رہا۔ پھر آپ سب نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی حالانکہ آ
مجھ سے زیادہ ان معاملات میں تجربہ کار ہیں لیکن جب ہم یہ
کلیئرنس کے بعد پبلک لاؤنج میں پہنچے تو میں نے دو مقامی آدم
کو ایک دوسرے کو ہمارے بارے میں مخصوص اشارہ کرتے دیکھا
پھر ایک کار ہماری ٹیکسی کے پیچھے ہوٹل تک آئی تھی اور میں
چیک کیا تھا وہ کار سے اترے نہیں بلکہ کار رکی رہی اور ہم اند
گئے"...... نعمانی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر یہ ہمارے لئے بہت اچھا موقع ہے۔ ہم نگ
کرنے والوں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا

"لیکن یہ کام یہاں ہوٹل میں تو نہیں ہو سکتا اس کے لئے
علیحدہ رہائش گاہ کی ضرورت ہو گی۔ اس لئے جلدی کی ضرور
نہیں ہے۔ ہم دو روز یہاں اطمینان سے رہیں گے۔ سیاحوں
طرح گھومیں پھریں گے لیکن مشن کے بارے میں کوئی بات نہیں
گی۔ نگرانی کو بھی چیک کر لیا جائے گا۔ پھر آگے کیا کرنا ہے
طے کر لیں گے"...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سب
اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر ٹیکسی میں سوار مایو شہر کے ایئر پورٹ سے ہوٹل گرینڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ اپنی اصل شکل میں تھا کیونکہ یورپ کے تقریباً ہر ملک میں بے شمار ایشیائی بزنس مین اور سیاح آتے جاتے رہتے تھے۔ پھر فوری طور پر کوئی مدمقابل بھی نہ تھا اس لئے اس نے میک اپ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ ہالینڈ کے دارالحکومت تک تو ٹائیگر، جولیا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایک ہی فلائٹ میں آیا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھی وہیں رک گئے تھے جبکہ ٹائیگر ایئر پورٹ سے دوسری فلائٹ کے ذریعے ڈان مارک کے دارالحکومت پہنچا اور پھر وہاں سے ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے وہ یہاں مایو پہنچ گیا تھا۔ ہوٹل گرینڈ اپنے نام کی طرح شاندار ہوٹل تھا اور وہاں کی سہولیات کے مقابلے میں کرایہ خاصا کم تھا اور شاید اسی لئے سیاحوں کا پسندیدہ ترین ہوٹل بن گیا تھا کیونکہ سیاحوں کی

فطرت ثانیہ کم سے کم خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ سہولیات حاصل
کرنا ہوتا ہے۔

ٹائیگر کو دوسری منزل پر کمرہ ملا تھا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے
سب سے پہلے غسل کیا۔ ساتھ موجود بیگ میں سے دوسرا جوڑا نکال
کر پہنا اور پھر روم سروس کو فون کر کے اس نے ہاٹ کافی منگوائی
اور اب وہ ہاٹ کافی پیتے ہوئے اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کے
بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے جزیرہ ہیون کے
ہسپتال میں موجود ڈاکٹر کمال حسین کی ذہنی صحت کے بارے میں
رپورٹ حاصل کرنی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم کر
ہے کہ ڈاکٹر کمال فارمولے پر کام کر رہا ہے یا نہیں اور ا
معلومات کے مس جولیا تک پہنچنے کے بعد ہی وہ لوگ حرکت میں
آئیں گے۔ گو ٹائیگر نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے یہاں ماہو
بارے میں ٹپ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اتنے دور در
علاقے کے لئے اسے کسی قسم کی کوئی ٹپ نہ مل سکی تھی اس لئے ا
جو کچھ کرنا تھا اس نے خود ہی کرنا تھا اور یہی بات وہ کافی پ
ہوئے مسلسل سوچ رہا تھا کہ اسے کیا لائن آف ایکشن اختیار کر
چاہئے کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر
اختیار چونک پڑا کیونکہ یہاں اس کا تو کوئی واقف نہ تھا۔ پھر
نے اسے فون کیا ہو گا لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ ہو
انتظامیہ کی طرف سے بھی تو کال ہو سکتی ہے۔ یہ سوچ کر اس

تھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مسٹر ٹائیگر۔ میں ہوٹل کی کسٹمر ویلفیئر کونسل کا چیف شولڈر بول
ہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ یہاں پہلی بار آئے ہیں یا پہلے بھی آ چکے ہیں"۔ شولڈر
نے کہا۔

"میں پہلی بار آیا ہوں۔ کیوں کوئی خاص بات ہے"...... ٹائیگر
نے اس کے انداز پر چونکتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں آپ کو آگاہ کرنا میرے فرائض میں شامل
ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے کمرے میں آپ سے
ملاقات کر لوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ضرور آئیں۔ مجھے خوشی ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تھینک یو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ شولڈر کے انداز میں
کوئی ایسی بات بہرحال نہ تھی جس کی بناء پر ٹائیگر کو احساس ہوتا
کہ شولڈر نے کسی خاص گڑبڑ کو چیک کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کال
بل کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ آنے والا شولڈر ہو گا۔ اس
نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی سوٹ
پہنے کھڑا تھا۔

"میرا نام شولڈر ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

''آ جائیں''...... ٹائیگر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو شولڈ
اندر داخل ہوا اور ٹائیگر نے دروازہ بند کر دیا۔
''مسٹر ٹائیگر۔ آپ کے کاغذات کے مطابق آپ ایشیائی ملک
پاکیشیا سے آئے ہیں''...... شولڈر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
''جی ہاں۔ میرے کاغذات کی نقول ہوٹل انتظامیہ کے پاس
موجود ہیں۔ آپ کھل کر بات کریں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''۔
ٹائیگر نے کہا۔
''مسٹر ٹائیگر۔ آپ کی نگرانی کی جا رہی ہے اور یہی بات میں
آپ کو بتانے آیا ہوں''...... شولڈر نے کہا تو ٹائیگر نے اس کی
بات پر کوئی ردعمل ظاہر نہ ہونے دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ن
سیاحوں کے ساتھ مختلف ممالک میں ایسا سلوک عام ہوتا ہے کہ
انہیں ڈرا دھمکا کر ان سے رقوم وصول کر لی جاتی ہیں۔
''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی مسٹر شولڈر۔ میری نگرانی سے کسی
کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور پھر کہاں ایشیائی ملک پاکیشیا اور کہاں ا
قدر دور دراز علاقہ۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے م
بناتے ہوئے کہا تو شولڈر بے اختیار مسکرا دیا۔
''آپ کا ردعمل دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کا تعلق کس
ایجنسی سے ہے کیونکہ عام آدمی کا ردعمل ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں
دس سال تک ایک سرکاری ایجنسی میں رہا ہوں۔ اس کے بعد
یہاں شفٹ ہو گیا تھا اور اب ہوٹل کے کسٹمرز کا خیال رکھنا میر

مہ داری میں شامل ہے اور ہاں۔ یہ بھی بتا دوں کہ میں پاکیشیا بھی
بار بار ہو آیا ہوں۔ وہاں اب بھی میرے دوست موجود ہیں''۔
شولڈر نے کہا۔
''آپ یہ سب باتیں مجھے کیوں سنا رہے ہیں''...... ٹائیگر نے
اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔
''اس لئے کہ مجھے آپ سے ہمدردی ہے اس لئے کہ آپ
ہمارے ہوٹل کے کسٹمر ہیں اور دوسری بات یہ کہ آپ ایشیا کے
ہیں۔ آپ شاید یہ سوچ رہے ہوں گے کہ میں آپ سے رقم حاصل
کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ گو اکثر ایسی رپورٹس ملتی
رہتی ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں صرف آپ کو آگاہ کرنا چاہتا تھا
کہ آپ ہوشیار رہیں۔ اب مجھے اجازت دیں۔ ملاقات کے لئے
وقت دینے کا بے حد شکریہ''...... شولڈر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو
گیا۔
''آپ کا آفس اسی ہوٹل میں ہے''...... ٹائیگر نے بھی اٹھتے
ہوئے کہا۔
''جی ہاں۔ چوتھی منزل پر آفسز ہیں۔ میرے آفس کا نمبر چار
سو اٹھارہ ہے''...... شولڈر نے جواب دیا اور دروازے کی طرف
بڑھنے لگا۔
''بیٹھیں مسٹر شولڈر۔ اب آپ سے کھل کر بات ہو جائے تو
بہتر ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسی بات''...... شولڈر نے چونک کر کہا۔

''آپ بیٹھیں تو سہی''...... ٹائیگر نے کہا تو شولڈر اثبات میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔

''مسٹر شولڈر۔ آپ کو کیسے احساس ہوا کہ میری نگرانی کی جا رہی ہے۔ میں تو ایئر پورٹ سے ٹیکسی پر یہاں پہنچا ہوں اور جب سے آیا ہوں کمرے کے اندر ہی رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو شولڈر بے اختیار مسکرا دیا۔

''کسٹمرز کی فلاح و بہبود اور انہیں غلط معاملات سے بچانے کے لئے ہم نے پورے ہوٹل میں ایسے انتظامات کئے ہوئے ہیں کہ کوئی بھی خلاف معمول حرکت ہوتی ہے تو ہمیں اطلاع مل جاتی ہے۔ آپ کے آنے کے بعد دو آدمی آئے اور انہوں نے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جب انہیں سوائے نام کے اور کچھ نہ بتایا گیا تو ان میں سے ایک وہیں رک گیا اور دوسرا یہاں آ کر آپ کا کمرہ چیک کر گیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک یہاں رک گیا اور دوسرا چلا گیا اور جاتے ہوئے اس آدمی نے یہاں رکنے والے کو کہا کہ وہ اچھی طرح نگرانی کرتا رہے۔ یہ اطلاع جب مجھے ملی تو میں نے آپ کے کاغذات چیک کئے اور پھر آپ سے بات کی۔ اب بھی وہ آدمی نیچے لابی میں موجود ہے''...... شولڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ ایجنسی میں رہے ہیں تو پھر یقیناً ان لوگوں کو جانتے

ہوں گے۔ کون لوگ ہیں یہ اور کس سے ان کا تعلق ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری جناب۔ آپ تو مسافر ہیں۔ چند دن کے بعد واپس چلے جائیں گے جبکہ میں نے یہاں مستقل رہنا ہے۔ گڈ بائی''۔ شولڈر نے اٹھ کر ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ پلیز''...... ٹائیگر نے کہا تو شولڈر دروازے کے قریب رک گیا۔ ٹائیگر نے ایک بڑی مالیت کا نوٹ جیب سے نکال کر شولڈر کی جیب میں زبردستی ٹھونس دیا۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں۔ میں نے تو صرف آپ کو آگاہ کرنا تھا''...... شولڈر نے کہا۔

''مسٹر شولڈر۔ آپ صرف اتنا بتا دیں کہ ان لوگوں کا تعلق کس سے ہے۔ اس پر بھی ایک اور نوٹ آپ کو مل جائے گا اور کسی کو اس بارے میں علم نہ ہو سکے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

''اوکے۔ دیں مجھے''...... شولڈر نے کہا اور ٹائیگر نے نوٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔

''آیئے ادھر بیٹھتے ہیں تاکہ آواز باہر نہ جا سکے''...... شولڈر نے کہا اور دوبارہ جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے سامنے کرسی

پر بیٹھ گیا۔

''مسٹر ٹائیگر۔ مایو کے سب سے بدنام کلب کا نام ہے ہارڈ کلب۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر گیری ہے۔ گیری کو آپ مایو کا کنگ کہہ لیں۔ مایو میں ہونے والے ہر چھوٹے بڑے جرم کے پیچھے گیری ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گیری کے تعلقات بڑی بڑی اور انتہائی طاقتور تنظیموں سے بھی ہیں اور آپ کی نگرانی کرنے والوں کا تعلق ہارڈ کلب سے ہے۔ بس اس سے زیادہ میں نہیں بتا سکتا اور اب مجھے اجازت دیں''...... شولڈر نے کہا۔

''جو آدمی لابی میں موجود ہے اس کا حلیہ اور قدوقامت بتا دیں۔ اس کے بعد بے شک آپ چلے جائیں اور بے فکر رہیں۔ آپ کی طرف کوئی انگلی نہیں اٹھائے گا''...... ٹائیگر نے کہا تو شولڈر نے حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی۔

''بے حد شکریہ مسٹر شولڈر''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ آپ کا مسٹر ٹائیگر۔ بہرحال ایک بار پھر کہوں گا کہ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں اس لئے پلیز آپ جو کچھ بھی کریں محتاط ہو کر کریں''...... شولڈر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر شولڈر کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازے کو لاک کیا اور مڑ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔ فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہارڈ کلب کے جنرل مینجر مسٹر گیری کا نمبر دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ان کا براہ راست نمبر نہیں ہے۔ کلب کا نمبر ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا تو ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''ہارڈ کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جنرل مینجر صاحب کلب میں موجود ہیں یا نہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''آپ کون بول رہے ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں''۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

''میرا نام جیگر ہے اور میرا تعلق ہالینڈ سے ہے۔ ہالینڈ کے روڈن گروپ سے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ موجود ہیں''...... اس بار دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان سے ملاقات کا وقت مل سکتا ہے کیا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ آپ اسسٹنٹ مینجر جیرالڈ سے مل لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بھی رسیور رکھا اور پھر الماری سے بیگ اٹھا کر وہ باتھ روم میں گھس

آیا۔ اس نے بیگ میں سے خصوصی ماسک نکالے اور پھر ان میں سے ایک ماسک منتخب کر کے اسے سر اور چہرے پر گردن سے نیچے تک ایڈجسٹ کرنے میں لگ گیا۔ مختلف جگہوں پر مخصوص انداز میں ہاتھ مار کر اس نے ماسک کو اس انداز میں ایڈجسٹ کر لیا کہ قریب سے دیکھنے پر بھی میک اپ چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس نے ماسک ایڈجسٹ کر کے بیگ میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن کھول کر اس کے دہانے میں نصب ڈراپر کو دبا کر ایک ایک قطرہ اس نے دونوں آنکھوں میں ڈالا اور پھر آنکھوں کو دونوں ہاتھوں سے چند لمحوں تک مسلنے کے بعد اس نے شیشی کا ڈھکن لگا کر اسے واپس بیگ میں رکھ دیا۔ اب وہ مکمل طور پر یورپی نژاد ہی دکھائی دیتا تھا۔ آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ بھی ایشیائی کی بجائے یورپی ہی ہو چکا تھا اس لئے اب اسے بطور ایشیائی کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا۔ اس نے بیگ کو خالی کر کے اسے اس انداز میں کھولنا شروع کر دیا جیسے کسی گن کے ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ کھولنے کے بعد اس نے ایک بار پھر اسے ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد بیگ دوبارہ تیار ہو چکا تھا لیکن اب اس کا رنگ اور ڈیزائن دونوں تبدیل ہو چکے تھے اس نے سامان واپس بیگ میں ڈالا۔ البتہ کاغذات کا خصوصی لفافہ اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور بیگ بند کر کے اس نے اسے ہاتھ میں اٹھایا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس

نے دروازہ کھول کر سر باہر نکال کر دیکھا لیکن گیلری خالی تھی اس لئے وہ باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نیچے لابی میں پہنچ چکا تھا۔ اس کی تیز نظروں نے چند لمحوں میں ہی اس آدمی کو چیک کر لیا جس کا حلیہ شولڈر نے اسے بتایا تھا۔ وہ نہ صرف واقعی وہاں موجود تھا بلکہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لفٹ کے ساتھ ساتھ سیڑھیوں کو بھی چیک کر رہا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ شولڈر سچ بول رہا تھا اس لئے اس نے ہارڈ کلب کے گیری پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ اس سے معلوم ہو سکے کہ یہاں اس کی نگرانی کی ڈیوٹی کس نے لگائی اور اس تک کیسے یہ اطلاع پہنچی کہ ٹائیگر یہاں پہنچ رہا ہے اور وہ اس پر ہاتھ ڈالنے کی بجائے صرف نگرانی تک ہی کیوں محدود رہا۔ ظاہر ہے میک اپ کی وجہ سے نگرانی کرنے والا اسے چیک نہ کر سکتا تھا اس لئے وہ وہیں لابی میں ہی رہا جبکہ ٹائیگر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ یہاں ایک سائیڈ پر ٹیکسیوں کی قطاریں موجود تھیں۔ وہ سب سے آگے والی ٹیکسی کی طرف بڑھا تو ٹیکسی ڈرائیور نے سلام کرتے ہوئے عقبی دروازہ کھول دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

”ہارڈ کلب لے چلو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”یس سر“...... ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کو ہالینڈ کے دارالحکومت میں رہتے
ہوئے دو روز گزر چکے تھے لیکن ٹائیگر نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہ
دی تھی جس کی وجہ سے جولیا اور اس کے ساتھی خاصے اپ سیٹ ہو
رہے تھے۔ اس وقت بھی جولیا کے کمرے میں سب اکٹھے تھے اور
اسی ٹاپک پر بات ہو رہی تھی۔

''مس جولیا۔ اب واقعی ہماری قوت برداشت جواب دے رہی
ہے۔ اب ہمیں خود مایو پہنچنا چاہئے''...... صفدر نے خاصے تیز لہجے
میں کہا۔

''ٹائیگر کا کیا ہوا۔ وہ تو خاصا پر امید تھا کہ جاتے ہی وہ
رپورٹ دے گا لیکن ابھی تک اس نے کوئی کال ہی نہیں کی''۔ جولیا
نے کہا۔

''اسے چھوڑو۔ اس نے کوئی رپورٹ نہیں دینی۔ یہ بتا دوں''۔

تنویر نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... جولیا نے چونک کر اور
قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران نے ٹائیگر کو باقاعدہ ٹاسک دے کر ہمارے ساتھ بھجوایا
ہے۔ ہمیں ایک سازش کے تحت یہاں روک دیا گیا ہے جبکہ ٹائیگر
آگے بڑھ گیا ہے اور یقیناً عمران نے ٹائیگر کو خصوصی ہدایات دی
ہوں گی کہ وہ اس کے نمائندے کے طور پر اکیلا کام کرتا رہے اور
مشن مکمل کر کے واپس آ جائے۔ اس طرح ہم سب منہ دیکھتے رہ
جائیں گے اور عمران ایک بار پھر اپنی اہمیت چیف پر ثابت کر دے
گا۔ یہی وجہ ہے کہ ٹائیگر ہمیں رپورٹ نہیں دے رہا نہ اس نے
دینی ہے''...... تنویر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تنویر کا خیال اس حد تک درست ہے کہ ٹائیگر کی عادت ہے
کہ وہ اکیلا کام کرتا رہتا ہے اور مسلسل آگے بڑھتا رہتا ہے''۔ صفدر
نے کہا۔

''اس کے پاس سیل فون ہے۔ سیل فون پر اس سے رابطہ
کریں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے کوشش کی ہے لیکن کوئی رابطہ نہیں ہو رہا''...... جولیا
نے کہا۔

''کیا فون آف ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ آف بھی نہیں ہے۔ لیکن رابطہ نہیں ہو رہا''...... جولیا

نے کہا۔

’’ایک بار پھر ٹرائی کریں ورنہ دوسری صورت میں آپ کو چیف
سے رابطہ کرنا ہو گا تاکہ ہم یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے
رہیں‘‘...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اٹھ کر الماری میں موجود بیگ
کھول کر اس کے خفیہ خانے میں موجود سیل فون نکال کر اسے آ
کیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’رابطہ نہیں ہو رہا‘‘...... کچھ دیر بعد جولیا نے طویل سانس
ہوئے کہا۔

’’تو پھر چیف سے بات کریں‘‘...... صفدر نے کہا تو جولیا
سیل فون میز پر رکھ کر سامنے میز پر پڑے فون کا رسیور اٹھا کر
کے نیچے موجود سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ
اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

’’یس انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
دی۔

’’ایشیا کے ملک پاکیشیا کا یہاں سے رابطہ نمبر اور اس
دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے سا
ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ جولیا سمجھ گئی کہ انکوائری آپریٹر
کمپیوٹر پر نمبر تلاش کر رہی ہو گی۔

’’ہیلو مس۔ کیا آپ لائن پر ہیں‘‘...... تھوڑی دیر بعد آپریٹر

آواز سنائی دی۔

’’یس‘‘...... جولیا نے جواب دیا تو آپریٹر نے اسے دو نمبرز بتا
دیئے اور جولیا نے تھینک یو کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر
اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس
نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’چیف فرام دس اینڈ‘‘...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص
آواز سنائی دی۔ جولیا نے چونکہ سیٹلائٹ کا نمبر پریس کیا تھا اس
لئے چیف سمجھ گیا تھا کہ فارن کال ہے اور فارن کال پر چیف
ایکسٹو کی بجائے صرف چیف کہا کرتا تھا۔

’’جولیا بول رہی ہوں چیف۔ ہالینڈ کے دارالحکومت سے‘‘۔
جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ابھی تک تم لوگ ہالینڈ میں ہی ہو۔ کیوں‘‘...... چیف کے
لہجے میں حیرت تھی اور جولیا نے اسے تفصیل سے بتا دیا کہ ٹائیگر
مایو گیا ہے لیکن اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا اور اس کا سیل فون بھی
بند ہے۔

’’وہ کسی خاص چکر میں ہو گا۔ وہ عمران کا شاگرد ہے۔ بہرحال
اب تم اس کی رپورٹ کا انتظار نہ کرو اور مایو پہنچ کر وہاں سے ہیون
میں داخل ہو جاؤ اور مشن مکمل کرو‘‘...... چیف نے کہا۔

’’یس چیف‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’مایو میں کرسٹل کلب کا مالک اور جنرل مینجر کرسٹل نامی ایک

آدمی ہے۔ اسے فون کر کے تم نے اپنا نام بتانا ہے۔ وہ تمہاری مدد
کرے گا“...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
جولیا نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”میں فلائٹ پر بکنگ کرا کر آتا ہوں“...... صفدر نے اٹھتے ہوئے
کہا اور پھر دو گھنٹوں بعد وہ سب ایک فلائٹ پر سوار ہو کر ڈان
مارک کے دارالحکومت کانبا کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کانبا
کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اتر کر انہیں ایک لوکل فلائٹ مایو کے لئے
مل گئی اور وہ مایو روانہ ہو گئے۔ مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے وہ
سب خاصے تھک سے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سب اس وقت
سیٹوں پر سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر اور جولیا
اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ان کے عقب میں کیپٹن شکیل اور تنویر اور
ان کے پیچھے نعمانی اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔

”مس جولیا۔ اگر ہمارے بارے میں اطلاع پہنچ چکی ہے تو پھر
ہمارا اصل حلیوں میں مایو پہنچنا خاصا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے“
صفدر نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہم نے جلدی کی۔ ہمیں میک اپ کر کے آنا چاہئے
تھا۔ بہرحال اب بھی ہم ایئر پورٹ سے باہر نکلنے سے پہلے ماسک
میک اپ کریں گے اور پھر آگے بڑھیں گے“...... جولیا نے کہا
صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد طیارہ مایو
ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا تو جولیا اور اس کے ساتھی تمام معاملات

کلیئرنس کے بعد پبلک لاؤنج میں آ گئے۔

”واش رومز میں جا کر متبادل کاغذات کے مطابق آپ سب
ماسک میک اپ کر لیں“...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھی اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف بنے ہوئے واش رومز کی طرف
بڑھ گئے جبکہ جولیا جسے میک اپ کرنے کی ضرورت نہ تھی ٹہلتی ہوئی
ایک کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جس پر ہوٹل ولاز کا کافی بڑا بورڈ لگا
ہوا تھا۔ وہاں ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔

”یس مس“...... لڑکی نے جولیا کے کاؤنٹر پر آتے ہی مسکراتے
ہوئے کہا۔

”ہوٹل ولاز کیا سیاحوں کے لئے کوئی خصوصی پیکیج رکھتا ہے“۔
جولیا نے پوچھا۔

”کتنے سیاح ہیں“...... لڑکی نے پہلے کی طرح مسکراتے ہوئے
کہا۔

”پانچ“...... جولیا نے جواب دیا۔

”یس مس۔ یہ بروشر دیکھیں“...... لڑکی نے کاؤنٹر کے نیچے سے
ایک کلرڈ بروشر نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جولیا
اسے غور سے دیکھتی رہی۔ ہوٹل درمیانے ٹائپ کا تھا۔ نہ فائیو سٹار
تھا اور نہ ہی بالکل گیا گزرا۔ پیکیج میں واقعی سیاحوں کے گروپس
کے لئے خاصا معقول پیکیج موجود تھا۔

”کیا آپ یہاں سے رومز کی بکنگ کرا سکتی ہیں یا وہاں جا کر

سب کچھ ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''بکنگ تو وہیں ہو گی اور پیمنٹ بھی وہیں۔ البتہ آپ کو معلوم کر کے بتایا جا سکتا ہے کہ کیا پیکیج کے لئے کمرے موجود بھی ہیں یا نہیں''...... لڑکی نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لڑکی نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس نے بات شروع کر دی۔

''آپ کا نام''...... لڑکی نے گفتگو روک کر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جولیانا''...... جولیا نے جواب دیا تو لڑکی نے نام دوہرایا اور پھر تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''بہترین کمرے موجود ہیں۔ آپ اپنا نام بتا کر بکنگ کرا سکتی ہیں''...... لڑکی نے کہا تو جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس اس طرف کو بڑھ گئی جہاں اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ماسک میک اپ میں پہنچ چکے تھے۔ وہ شاید اس لئے کاؤنٹر پر نہ آئے تھے کیونکہ انہیں معلوم نہ تھا کہ جولیا وہاں کس حیثیت سے کیا بات کر رہی ہے۔

''میں نے سوچا کہ ویسے فارغ کھڑے رہنے سے مشکوک بھی ہو سکتی ہوں اس لئے میں نے ہوٹل ولاز میں کمرے بک کرا لئے ہیں''...... جولیا نے جا کر کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب جولیا کے نام پر ریزرو کرائے گئے کمرے

اکٹھے ہو چکے تھے۔ مایو خاصا بڑا شہر تھا اور ہوٹل ولاز بھی خاصا بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔ سب ساتھیوں کے متبادل ناموں سے علیحدہ علیحدہ کمرے بک کرائے گئے تھے لیکن انہیں ایک ہی گروپ ظاہر کیا گیا تھا جیسا کہ جولیا نے ایئر پورٹ پر موجود لڑکی کو بتایا تھا۔

''اب ہم یہاں تو پہنچ گئے ہیں۔ اب ہمیں آگے کا لائحہ عمل بھی طے کرنا ہو گا''...... جولیا نے فون کر کے روم سروس کو کافی بھیجنے کا حکم دے کر رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں بکھر کر اپنے اپنے طور پر ہیون جانے والے راستوں اور وہاں پہنچنے کے لئے لانچوں وغیرہ کا بندوبست کرنا چاہئے اور پھر کسی ایک لانچ پر ہم سب روانہ ہو جائیں''۔ صفدر نے کہا۔

''لیکن ہیون کھلا جزیرہ نہیں ہے۔ وہ تو پرائیویٹ ملکیتی جزیرہ ہے اس لئے نہ ہی کوئی لانچ وہاں جانے کے لئے تیار ہو گی اور نہ کسی کو وہاں جانے دیا جائے گا''...... نعمانی نے کہا۔

''پھر عمران صاحب کا طریقہ استعمال کیا جائے''...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''عمران کا طریقہ۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم لوگوں کے اعصاب پر عمران سوار ہے۔ ذرا سی بات ہوتی

ہے تو عمران اچھل کر سامنے آ جاتا ہے''...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کا تجربہ ہے کہ وہ ناممکن سے بھی ناممکن کام کو بھی ممکن بنا لیتے ہیں''...... صفدر نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ جولیا نے اس کی بات کاٹ دی اور اس سے عمران کے طریقے کے بارے میں بتانے کے لئے کہا۔

''ایسے حالات میں عمران صاحب کا طریقہ یہی ہے کہ جزیرے کے قریب کوئی ٹاپو تلاش کیا جائے۔ وہاں تک لانچ پر پہنچا جائے اور اس کے آگے غوطہ خوری کے لباس پہن کر سمندر کے اندر تیرتے ہوئے جزیرے پر پہنچا جائے''...... صفدر نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ بہترین طریقہ ہے لیکن اس کے لئے ٹاپو کا ہونا ضروری ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نقشہ میں نے ہوٹل سے خرید لیا تھا۔ ابھی اسے چیک کر لیتے ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکال کر میز پر پھیلا دیا۔ یہ مایو اور اس کے اردگرد کے علاقوں کا تفصیلی نقشہ تھا جو سیاحوں کو فروخت کیا جاتا تھا تاکہ سیاح نقشے کے مطابق معروف جگہوں پر آسانی سے آ جا سکیں اور پھر صفدر اور جولیا نقشے پر جھک گئے۔

''یہاں تو جزیرہ ہیون کے چاروں طرف کوئی ٹاپو نہیں ہے''۔ جولیا

نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ اس لئے عمران کا یہ آئیڈیا تو ڈراپ ہو گیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم شہر میں پھیل کر یہ معلومات حاصل کریں کہ ہیون کو شراب اور ضروریات زندگی کی سپلائی کون کرتا ہے اور کیسے کی جاتی ہے۔ پھر وہاں پہنچنے کا کوئی طریقہ سوچا جائے''۔ صفدر نے کہا۔

''تم اس سارے معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تمہیں وہاں تک آسانی سے پہنچا دوں گا۔ آگے راستے خود بخود بن جائیں گے''۔ تنویر نے کہا۔

''تم کیا کرو گے۔ پہلے تفصیل بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''تفصیل بتائی تو پھر تم سب عمران کی طرح اگر مگر کے چکر میں پڑ جاؤ گے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ کام مجھ پر چھوڑ دو''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ ساری ٹیم کی زندگیاں تم پر نہیں چھوڑی جا سکتیں۔ تم اپنا آئیڈیا بتاؤ۔ اگر مناسب ہو گا تو ہم اسے فوراً قبول کر لیں گے ورنہ خاموش رہو''...... جولیا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''آئیڈیا یہ ہے کہ ہم گھاٹ سے لانچ پر قبضہ کریں گے اور ہیون پہنچ جائیں گے بس''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر درست کہہ رہا ہے۔ یہی آئیڈیا قابل عمل ہے۔ باقی سب آئیڈیاز وقت کا ضیاع ہیں''...... کسی اور کے بولنے سے پہلے

کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے''...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کیا کہتے ہو صفدر''...... جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بظاہر تو یہ آئیڈیا ہی قابل عمل ہے لیکن ہمیں رات کے اندھیرے میں سفر کرنا ہو گا اور دوسری بات یہ کہ خصوصی اسلحہ بھی یہاں مارکیٹ سے خرید کر ساتھ لے جانا ہو گا کیونکہ وہاں ہم نے ایک لحاظ سے سرچ آپریشن کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن ہیون میں صرف وہی آدمی داخل ہو سکتا ہے جس کے کوائف وہاں کے مین کمپیوٹر میں فیڈ ہوں گے جبکہ ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہے اس لئے جیسے ہی ہم وہاں داخل ہوں گے ہم پر کہیں نہ کہیں سے اسلحہ یا ریز فائر ہو جائیں گی''...... جولیا نے کہا۔

''اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ تم اسلحہ خرید کر لاؤ اور میں یہاں کی مارکیٹ سے خصوصی چپس خریدوں گا اور پھر انہیں مخصوص نوعیت میں ڈھال دوں گا۔ اس طرح کمپیوٹر چیکنگ ریز ہم کو چیک ہی نہ کر سکیں گی''...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر یہ طے ہو گیا کہ ہم نے آج رات ہی ہیون پہنچنا ہے''...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اسلحہ اور کمپیوٹر چپس کے حصول کے لئے ہمیں کوئی ٹپ چاہئے

ورنہ اگر ہم نے براہ راست خریداری کی تو ہمارے بارے میں اطلاعات مخالف کیمپ تک پہنچ جائیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''چیف نے کرسٹل کلب کے مالک اور جنرل مینجر کرسٹل کی ٹپ دی تھی۔ اسے استعمال کیا جا سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ واقعی ٹھیک رہے گا۔ نعمانی، تمہیں جو کچھ چاہئے وہ تم نوٹ کر لو''...... صفدر نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے ساتھ جانا پڑے گا۔ تب ہی خریداری ہو سکتی ہے''۔ نعمانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے صفدر۔ تم اسلحہ کے لئے اور نعمانی کمپیوٹر کے سامان کی خریداری کے لئے میرے ساتھ جاؤ گے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر اس دوران گھاٹ پر جا کر سروے کریں گے کہ رات کو ہم نے کیا کارروائی کرنی ہے''...... جولیا نے کہا اور اس بار سب نے ہی مطمئن انداز میں سر ہلا دیئے۔

ٹیکسی ہارڈ کلب کی تین منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ کے قریب رک گئی۔

''ہارڈ کلب آ گیا ہے سر''...... ڈرائیور نے مڑ کر عقبی سیٹ پر موجود ٹائیگر سے کہا۔

''ٹیکسی اندر لے جاؤ۔ یہاں کیوں روک دی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سر آپ شاید پہلی بار یہاں آئے ہیں۔ یہاں ٹیکسی اندر لے جانا منع ہے''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے کہا اور ٹیکسی سے اتر کر اس نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کو دے دیا۔

''باقی تم رکھ لو''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر گیٹ کی اندرونی

طرف بڑھنے لگا۔ جو لوگ کلب میں آ جا رہے تھے ان کو دیکھ کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کلب کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے۔ وہ چونکہ خود بھی انڈر ورلڈ میں ہی گھومتا رہتا تھا اس لئے اسے فوراً ہی ایسی باتوں کا ادراک ہو جایا کرتا تھا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ ایک بڑے ہال میں پہنچ گیا جہاں مرد اور عورتوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو لڑکیاں اور دو مرد موجود تھے۔ ایک لڑکی اور ایک مرد ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک لڑکی اپنے سامنے فون رکھے سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بار بار رسیور اٹھاتی، باتیں کرتی اور پھر رسیور رکھ دیتی تھی جبکہ ایک مرد سائیڈ پر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں سرچ لائٹوں کی طرح پورے ہال کو چیک کر رہی تھیں۔ ٹائیگر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا تو اس آدمی کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا تناؤ آ گیا تھا۔

''مجھے فون پر بتایا گیا ہے کہ میں مسٹر ہارڈ کی بجائے مینجر جیرالڈ سے مل سکتا ہوں۔ ان کا آفس کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر کہا۔

''آپ کون ہیں''...... اس آدمی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''میں نے پہلے بھی فون پر بتایا تھا کہ میرا نام جیگر ہے اور میرا تعلق ہالینڈ کے روڈن گروپ سے ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"روڈن گروپ سے۔ کیا واقعی"...... اس آدمی نے غور سے
ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اس فقرے کے جواب م
روڈن گروپ کیا ردعمل ظاہر کر سکتا ہے لیکن میں یہاں قتل و غارت
نہیں کرنا چاہتا اس لئے آپ کو آئندہ ایسا ثبوت نہیں طلب کر
چاہئے"...... ٹائیگر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"مینجر کا آفس دوسری منزل پر ہے"...... اس آدمی نے چ
لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اور جنرل مینجر کا آفس کہاں ہے۔ کیا وہ بھی دوسری منزل پ
ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ تیسری منزل پر ہے"...... اس آدمی نے بے سا
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ میری آمد کی اطلاع جیرالڈ کو دے دیں تاکہ ا
میرا شایان شان استقبال کر سکے"...... ٹائیگر نے کہا اور سائیڈ
موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد لفٹ اوپر سے نیچے آ
اور اس کا دروازہ کھلتے ہی چار آدمی لفٹ سے باہر نکل کر آگے بڑھ
گئے تو ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ لفٹ بوائے نے دروازہ بند کیا اور بٹ
پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے لفٹ ایک جھٹکے سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔

"تیسری منزل پر جانا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو لفٹ بوائ
اس طرح چونک پڑا جیسے ٹائیگر نے کوئی غیر معمولی بات کر دی ہو۔

س دوران لفٹ ایک جھٹکے سے رک گئی تھی۔

"سر۔ یہ لفٹ صرف دوسری منزل تک جا سکتی ہے۔ تیسری
منزل پر جانے کے لئے دوسری خصوصی لفٹ ہے جناب"...... لفٹ
بوائے نے کہا۔

"مینجر جیرالڈ کا آفس دوسری منزل پر ہے یا تیسری منزل پر"۔
ٹائیگر نے پوچھا۔

"اوہ۔ وہ تو دوسری منزل پر ہے۔ تیسری منزل پر تو جنرل مینجر
صاحب کا آفس ہے اور وہ تو ویسے بھی کسی سے نہیں ملتے"۔ لفٹ
بوائے نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا
تو ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے باہر آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی
راہداری تھی جس میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر جیرالڈ کا نام اور
نیچے اس کا عہدہ بطور مینجر لکھا گیا تھا۔ دروازے کے سامنے دو مسلح
افراد موجود تھے۔

"مجھے مینجر سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تشریف لے جائیں جناب"...... ایک مسلح آدمی نے کہا تو
ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو
دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا
کمرہ تھا جسے خاصے جدید انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا
جبکہ خاصی بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"میرا نام جیگر ہے اور میرا تعلق ہالینڈ کے روڈن گروپ سے ہے"...... ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

"بیٹھیں۔ مجھے کاؤنٹر سے اطلاع مل چکی ہے"...... اس آدمی نے خاصے سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے دراصل آپ سے نہیں بلکہ آپ کے جنرل مینجر مسٹر ہارڈ سے ملنا ہے۔ کیا آپ ان سے میری ملاقات کا بندوبست کر سکیں گے یا مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مسٹر جیگر۔ آپ کو ہالینڈ چھوڑے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے"...... جیرالڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"چند گھنٹے۔ کیوں"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ روڈن گروپ کا چیف سالسٹری ایک ہفتہ پہلے مارا جا چکا ہے اور اس کی موت کے ساتھ ہی گروپ بکھر گیا ہے"۔ جیرالڈ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"گروپ بکھرا نہیں مسٹر جیرالڈ۔ آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ اب گروپ کا چیف کارلس ہے"...... ٹائیگر نے اور بھی زیادہ اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا رابطہ پاکیشیا سے روانگی سے قبل کارلس سے فون پر ہوا تھا اور اسے بھی ساری تفصیل کا علم تھا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ کا تعلق روڈن گروپ سے ہے۔ فرمائیں کیا کہنا ہے آپ نے"...... جیرالڈ نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے بھی بتایا ہے اور اب دوبارہ بھی بتا دیتا ہوں کہ میرا نام جیگر ہے اور میرا تعلق روڈن گروپ سے ہے اور میں نے مسٹر ہارڈ سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے خاصے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سوری۔ وہ کسی سے نہیں ملتے۔ آپ جا سکتے ہیں مسٹر جیگر"۔ جیرالڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ میری ان سے فون پر تو بات کرا سکتے ہیں۔ وہ کرا دیں ورنہ دوسری صورت میں مجھے خود آگے بڑھنا ہو گا اور مسٹر ہارڈ کو روڈن گروپ سے شکایت پیدا ہو جائے گی اور ہم نہیں چاہتے کہ ایسا ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو جیرالڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"جیرالڈ بول رہا ہوں۔ مسٹر جیگر کا تعلق واقعی روڈن گروپ سے ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے اور کارلس سے بھی میری فون پر بات ہو چکی ہے۔ اس نے بھی اسے کنفرم کیا ہے"...... جیرالڈ نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے ہونے والی بات سنتا رہا اور پھر اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"چیف نے ملاقات کی اجازت دے دی ہے"...... جیرالڈ نے

ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی ناممکن بات ممکن ہو گئی ہو۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور باہر موجود مسلح افراد میں سے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

''یس سر''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید جیرالڈ نے کوئی خفیہ بٹن پریس کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ آدمی اندر داخل ہوا تھا۔

''مسٹر جیگر کو باس کے سپیشل آفس تک پہنچا دو''...... جیرالڈ نے کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر''...... اس مسلح آدمی نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تھینک یو مسٹر جیرالڈ۔ شاید جلد ہی آپ سے دوبارہ ملاقات ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے''...... جیرالڈ نے جواب دیا تو ٹائیگر اس مسلح آدمی کے ساتھ ہی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باہر آ کر مسلح آدمی لفٹ والی سائیڈ کی طرف جانے کی بجائے مختلف سمت میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس کی پیروی کر رہا تھا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ اس مسلح آدمی نے دروازہ کھولا تو یہ لفٹ تھی۔

''یہ لفٹ آپ کو تیسری منزل پر پہنچا دے گی۔ وہاں ایک ہی دروازہ ہے جو کھلا ہو گا۔ آپ اندر چلے جائیں''...... اس مسلح آدمی نے لفٹ کے باہر ہی رکتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے کہا اور لفٹ میں داخل ہو گیا۔ اس کے لفٹ میں داخل ہوتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی لفٹ ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھی لیکن جیسے ہی لفٹ اوپر کو اٹھی یکلخت چھت سے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی ہلکے نیلے رنگ کا دھواں لفٹ میں پھیلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے دھواں اور بو محسوس کرتے ہی اپنا سانس روکنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن یکلخت جیسے گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں اچانک بجلی چمکتی ہے اسی طرح ٹائیگر کے ذہن میں بھی روشنی کی لکیریں تیزی سے پھیلنے لگیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ محسوس کرتے ہی اس کے ذہن کو زور دار جھٹکا لگا کہ اس کا جسم حرکت کرنے سے معذور تھا۔ اس ذہنی جھٹکے کی وجہ سے اس کا شعور بیدار ہو گیا اور وہ حیرت سے اپنے آپ کو اور ارد گرد کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لفٹ کی بجائے جس میں ہلکے نیلے رنگ کا دھواں پھیلتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اب وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں عقبی دیوار کے ساتھ فرش پر اس انداز میں موجود تھا کہ اس کا نچلا دھڑ زمین کے اندر اور اوپر والا جسم زمین سے باہر تھا۔ اس کے دونوں بازو بھی کلائیوں تک زمین کے اندر تھے اور وہ صرف اوپر والے جسم کو حرکت دے سکتا تھا۔ جسم کا جو حصہ زمین کے اندر تھا وہ مکمل طور پر اس حد تک بے حس و حرکت تھا کہ اسے اس کی موجودگی کا بھی احساس نہ ہو رہا

تھا۔ البتہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے نچلے جسم کو کاٹ
کہیں پھینک دیا گیا ہو۔ کمرہ خالی تھا اور اس کا سامنے موجود
دروازہ بھی بند تھا۔

''یہ سب کیا ہے۔ ہارڈ نے اگر یہ سب کیا ہے تو اس کا
جواز ہے''...... ٹائیگر نے اپنے طور پر سوچتے ہوئے کہا لیکن ظا
ہے اس کے پاس جواب دینے کے لئے کچھ نہ تھا۔ وہ بار بار یہ
بات سوچ رہا تھا کہ اگر ہارڈ کو اس کی طرف سے کوئی خطرہ تھا تو
اسے بے ہوش کرا کر ہلاک کرا دیتا۔ اسے زندہ رکھنا اور اس انداز
میں قید کرنا بتا رہا تھا کہ وہ کسی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو گا
یہی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ وہ مجبوری کیا ہے۔

ہارڈ کے بارے میں اسے شولڈر نے بتایا تھا کہ اس کے آد
اس کی نگرانی کر رہے ہیں اور ٹائیگر نے ہارڈ سے ملاقات کے ل
ہالینڈ کے روڈن گروپ کی ٹپ استعمال کی تھی اور جس انداز م
منیجر جیرالڈ نے اسے ہارڈ کے آفس بھجوایا تھا اس سے تو یہی ظا
ہوتا تھا کہ بظاہر اس کی ٹپ کامیاب رہی ہے لیکن پھر اچانک سارا
صورت حال ہی بدل گئی تھی۔ مسلسل سوچنے کے باوجود جب کو
بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے اپنے اوپر والے جسم کو ڈھ
چھوڑ دیا اور پھر آنکھیں بند کر کے اس نے اپنے پراگندہ ذہن
ایک نقطے پر مرکوز کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اسے معلوم تھا
جس انداز میں اسے قید کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آ

وقت اس پر کٹھن ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اس نے ذہن کو
ب کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کچھ
ذہن کو بلینک کرنے کے بعد جب وہ اسے اوپن کرے گا تو
ا کا ذہن ہر طرح سے فریش اور طاقتور ہو جائے گا اور اس کے
ات اس کے اعصاب پر بھی بے حد خوشگوار ثابت ہوں گے۔

پھر نجانے کس وقت اس کا ذہن بلینک ہو گیا۔ اچانک اس کے
ہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بیدار
تا چلا گیا۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے دیکھا کہ سامنے ایک
نچی پشت کی کرسی پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کی تیز نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں جبکہ اس کے ساتھ ہی
یک اور آدمی کھڑا تھا جس کا ہاتھ اس انداز میں اوپر اٹھا ہوا تھا
جیسے وہ ٹائیگر کے سر پر ضرب لگانے ہی والا ہو اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ
پہلے بھی اس کی لگائی ہوئی ضرب سے اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا
ہے جس کی وجہ سے وہ بیدار ہوا ہے۔

''تم مراقبہ کر رہے تھے۔ کیا کر رہے تھے۔ تمہارا ذہن ساکت
تھا''...... سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو
کر کہا۔

''پہلے اپنا تعارف کرا دو تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں کس
حیثیت کے آدمی سے مخاطب ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں کرنل بروک ہوں۔ ڈوم کا چیف''...... اس آدمی نے

جواب دیا۔

’’ڈوم۔ وہ کیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ڈیتھ آف مسلم ورلڈ ہے جسے عرف عام میں ڈوم کہا جاتا ہے۔ تمہارا نام ٹائیگر ہے اور تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور تم خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے شاگرد ہو۔ عمران شدید زخمی ہے اس لئے وہ ڈاکٹر کمال حسین کو اور قحط سے بچنے کا انقلابی ایگری فارمولا واپس لے جانے کے لئے خود تو نہیں آ سکا اس لئے اس نے اپنی جگہ تمہیں بھیجا ہے۔ اس کے ساتھ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم بھی ہالینڈ پہنچی ہے۔ اس ٹیم میں ایک عورت اور چار مرد شامل ہیں۔ پاکیشیا سے تم سب اکٹھے ایک ہی فلائٹ پر ہالینڈ پہنچے جہاں وہ ٹیم رک گئی اور تم مایو آ گئے۔ یہاں تمہیں مارک کر لیا گیا۔ پھر آگے تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے آدمی شولڈر نے تمہیں ہار کلب کا راستہ بتایا اور تم وہاں پہنچ گئے۔ وہاں تمہارے استقبال کے لئے پہلے ہی تیاری مکمل تھی جس کے نتیجے میں تم یہاں پہنچا دیئے گئے اور تمہیں یہاں پہنچے ہوئے آج تیسرا روز ہے‘‘...... کرنل بروک نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

’’تیسرا روز۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تین روز کچھ کھائے پیئے بغیر اگر گزر جاتے تو میں انتہائی شدید کمزوری محسوس کر رہا ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے‘‘...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل بروک بے اختیار ہنس پڑا۔

’’ہم نے تمہیں طاقت کے انجکشن دیئے ہیں اس لئے تمہیں کوئی کمزوری محسوس نہیں ہو رہی‘‘...... کرنل بروک نے کہا۔

’’یہ سب کچھ جو تم نے کہا ہے یہ کہاں سے معلوم کیا ہے تم نے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’تمہارے ذہن سے۔ ہم نے تمہارے ذہن کو مخصوص آلات سے چیک کیا ہے۔ ہم انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتے ہیں‘‘...... کرنل بروک نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

’’لیکن مجھے اس انداز میں قید کرنے اور اتنے دن بے ہوش رکھنے کا کیا جواز ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہم تمہارے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس گروپ کو کور کرنا چاہتے تھے۔ تمہارے ذہن سے اس گروپ کے لوگوں کے حلیئے وغیرہ معلوم کئے گئے لیکن ان لوگوں نے گیم کھیلی اور مایو پہنچ کر ایئر پورٹ پر ہی حلیئے تبدیل کر لئے لیکن اس گروپ میں شامل عورت پہلے ہی سوئس نژاد تھی۔ وہ اسی حلیئے میں رہی۔ اس طرح یہ گروپ ہمارے سامنے رہا۔ مایو میں انہوں نے ہوٹل ولاز میں قیام کیا۔ ہمارے ماہرین نے تمہارے ذہن سے پاکیشیائی زبان کے مخصوص الفاظ نکال لئے۔ ان الفاظ کو ایک مخصوص کمپیوٹر کے ذریعے ہوٹل کے اس کمرے میں استعمال کیا گیا اور ان کے درمیان ہونے والی تمام باتیں جو وہ پاکیشیائی زبان میں کر رہے تھے ترجمہ ہو کر

ہمارے پاس پہنچتی رہیں۔ اس طرح ہم ان کے عزائم سے ساتھ ساتھ آگاہ ہوتے رہے۔ تمہارا سیل فون آف کر دیا گیا تھا اس لئے وہ باوجود کوشش کے تمہارے ساتھ رابطہ نہ کر سکے۔ چونکہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ تمہیں اس لئے یہاں بھیجا گیا ہے کہ تم یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے انہیں اطلاع دو اور پھر وہ یہاں آئیں اور ہالینڈ میں ہم ان پر ہاتھ ڈالنا نہ چاہتے تھے ورنہ ہالینڈ حکومت حرکت میں آ جاتی۔ وہاں سیاحوں کو معمولی سا نقصان پہنچنے پر پوری حکومت ہل جاتی ہے اس لئے ہمیں ان کے یہاں آنے کا انتظار تھا۔ تم سے رابطہ نہ ہونے پر انہوں نے خود یہاں آ کر کام کرنے کا فیصلہ کیا اور یہی ہم چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ یہاں پہنچ گئے۔ گو اس عورت کے علاوہ باقی آدمیوں نے حلیئے بدل لئے تھے لیکن اس عورت کی وجہ سے وہ بھی چیک ہو گئے۔ وہ یہاں ہوٹل ولاز میں ٹھہر گئے۔ ہم نے وہاں بھی جدید آلات کی مدد سے نگرانی جاری رکھی۔ ہمیں کوئی ثبوت چاہئے تھا کہ ان کا تعلق واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور پھر یہاں ہمیں ایک حتمی ثبوت مل گیا۔ انہوں نے ہوٹل کے فون سے پاکیشیا کال کی اور وہاں اپنے چیف سے ہدایات لی تھیں اس لئے ہم کنفرم ہو گئے اور جیسے ہی وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ انہوں نے کسی نہ کسی طرح ہیون میں داخل ہونا ہے تو ہم نے ان پر ریڈ کر دیا۔ کمرے میں اچانک بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس پھیلا دی گی اور ان سب کو بے ہوش کر دیا

لیا اور پھر اسی بے ہوشی کے عالم میں انہیں بھی یہاں منگوا لیا لیا''...... کرنل بروک نے اسی طرح مزید تفصیل بتا دی جیسے کوئی تحت اپنے باس کو تفصیلی رپورٹ دیتا ہے۔

''اچھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی یہاں پہنچ جائیں گے اور انہیں بھی تمہاری طرح قید کر یا جائے گا۔ یہاں اس کے انتظامات موجود ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ مایو میں ہمارا کوئی سنٹر نہیں ہے۔ ہمارا ہیڈ آفس ولنگٹن میں ہے یکن تم لوگوں کے خاتمے کی وجہ سے ہم یہاں موجود ہیں اور یہاں ہم نے تمام تر انتظامات ہنگامی طور پر کئے ہیں اور تمہیں اس انداز میں قید کرنے کے انتظامات بھی حالیہ ہی ہیں۔ اسی طرح تمہارے ساتھیوں کو بھی یہاں قید کیا جائے گا''...... کرنل بروک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش عورت لدی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے دوسرا آدمی تھا جس کے کاندھے پر ایک بے ہوش مرد تھا۔ اس طرح آنے والوں کی تعداد پانچ تھی۔

''گراڈ۔ انہیں نیچے فرش پر لٹا دو اور پھر فرش کو ہٹا کر انہیں اندر جکڑ دو''...... کرنل بروک نے کہا۔

''یس باس''...... اس آدمی جسے گراڈ کہا گیا تھا، نے جواب دیا۔ اس نے عورت کو کاندھے پر لادا ہوا تھا۔ اس نے اور اس کے

ساتھیوں نے جب انہیں نیچے لٹایا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ عورت جولیا تھی جو اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ مردوں کو بھی دیکھ کر ٹائیگر پہچان گیا تھا۔ وہ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور نعمانی تھے۔ گو وہ چاروں میک اپ میں تھے لیکن ٹائیگر انہیں آسانی سے پہچان گیا تھا۔ وہ آدمی جس کا نام گراڈ تھا اس نے ٹائیگر سے ذرا ہٹ کر آگے بڑھ کر فرش پر ایک خاص جگہ پر زور سے پیر مارا تو ٹائیگر کی دونوں سائیڈوں پر فرش درمیان سے پھٹ کر آگے اور پیچھے کی طرف ہٹ گیا۔ اب ٹائیگر کو اپنے دونوں اطراف میں پانچ سوراخ نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر جہاں موجود تھا وہاں بھی فرش آگے پیچھے ہٹ گیا تھا اور ٹائیگر کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے تھے۔

ٹائیگر نے اپنے نچلے جسم کو دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہے لیکن اس کے دونوں پیر نیچے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس کی دونوں ٹانگوں میں البتہ معمولی سی حرکت محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی۔ شاید مسلسل دباؤ کی وجہ سے اور دو تین روز سے اسی حالت میں رہنے کی وجہ سے اس کا نچلا دھڑ سن ہو گیا تھا اور اب اعصاب پر زور پڑنے کی وجہ سے اس میں معمولی سی حرکت نمودار ہو گئی تھی۔ اس دوران گراڈ اپنے ساتھیوں کی مدد سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کی دونوں ٹانگیں سوراخ میں لٹکا کر فرش پر مخصوص جگہ پر پیر مارتا تو ان کے پیر کڑوں میں جکڑے جاتے جبکہ بے ہوش جسم کے پیچھے موجود فرش پر پشت لگا دی جاتی۔ اس

طرح جولیا ٹائیگر کے دائیں طرف اور باقی ساتھی اس کے بائیں طرف جکڑے گئے۔ پھر مخصوص جگہ پر پیر مارتے ہی فرش برابر ہو گیا اور ٹائیگر کے علاوہ باقی سب کے جسم ان کے ہاتھوں سمیت فرش کے نیچے آ گئے جبکہ وہ خود اسی جگہ ڈھلکی ہوئی صورت میں فرش پر کھڑے تھے لیکن ٹائیگر نے یہ بات ذہن میں رکھی تھی کہ جب گراڈ نے مخصوص جگہ پر پیر مارا تو ٹائیگر کے دونوں ہاتھ اٹھ گئے تھے اور فرش برابر ہوتے ہی اس نے ہاتھ فرش پر رکھ دیئے تھے۔ اس طرح اب اس کے جکڑے ہوئے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے لیکن دونوں ہاتھ بھی کلائیوں تک سن ہو رہے تھے مگر آزاد ہو جانے کی وجہ سے شاید ہوا لگنے پر ان میں اب حرکت محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی۔

”ان کے میک اپ ختم کرو“...... کرنل بروک نے گراڈ سے کہا کیونکہ باقی لوگ باہر چلے گئے تھے۔ اب وہاں صرف گراڈ رہ گیا تھا۔ شاید وہی اس سارے سسٹم کا انچارج تھا۔

”یہ سب ماسک میک اپ میں ہیں باس“...... گراڈ نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر باری باری سب کے چہروں سے ماسک ہٹانا شروع کر دیئے۔ وہ شاید ایسے کاموں میں مہارت رکھتا تھا اس لئے اس نے واقعی بڑے ماہرانہ انداز میں ماسک اتار دیئے تھے۔ اب صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور نعمانی سب اپنے اصل چہروں میں نظر آ رہے تھے۔

''انہیں ہوش میں لے آؤ''...... کرنل بروک نے کہا۔

''یس باس''...... گراڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک درمیانے سائز کی بوتل نکالی۔ اسے زور زور سے ہلایا اور پھر اس کا ڈھکن اتار کر اس نے فرش پر پشت کے بل پڑی جولیا کی ناک سے بوتل لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی۔ اس کا ڈھکن لگایا اور ایک بار پھر اسے زور زور سے ہلا کر وہ ٹائیگر کی دوسری طرف موجود صفدر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باری باری ان چاروں کی ناک سے بوتل لگا کر ہٹائی تھی اور پھر آخری بار اس نے بوتل کو ڈھکن لگا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد جولیا اور اس کے ساتھی کراہتے ہوئے ہوش میں آنے لگے اور جیسے جیسے وہ ہوش میں آتے گئے وہ جھٹکے سے سیدھے ہو گئے۔ پھر وہ حیرت سے اپنے نچلے جسم کو دیکھتے اور پھر کمرے کو۔

ٹائیگر کے دونوں ہاتھ اب فرش پر رکھے ہوئے تھے اور اب ان میں پوری طرح حرکت بحال ہو چکی تھی۔ کرنل بروک اور گراڈ دونوں نے اس کے دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوئے چیک کر لئے تھے لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی تھی۔ شاید ان کے خیال کے مطابق اس سے انہیں کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں''...... جولیا نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ کرنل بروک ہیں۔ ڈوم کے چیف اور ہم سب ان کے قیدی ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈوم۔ وہ کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں تمہیں۔ ڈوم کا مطلب ڈیتھ آف مسلم، اور ہمارا ماٹو یہی ہے کہ ہم نے پوری دنیا کے مسلم ممالک اور مسلمانوں کو ختم کر کے یہاں قیامت تک جیوش سلطنت کو قائم کرنا ہے۔ ہمارا مقصد اس زمین سے مسلمانوں کا مکمل خاتمہ ہے اور ہم ایسا کر کے رہیں گے۔ مجھے معلوم ہے اور میں نے تمہارے ساتھی ٹائیگر کو کہہ دیا ہے کہ ہم تمہارے انتظار میں یہاں موجود تھے اور تم پاکیشیا سے روانہ ہوئے تو ہماری نظروں میں تھے اور ہم تم سب کو مایو لے آنا چاہتے تھے اور اب تم جیسے ہی مایو پہنچے ہم نے تم پر ہاتھ ڈال دیا۔ اب تم سب یہاں جکڑے ہوئے موجود ہو اور یہ نظام ایسا ہے جسے تم کسی صورت بھی اوپن نہیں کر سکتے''...... کرنل بروک نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تمہارا اور تمہاری تنظیم کا تعلق گرین گارڈ سے ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا براہ راست تعلق گرین گارڈ سے ہے اور ہم نے گرین گارڈ کے لئے بے شمار خدمات انجام دی ہیں۔ ہم انتہائی تربیت یافتہ ہیں اور انتہائی جدید ترین آلات کو بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے مسلم ورلڈ کے بے شمار ایسے افراد کو ہلاک کیا

ہے جو یہودیوں کے خلاف تھے۔ تمہیں بھی آخر کار ہلاک کر دیا جانا ہے''...... کرنل بروک نے کہا۔

''تم نے ہمیں یہاں کیوں قید کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''گرین گارڈ کے سپر چیف باس لارڈ ٹاسکی یہاں آئیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے ساتھ اسرائیل کے صدر بھی ہوں۔ وہ تم سے باتیں کر کے کنفرم کریں گے کہ تمہارا تعلق واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس کے بعد تمہیں ان کے سامنے عبرتناک انداز میں ہلاک کر دیا جائے گا۔ ابھی میں لارڈ ٹاسکی کو اطلاع دوں گا اور کل وہ یہاں پہنچ جائیں گے''...... کرنل بروک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ شاید تفصیل سے بات کرنا اس کی عادت میں شامل تھا۔

''کرنل بروک۔ کیا آپ کنفرم ہیں کہ ڈاکٹر کمال حسین ابھی تک ہیون ہسپتال میں ہیں یا وہاں سے جا چکے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ ہسپتال سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب وہ پوری طرح صحت مند ہیں اور لیبارٹری میں اپنے فارمولے پر کام کر رہے ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں فارمولا مکمل کر لیں گے۔ اس کے بعد پوری دنیا کا مستقبل یہودیوں کے ہاتھ میں آ جائے گا''...... کرنل بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس

کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں لارڈ صاحب کو اطلاع کر دوں۔ گراڈ۔ تم نے یہیں رہنا ہے''...... کرنل بروک نے گراڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... گراڈ نے جواب دیا اور کرنل بروک تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر چلا گیا اور پھر اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تو گراڈ جو اب تک کھڑا تھا تیزی سے آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے کرنل بروک بیٹھا ہوا تھا۔

''تمہارا تعلق بھی ڈوم سے ہے''...... ٹائیگر نے گراڈ سے پوچھا۔

''ہاں''...... گراڈ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کتنے لوگ ہیں ڈوم میں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''دو سیکشن ہیں۔ ایک یہاں آ گیا ہے اور دوسرا ولنگٹن میں موجود ہے''...... گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم لوگ ہیون کا چکر لگا چکے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ صرف فون پر بات ہو سکتی ہے''...... گراڈ نے جواب دیا۔

''کیا تم مجھے پانی پلا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے اچانک کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ جب تک تم زندہ ہو تمہیں پانی پلایا جا سکتا ہے''...... گراڈ نے کہا اور اٹھ کر ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گیا

اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گیا اور اس کے عقب میں دروازہ بند ہوا تو ٹائیگر کا جسم تیزی سے آگے کی طرف جھکتا چلا گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے تھے اور چند لمحوں بعد اس نے دونوں ہاتھوں کو فرش پر زور سے مارا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی فرش درمیان سے پھٹ کر کچھ حصہ آگے اور کچھ حصہ پیچھے کی طرف ہٹ گیا۔

''ارے یہ کیا۔ یہ تو ہمارے پیر بھی جکڑے ہوئے ہیں''۔ جولیا نے کہا جبکہ ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تھوڑا سا آگے جھک کر ایک بار پھر دونوں ہاتھوں کو فرش پر مارا اور دوسرے لمحے اس کا جسم الٹی قلابازی کھا کر باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی سرر کی آواز کے ساتھ ہی آگے پیچھے ہونے والا فرش دوبارہ آپس میں مل گیا اور جولیا اور اس کے ساتھی ایک بار پھر پہلے والی پوزیشن میں آ گئے لیکن ٹائیگر اب آزاد ہو چکا تھا۔ چونکہ اس کے سامنے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو جکڑا گیا تھا اس لئے وہ اس سارے سسٹم کو بغور دیکھتا رہا تھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اس لئے باہر کر لئے تھے جس کی پرواہ کرنل بروک اور گراڈ نے نہ کی تھی۔ شاید ان کا خیال تھا کہ ٹائیگر ہاتھ آزاد کر لینے کے باوجود کچھ نہ کر سکتا تھا۔ ٹائیگر نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے لگا لیکن پھر لڑکھڑا کر گر گیا کیونکہ اس کی دونوں ٹانگیں بے جان اور بے حس تھیں لیکن اسی لمحے اس کے کانوں میں کسی کے قدموں کی آتی ہوئی

آواز پڑی تو وہ سمجھ گیا کہ گراڈ پانی لے کر آ رہا ہے اور وہ اندر آ کر اسے آزاد دیکھ کر اسے گولی بھی مار سکتا ہے اس لئے وہ تیزی سے گھسٹتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس طرح فرش پر گھسٹ رہا تھا جیسے کوئی معذور آدمی گھسٹتا ہے لیکن باوجود تیزی کے وہ ابھی دروازے سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور گراڈ ہاتھ میں پانی کی بوتل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''ارے یہ کیا۔ تم اس حالت میں''...... گراڈ نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ تیزی سے جیب میں داخل ہوا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا ٹائیگر نے یکلخت دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر پوری قوت سے اپنا نچلا دھڑ اوپر کو اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں قلابازی کھا گیا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے سامنے کھڑے گراڈ کے سینے پر پڑے اور وہ چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا۔ گرتے ہوئے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آ گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا لیکن اچانک جھٹکے کی وجہ سے مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گرا اور پھر فرش پر پھسلتا ہوا ٹائیگر کے ہاتھ کے قریب جا کر رک گیا۔ گراڈ نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کے انداز میں مہارت اور پھرتی دونوں موجود تھیں لیکن اس کی بدقسمتی کہ ٹائیگر نے مشین پسٹل اٹھا لیا تھا اور پھر جیسے ہی گراڈ اٹھ کر کھڑا ہوا ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گراڈ کے

حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔

''ٹائیگر۔ ٹائیگر ہمیں رہا کراؤ ورنہ کرنل بروک اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ جائیں گے''...... صفدر نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر کا تیزی سے گھوما اور اس نے ہاتھ لمبا کر کے سب سے پہلے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر وہ کرالنگ کرنے کے انداز میں واپس جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے صفدر کے آگے فرش کے ایک خاص حصے پر دونوں ہاتھ مارے تو فرش کھل گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے تیزی سے آگے کھسک کر ایک اور جگہ پر ہاتھ مارے تو صفدر کے پاؤں بھی کڑوں سے آزاد ہو گئے اور صفدر اچھل کر اس سوراخ سے باہر آ گیا۔ اب صفدر بھی اس سسٹم کو بہت اچھی طرح سمجھ چکا تھا اس لئے تھوڑی ہی دیر میں جولیا اور دوسرے ساتھی سب اس عجیب قید سے رہائی پا چکے تھے۔

''تمہاری ٹانگوں کو کیا ہوا ہے''...... صفدر نے آگے بڑھ کر ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ تین روز سے اسی حالت میں رہنے کی وجہ سے ... ہو گئی ہیں۔ اب آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اٹھو۔ میرا سہارا لے لو''...... صفدر نے کہا۔

''ہم باہر جا رہے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''رک جاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... صفدر نے

''نہیں۔ تم ٹائیگر کو ٹھیک کرو۔ باقی ساتھی کافی ہیں۔ اسلحہ بھی ... نہ کہیں سے مل جائے گا۔ فی الحال ایک مشین پسٹل تو موجود ...''...... جولیا نے کہا لیکن اسی لمحے انہیں دروازے کی دوسری ... تیز قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آنے والے دو تھے لگتا تھا کہ انہیں جلدی ہے۔

''سائیڈ پر ہو جاؤ۔ دو آدمی آ رہے ہیں۔ ان کے پاس یقیناً ...نہ بھی ہو گا''...... صفدر نے کہا اور وہ سب تیزی سے پنجوں کے ... دوڑتے ہوئے دروازے کی دونوں سائیڈوں میں کھڑے ہو ...ئے۔ صفدر نے آہستہ سے دروازے کا لاک ہٹا دیا جبکہ ٹائیگر ...ست کر دروازے کے سامنے سے ہٹ گیا تھا تاکہ آنے والے ...در داخل ہوتے ہی اسے پہلے نہ دیکھ سکیں۔ دوسرے لمحے بھاری ...روازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں ...ٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

''ارے یہ کیا''...... دونوں کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ سائیڈوں پر موجود صفدر اور تنویر دونوں بجلی کی سی تیزی سے جھپٹے اور دوسرے لمحے وہ دونوں اڑتے ہوئے سائیڈ دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرائے اور پھر نیچے گرتے ہی وہ دونوں اس قدر تیزی سے اٹھے جیسے ان کے جسموں میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ لگے ہوئے ہوں لیکن ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے

واپس فرش پر جا گرے۔ یہ فائرنگ تنویر نے کی تھی جس نے ایک
آدمی کو نہ صرف اچھال دیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ سے مشین گن بھی
جھپٹ لی تھی۔ دروازہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو چکا تھا۔

"اب ٹھیک ہے۔ دو گنیں اور ایک پسٹل۔ آؤ"...... صفدر نے
کہا۔ دوسری مشین گن اس کے ہاتھ میں موجود تھی۔

"یہ ہمیں ہلاک کرنے آئے تھے۔ شاید اس کرنل بروک کا ارادہ
تبدیل ہو گیا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال اب ان کا مکمل خاتمہ ضروری ہو گیا ہے"۔
صفدر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس
کے پیچھے تنویر، نعمانی اور کیپٹن شکیل بھی چلے گئے جبکہ جولیا وہیں رہ
گئی تھی۔

"تمہارے سیل فون کا کیا ہوا۔ وہ مسلسل آف تھا اور تم کیسے
ان کے ہاتھ آ گئے"...... جولیا نے ٹائیگر سے پوچھا جو اب اپنے
طور پر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ کرسی کے بازو
پر رکھے ہوئے تھے۔ جولیا کے پوچھنے پر اس نے اٹھنے کی مزید
کوشش ترک کر دی اور پھر اس نے وہ ساری تفصیل بتا دی جو اسے
کرنل بروک نے بتائی تھی۔

"یہ لوگ واقعی بے حد تربیت یافتہ ہیں۔ انہوں نے ہمیں اس
انداز میں گھیرا ہے کہ ہمیں احساس تک نہیں ہو سکا"...... جولیا نے
کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھنے کی کوشش شروع

کر دی۔ جولیا نے اس کی حوصلہ افزائی کرنا شروع کر دی اور دو تین
بار لڑکھڑا کر نیچے گرنے کے بعد آخرکار ٹائیگر کھڑا ہونے میں
کامیاب ہو گیا۔ گو اس کے دونوں ہاتھ اب بھی کرسی کی پشت پر
ٹکے ہوئے تھے لیکن وہ کھڑا اپنے پیروں پر ہی تھا۔

"میرا خیال ہے کہ انہوں نے تمہیں کوئی مخصوص انجکشن لگایا ہے
ورنہ جسم اس قدر بے حس صرف بے حرکت ہونے سے نہیں ہو
سکتا"...... جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ بہرحال اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہو رہا
ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کرسی کی پشت
سے بھی ہاتھ اٹھا لئے اور قدم اٹھانے کی کوشش شروع کر دی اور
پھر تھوڑی دیر بعد وہ چلنے پھرنے لگ گیا تو اس نے باقاعدہ خصوصی
انداز کی ورزش شروع کر دی اور آہستہ آہستہ اس کا جسم پوری طرح
حرکت میں آ گیا۔

"گڈ۔ تم نے واقعی ہمت کی ہے"...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر کا
چہرہ چمک اٹھا۔

"شکریہ مس جولیا"...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے دروازے کی
دوسری طرف سے قدموں کی آوازیں ابھریں تو ٹائیگر تیزی سے
دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا جبکہ جولیا دوسری سائیڈ پر دیوار سے
پشت لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ تو صفدر اور اس کے ساتھی ہیں"...... اچانک جولیا نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی وہ ٹائیگر کو پکار رہا تھا۔

''آ جائیں صفدر صاحب''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور صفدر اور اس کے پیچھے نعمانی اندر داخل ہوئے۔ پھر کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اندر آ گئے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہاں آٹھ افراد تھے۔ ان سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرا ارادہ تو کرنل بروک کو زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کرنے کا تھا لیکن تنویر نے میری ایک نہیں سنی۔ اس نے اسے بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر ایسے موقعوں پر کسی کی نہیں سنتا۔ حتیٰ کہ عمران کا کہنا بھی نہیں مانتا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ٹھیک ہو گئے ہو ٹائیگر''...... کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر ٹائیگر سے کہا۔

''ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب ہمیں ہیون پر حملہ کرنے کا پروگرام بنانا ہے۔ آؤ اب یہاں سے نکل چلیں''...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

گرین گارڈ کے سپر چیف لارڈ ٹاسکی ولنگٹن میں اپنے مخصوص آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گرین گارڈ کے بارے میں چونکہ سوائے چند خاص افراد کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے پوری دنیا کے لوگ لارڈ ٹاسکی کو پورے یورپ اور ایکریمیا میں موجود بڑے ہوٹلوں کی ایک چین کے مالک کی حیثیت سے پہچانتے تھے۔ لارڈز ہوٹل یورپ کے ہر بڑے اور اہم شہر کے ساتھ ساتھ ایکریمیا کے بھی تقریباً ہر بڑے شہر میں موجود تھے اور لارڈ ٹاسکی نے یہ آفس اپنے مخصوص محل میں بظاہر لارڈز ہوٹلوں کی چین کو کنٹرول کرنے اور ہدایات دینے کے لئے بنایا ہوا تھا لیکن دراصل یہ آفس گرین گارڈ کے سلسلے میں بھی کام کرتا تھا۔ اس وقت بھی لارڈ ٹاسکی گرین گارڈ کے سلسلے میں ہی ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھا لیا۔ البتہ ان کی نظریں مسلسل فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''جناب صدر اسرائیل سے بات کریں جناب''...... دوسری طرف سے ان کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو لارڈ ٹاسکی بے اختیار چونک پڑا۔

''یس سر۔ میں لارڈ ٹاسکی بول رہا ہوں سر''...... لارڈ ٹاسکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لارڈ صاحب۔ کیا پاکیشیائی سائنس دان اور ایکریمین فارمولے کے سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے''...... اسرائیلی صدر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ انتہائی اہم پیش رفت ہوئی ہے۔ ڈاکٹر کمال حسین کا ذہنی توازن درست کر دیا گیا ہے اور انہوں نے ازخود فارمولے پر بھی کام شروع کر دیا ہے۔ مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق جس تندہی سے وہ کام کر رہے ہیں اگر ایسے ہی کرتے رہے تو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر فارمولا مکمل ہو جائے گا اور اس کے بعد اس پر لیبارٹری تجربات شروع کئے جائیں گے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ لیبارٹری سے کتنا اجناس حاصل کیا جا سکتا ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا اطلاعات ہیں''۔

صدر نے پوچھا۔

''سر۔ یہی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ افراد جن میں ایک عورت اور چار مرد شامل ہیں، عمران کے شاگرد ٹائیگر کے ہمراہ پاکیشیا سے ہالینڈ پہنچے ہیں اور ٹائیگر وہاں سے مایو چلا گیا جبکہ باقی افراد ہالینڈ کے دارالحکومت میں ہی قیام پذیر ہیں۔ گرین گارڈ کی ڈوم کے آدمیوں نے یہ سب معلومات حاصل کیں۔ چنانچہ ڈوم کا چیف کرنل بروک اپنے سیکشن کے آٹھ افراد سمیت مایو پہنچ گیا ہے اور یہ سب پاکیشیائی ایجنٹ اس کی نظروں میں ہیں، میں نے اسے حکم دیا ہے کہ جب یہ لوگ قابو میں آ جائیں تو وہ مجھے اطلاع دے اور میں جناب کو اطلاع دوں گا۔ اگر آپ مایو تشریف لانا پسند کریں تو آپ کے سامنے ان کے بارے میں تسلی کر کے انہیں ہلاک کیا جا سکے۔ ابھی کسی وقت اطلاع آنے ہی والی ہو گی کیونکہ مجھے کرنل بروک نے دو روز پہلے اطلاع دی تھی کہ اس نے عمران کے شاگرد ٹائیگر کو گرفتار کر لیا ہے اور اب اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مایو آنے کا انتظار ہے۔ یہ لوگ ہر وقت اس کے آدمیوں کو نظروں میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ابھی اطلاع مل جائے''...... لارڈ ٹاسکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میرا تو مایو جانا ممکن نہیں ہے البتہ آپ نے خود جا کر پہلے پوری تسلی کرنی ہے کہ کرنل بروک نے واقعی اصل افراد پر ہاتھ ڈالا ہے یا نہیں اور پھر انہیں فوری ہلاک کر کے مجھے اطلاع دینی

ہے''...... صدر نے لارڈ ٹاسکی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... لارڈ ٹاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور لارڈ ٹاسکی نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''جلد ہی وہ وقت آ جائے گا جب تمہاری جگہ میں لوں گا اور نہ صرف اسرائیل کے صدر ہو جبکہ میں پوری دنیا میں قائم یہودیوں کی حکومت کا صدر ہوں گا''...... لارڈ ٹاسکی نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے خودکلامی کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن ساتھ ہی اس کی نظریں دوبارہ فائل پر جم گئیں۔ پھر نجانے کتنا وقت گزرا ہو گا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو لارڈ ٹاسکی نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''مایو سے روشو کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''روشو کی کال۔ کیوں۔ بہرحال کراؤ بات''...... لارڈ ٹاسکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں روشو بول رہا ہوں مایو سے''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں بے حد تشویش بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

''کرنل بروک نے کیوں کال نہیں کی۔ تم کیوں کر رہے ہو''۔

رڈ ٹاسکی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ کرنل بروک کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... روشو نے کہا تو رڈ ٹاسکی کو یوں محسوس ہوا جیسے روشو نے اس کے کانوں میں پگھلا ا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

''کیا بکواس کر رہے ہو۔ شٹ اپ''...... لارڈ ٹاسکی نے یکلخت ملق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں اور نہ صرف کرنل بروک کو بلکہ گراڈ اور آٹھ مزید ساتھی بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے اور ان سب کی لاشیں اس وقت مایو سنٹر میں پڑی ہیں۔ میں اسی سنٹر سے آپ کو کال کر رہا ہوں''۔ روشو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ کس نے کیا ہے۔ تم کہاں تھے۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ کرنل بروک اپنے سنٹر میں اپنے پورے سیکشن سمیت ہلاک کر دیا جائے۔ ویری سیڈ''...... لارڈ ٹاسکی نے چیختے ہوئے کہا۔ اسے واقعی روشو کی خبر نے بے حد شاک پہنچایا تھا۔

''سر۔ میں کرنل بروک صاحب کے ایک کام کی وجہ سے مایو سے قریب دوسرے شہر ہالٹن گیا ہوا تھا۔ جب میں سنٹر سے گیا تھا تو کرنل صاحب نے ایک پاکیشیائی ایجنٹ کو ہارڈ کلب سے بے ہوش کر کے سنٹر میں منگوا لیا تھا اور سنٹر میں تیار کردہ کورڈ ہولز میں

اسے قید کیا گیا تھا اور کرنل صاحب نے اسے بے ہوش رکھا ہوا تھا اور اس کے ذہن سے مشینوں کے ذریعے سب کچھ معلوم کر رہے تھے۔ پھر انہیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ جو ایک لڑکی اور چار مردوں پر مشتمل ہے کسی بھی لمحے ہالینڈ سے مایو پہنچنے والا ہے اور انہوں نے انہیں بے ہوش کر کے سنٹر میں لے آنے کے تمام انتظامات کر لئے تھے۔ پھر مجھے ایک کام سے انہوں نے ہالٹن بھیج دیا اور میں ایک گھنٹہ پہلے واپس آیا ہوں۔ میں نے کرنل صاحب کو کام کے بارے میں رپورٹ دینی تھی لیکن جب میں یہاں پہنچا تو یہاں سنٹر میں کرنل بروک اور ان کے ماتحتوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور یہ ٹائیگر بھی غائب ہے اور کوئی دوسرا آدمی بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ اب سیکشن میں صرف میں اکیلا بچ گیا ہوں''...... روشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری سیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل بروک اپنے سیکشن اے سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ تو ڈوم کے لئے انتہائی شرمناک بات ہے۔ ویری بیڈ''...... لارڈ ٹاسکی بار بار ویری بیڈ، ویری بیڈ اس طرح کہہ رہا تھا جیسے ورد کر رہا ہو۔

''سر۔ میرے لئے کیا حکم ہے''...... روشو نے کہا۔

''تم وہیں رکو۔ تم لاشیں اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔ میں ڈوم کے سیکشن بی کو وہاں بھجواتا ہوں۔ وہ ابھی تھوڑی دیر بعد پہنچ

جائیں گے۔ ان کا چیف سٹارک ہے۔ وہ اس سنٹر کا کنٹرول سنبھال کر پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف فوری کارروائی کرے گا''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''یس سر''...... روشو نے کہا تو لارڈ ٹاسکی نے کریڈل دبایا اور پھر فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سیکشن بی کے چیف سٹارک جہاں بھی ہوں ان سے میری بات کراؤ۔ فوراً''...... لارڈ ٹاسکی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ویری بیڈ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کرنل بروک جیسا آدمی اس طرح ڈھیر ہو جائے گا۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ''...... لارڈ ٹاسکی نے ایک بار پھر ویری بیڈ، ویری بیڈ کی گردان شروع کر دی اور یہ گردان اس وقت بند ہوئی جب فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''سٹارک لائن پر موجود ہیں جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... لارڈ ٹاسکی نے تیز لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں سٹارک بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”سٹارک۔ تم اور تمہارا سیکشن اس وقت کہاں ہے“...... لا
ٹاسکی نے پوچھا۔
”سر۔ ناراک میں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کرنل بروک ا
اس کا پورا سیکشن ڈھیر ہو چکا ہے۔ کرنل بروک اور اس کے سیکشن
کے ساتھی سوائے روشو کے ہلاک کر دیئے گئے ہیں جبکہ ان کے
مقابل ایک عورت اور پانچ مرد تھے۔ تم فوراً اپنے سیکشن سمیت ما
پہنچو اور ان سب کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ فوراً“...... لار
ٹاسکی نے فقرے کا آخری حصہ چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔
”روشو کہاں ہے چیف“...... دوسری طرف سے سٹارک نے
پوچھا۔
”وہ کرنل بروک والے سنٹر میں ہے۔ کیوں“...... لارڈ ٹاسکی
نے کہا۔
”اس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو گا اور چیف۔ یہ لوگ مایو میں
آئے ہیں۔ ان کا مشن کیا ہے“...... سٹارک نے کہا۔
”اوہ۔ تمہیں اس بارے میں علم ہی نہ ہو گا کیونکہ تمام کام تو
سیکشن اے کرتا رہا ہے“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے مختصر طور پر اسے سب کچھ بتا دیا۔
”پھر تو ان کے مایو آنے کی وجہ ہیون آئی لینڈ ہے۔ جب تک
ہم انہیں ٹریس کریں گے وہ ہیون میں داخل بھی ہو چکے ہوں گے۔

پ ہمیں ہیون پہنچا دیں۔ ہم وہاں انہیں روکیں گے“...... سٹارک
نے کہا۔
”گڈ شو۔ تم نے واقعی عقلمندانہ بات کی ہے۔ یہ لوگ بے حد تیز
تاری سے کام کرتے ہیں۔ گو ہیون میں باہر کا کوئی غیر متعلق آدمی
سی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتا لیکن اس کے باوجود ہمیں کوئی
طرہ مول نہیں لینا چاہئے۔ تم چارٹرڈ جیٹ طیارے کے ذریعے
پنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر مایو پہنچو۔ روشو کو میں ایئر پورٹ بھجوا
تا ہوں۔ وہ تمہیں گائیڈ کر کے سنٹر لے آئے گا۔ پھر ہیون کے
لپیوٹر انچارج کو خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے مایو کے سنٹر پہنچا
یا جائے گا۔ وہ تم سب کے ضروری کوائف لے کر ہیلی کاپٹر پر
اپس جائے گا اور پھر تمہارے بارے میں ضروری کوائف کمپیوٹر میں
یڈ کر کے تمہیں ہیلی کاپٹر پر ہیون لے جائے گا۔ وہاں پہنچ کر تم
نے سیکورٹی چارج سنبھال لینا ہے اور اس وقت تک وہیں رہنا ہے
بب تک کہ ڈاکٹر کمال حسین فارمولا مکمل کر کے اس کا لیبارٹری
یسٹ نہیں کر لیتا۔ اس کے بعد ڈاکٹر کمال کو ہلاک کر دیا جائے گا
در فارمولا گرین گارڈ کی طرف سے اسرائیل کے صدر صاحب کو
تحفے کے طور پر بھجوا دیا جائے گا تاکہ اسے مستقبل کے لئے محفوظ کر
یا جائے“...... لارڈ ٹاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
”یس چیف۔ ہم ایک گھنٹے کے اندر طیارہ چارٹرڈ کرا لیں گے
اور ہمیں ناراک سے ہالینڈ اور پھر ہالینڈ سے مایو تک پہنچنے میں

تقریباً چھ گھنٹے لگ جائیں گے۔ آپ اب سے سات گھنٹے بعد روشو کو ایئر پورٹ پر بھجوا دیں۔ وہ ہمیں پہچانتا ہے اور ہم اسے۔ اس کے بعد جیسے آپ نے حکم دیا ہے آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی''...... سٹارک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پہلے میری بات روشو سے کراؤ اور اس کے بعد ہیون کے کمپیوٹر انچارج جارج سے بات کراؤ''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''سٹارک ٹھیک کہتا ہے۔ اسے واقعی ہیون میں ہونا چاہئے'' لارڈ ٹاسکی نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی لارڈ ٹاسکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''روشو لائن پر ہے جناب''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''یس چیف۔ میں روشو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے روشو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''روشو۔ ناراک سے ڈوم کا سٹارک اپنے سیکشن بی سمیت جیٹ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے مایو پہنچ رہا ہے۔ وہ اب سے تقریباً سات گھنٹوں بعد مایو پہنچ جائیں گے۔ تم نے ایئر پورٹ پر ان کا استقبال کرنا ہے اور پھر انہیں اپنے ساتھ سنٹر پر لا کر مجھے اطلاع دینی ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو لارڈ ٹاسکی نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ٹاسکی نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ہیون کا کمپیوٹر انچارج جارج لائن پر ہے جناب''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''یس سر۔ میں جارج بول رہا ہوں سر۔ ہیون سے کمپیوٹر انچارج سر''...... دوسری طرف سے کسی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ البتہ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''مسٹر جارج۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیون میں کام کرنے والے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو ان کے فارمولے سمیت اغوا کر کے واپس لے جانا چاہتے ہیں اور یہ لوگ انتہائی تجربہ کار، تیز اور فعال ہیں۔ یہ مایو تک پہنچ گئے ہیں اور کسی بھی لمحے ہیون پر ان کے حملے کا خطرہ ہو

سکتا ہے اس لئے ہم نے ڈوم کے بی سیکشن کو جس کا انچارج سٹارک ہے ہیون کی سیکورٹی سنبھالنے کا حکم دیا ہے۔ یہ آٹھ افراد ہوں گے اور اب سے سات گھنٹوں بعد مایو میں ڈوم سنٹر پہنچ جائیں گے۔ آپ تیاری کر لیں۔ آپ کو اطلاع دی جائے تو آپ نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر مایو سنٹر پہنچنا ہے اور ان آٹھ افراد کے کمپیوٹر انٹری کے لئے ضروری کوائف حاصل کرنے ہیں اور پھر ہیلی کاپٹر پر واپس جا کر ہیون کے مرکزی کمپیوٹر میں انہیں فیڈ کرنا ہے تاکہ وہ آٹھ افراد وہاں داخل ہو سکیں اور آزادانہ کام کر سکیں۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ ہیلی کاپٹر پر مایو آنا ہے اور ان آٹھ افراد کو اپنے ساتھ ہیون لے جانا ہے۔ کیا آپ سمجھ گئے ہیں“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ ہیون میں تو کوئی غیر متعلق آدمی کسی بھی صورت داخل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے مخصوص کوائف مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ نہ کر دیئے جائیں اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے کوائف تو مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ ہی نہیں ہیں پھر یہ کیسے زندہ ہیون میں داخل ہو سکتے ہیں“...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن ہمیں بہرحال کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہئے۔ اگر وہ کسی بھی طرح ہیون میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو پھر وہاں انہیں روکنے والا کوئی نہ ہو گا اس لئے

م کے سیکشن بی کو وہاں بھیجا جا رہا ہے“...... لارڈ ٹاسکی نے تیز
جے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
رڈ ٹاسکی نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر
لمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

ٹائیگر نے ٹیکسی کالونی کے آغاز میں ہی رکوائی اور پھر ڈرائیور
کرایہ دے کر وہ ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔ وہ جولیا اور اس کے
ساتھیوں سمیت ڈوم کے ہیڈکوارٹر سے واپس چلا گیا تھا اور
ٹائیگر نے ہی ایک ریئل اسٹیٹ ڈیلر کو بھاری رقم دے کر جولیا
اس کے ساتھیوں کے لئے گرین کالونی میں کوٹھی حاصل کر لی تھ
لیکن وہ انہیں وہاں پہنچا کر خود وہاں سے چلا آیا تھا۔

گو جولیا نے اسے آفر کی تھی کہ وہ رات کو ہیون میں داخ
ہونے کے لئے ان کے ساتھ رہے لیکن ٹائیگر نے انہیں یہ کہہ
خاموش کر دیا تھا کہ عمران نے اسے خصوصی ہدایت دی ہے کہ
صرف جولیا اور اس کے ساتھیوں کے مددگار کے طور پر کام کر
ہے۔ ان کے ساتھ مل کر ساتھی کی طرح کام نہیں کر سکتا۔ وہ انہ
یہ کہہ کر کوٹھی سے باہر آ گیا تھا کہ وہ ہیون میں داخلے کے ۔

مات حاصل کر کے رات ہونے سے پہلے انہیں اطلاع کر دے
ر کوٹھی سے باہر آنے کے بعد اس نے سب سے پہلے واپس
ہیڈکوارٹر جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کی اس کے ذہن میں دو
ہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہاں سے اسے اپنی پسند کا اسلحہ مل
ئے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسی فائلیں موجود ہوں جن سے
ن میں داخل ہونے کا کوئی محفوظ طریقہ معلوم ہو سکے۔ اسے
دم تھا کہ نعمانی کمپیوٹر سائنس میں بے حد ماہر ہے اور اس نے
نے طور پر ایسے آلات بھی حاصل کر لئے تھے جن کی مدد سے
یوٹر چیکنگ کو ناکارہ بنایا جا سکتا ہے لیکن اس نے نعمانی سے یہ
ا سنا تھا کہ یہ سب کچھ اندازے سے کیا جا رہا ہے کیونکہ ہیون
ں نصب مرکزی کمپیوٹر کی طاقت اور رینج کے بارے میں حتمی طور
معلوم نہ ہو جانے تک صرف اندازے سے کام لیا جا سکتا ہے اور
رازہ غلط بھی ہو سکتا ہے اور چونکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے
ل رات ہیون جانے کا پلان بنایا تھا اس لئے ہیون جانے کے
لئے ضروری انتظامات اور اسلحہ وغیرہ بھی انہوں نے لینا تھا۔ چنانچہ
ئیگر نے اپنے طور پر اس دوران کام کرنے کا سوچا تھا اس لئے وہ
نہیں کوٹھی پر چھوڑ کر ٹیکسی سے اس کالونی میں پہنچ گیا تھا جہاں ڈوم
نٹر تھا۔

ٹائیگر نے ٹیکسی کو کالونی کے آغاز میں ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ
ں چاہتا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور کو اس کی اصل منزل کا پتہ چل سکے۔

انڈر ورلڈ میں کام کرتے ہوئے اسے معلوم تھا کہ ٹیکسی ڈرائیورز ان
معاملات میں بے حد ہوشیار ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی ہو سکتا تھا
کہ اس ٹیکسی ڈرائیور کا تعلق ہارڈ کلب سے ہو اور وہ اس کے
بارے میں وہاں اطلاع دے دے۔ ٹیکسی کے جانے کے بعد ٹائیگر
پیدل چلتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گو اسے معلوم تھا کہ کوٹھی
میں شاید ابھی تک کرنل بروک اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی
ہوں لیکن وہ بہرحال کوٹھی کی تفصیلی تلاشی لینا چاہتا تھا لیکن جب و
پھاٹک پر پہنچا تو یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ کوٹھی کا گیٹ اندر
سے بند تھا حالانکہ جب وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں سمیت یہاں
سے گیا تھا تو چھوٹے پھاٹک کو باہر سے بند کیا گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا
کہ کرنل بروک کا کوئی ساتھی ان کے بعد آیا ہو گا اور اب بھی وہ
اندر ہی ہو سکتا ہے اس لئے وہ کوٹھی کی سائیڈ سڑک سے ہوتا ہوا
اس کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

اس وقت ٹائیگر اپنی اصل شکل میں تھا کیونکہ اس کا ماسک میک
اپ تو گراؤ نے اتار دیا تھا۔ عقبی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی اس لئے
ٹائیگر نے عقبی طرف سے اندر جانے کا فیصلہ کیا اور پھر چند لمحوں
بعد وہ اچھل کر پہلے دیوار پر چڑھا اور دوسرے لمحے آہستہ سے اندر
کود گیا۔ گو اس کے کودنے سے ہلکا سا دھماکہ ضرور ہوا لیکن کچھ دیر
تک دیوار کے ساتھ دبکے رہنے کے باوجود جب اس دھماکے کا
کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تو ٹائیگر دبے قدموں چلتا ہوا سائیڈ

داری سے گزر کر فرنٹ کی طرف آ گیا۔ اس نے دیوار کے
تھ جڑ کر سر باہر نکال کر دیکھا تو وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔
تہ ایک سرخ رنگ کی کار سائیڈ گیراج میں موجود تھی۔ ٹائیگر آگے
ھا اور پھر برآمدے میں آ گیا لیکن یہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ
ا۔

ٹائیگر محتاط قدموں سے آگے بڑھتا رہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں
شین پسٹل موجود تھا اور چونکہ وہ پہلے اس عمارت میں گھوم پھر چکا
تھا اس لئے عمارت اس کے لئے اجنبی نہ تھی اور پھر نیچے جاتی
سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی اس کے کانوں میں کسی کے بولنے کی
ہلکی سی آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ آواز اس کمرے
سے آ رہی تھی جسے کرنل بروک نے اپنے آفس کے طور پر بنایا ہوا
تھا۔ ٹائیگر محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد جب
وہ اس آفس کے دروازے کے قریب پہنچا تو آفس کا دروازہ کھلا
ہوا تھا۔ دروازے کی سائیڈ میں لگ کر وہ چوکنا اور ہوشیار ہو کر کھڑا
ہو گیا۔ کمرے کے اندر خاموشی تھی لیکن اس کی چھٹی حس الارم بجا
رہی تھی کہ کمرے میں کوئی ذی روح موجود ہے۔

''ہیلو''...... اچانک ایک بھاری سی آواز کمرے میں سنائی دی۔
آواز کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ فون سے نکل رہی ہے۔ شاید لاؤڈر
آن تھا۔

''یس چیف۔ میں روشو بول رہا ہوں''...... اس بار ایک اور

مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا اور یہ آواز فون سے
نکلی ہوئی محسوس نہ ہوئی تھی بلکہ براہ راست آواز تھی۔ اس کا
مطلب تھا کہ کمرے کے اندر موجود آدمی بول رہا ہے۔

''روشو۔ ناراک سے ڈوم کا سٹارک اپنے سیکشن بی سمیت جیٹ
چارٹرڈ طیارے کے ذریعے مایو پہنچ رہا ہے۔ وہ اب سے تقریباً
سات گھنٹوں بعد مایو پہنچ جائیں گے۔ تم نے ایئر پورٹ پر ان کا
استقبال کرنا ہے۔ پھر انہیں اپنے ساتھ سنٹر پر لا کر مجھے اطلاع دینی
ہے''...... ایک بھاری سی لیکن تحکمانہ آواز سنائی دی۔ یہ آواز فون
سے نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... اس بار کمرے میں موجود
آدمی روشو نے جواب دیا تو ہلکی سی کٹاک کی آواز نے ٹائیگر کو بتا
دیا کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا ہے۔

''اب سات گھنٹے انتظار کرنا پڑے گا''...... کمرے میں کرسی کے
کھسکانے اور روشو کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا
کہ روشو جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اب اٹھ کر کھڑا ہو رہا ہے۔ اس نے
تھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور دیوار کے ساتھ
شت لگا کر کھڑا ہو گیا کیونکہ کرسی کے کھسکانے کے بعد قدموں کی
کی سی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس
قت عمارت میں یہ آدمی روشو اکیلا ہے اور ڈوم کا دوسرا گروپ
سات گھنٹوں بعد ایک جیٹ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے مایو پہنچ رہا

۔ روشو ایئر پورٹ پر ان کا استقبال کرے گا اور پھر انہیں یہاں
روہ چیف کو اطلاع دے گا۔ اس کے بعد کیا ہو گا اس کا اندازہ
جا سکتا تھا کہ یہ گروپ مایو میں ان کے خلاف کام کرے گا۔

اسی لمحے قدموں کی آواز دروازے کے بالکل قریب سنائی دی
اس کے ساتھ ہی ایک آدمی اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا
آ کر مڑا تو سامنے ٹائیگر کو دیکھ کر وہ یکلخت اچھلا ہی تھا کہ
یگر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا
فضا میں اچھل کر راہداری کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا لیکن شاید
یگر کا خیال تھا کہ اس طرح دیوار سے ٹکرانے کے بعد روشو نیچے
رے گا تو اس نے اس لحاظ سے اپنی ایک لات پوری قوت سے
ا کر گھما دی لیکن وہ آدمی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے کی بجائے
ی طرح بجلی کی سی تیزی سے واپس ٹائیگر کی طرف آیا جیسے دیوار
بال لگ کر تیزی سے واپس آتی ہے اور ٹائیگر جو اپنے طور پر
نیچے گرنے والے روشو کو لات کی ضرب لگانے کے خیال میں لات
ٹھا چکا تھا اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا تھا اور دروازے کے ساتھ
الی دیوار کے ساتھ اس قدر زور سے ٹکرایا کہ اس کے ذہن پر ایک
لمحے کے لئے جیسے سورج ابھرا اور دوسرے لمحے گہری تاریکی چھا گئی
لیکن پھر جیسے اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی
اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی اور اس درد
کی تیز لہر نے اسے ہوش دلا دیا۔ وہ فرش پر پڑا ہوا تھا اور اس کی

کنپٹی پر اس قدر درد محسوس ہو رہا تھا کہ درد کی تیز لہریں پورے جسم میں الیکٹرک کرنٹ کی طرح دوڑ رہی تھیں۔

اسی لمحے ٹائیگر نے روشو کو دیکھا جو ایک بار پھر لات کی خوفناک ضرب لگانے کے لئے گھوم رہا تھا اور اس بار اس کے گھومنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ فرش پر پڑے ٹائیگر کے سینے پر بھرپور ضرب لگانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن جیسے ہی اس کی لات ٹائیگر کے جسم کے قریب آئی ٹائیگر یکلخت کسی سانپ کی طرح بل کھا گیا۔ اس کا جسم تیزی سے سائیڈ دیوار میں سمٹ گیا اور اس کے اس طرح سمٹنے کی وجہ سے روشو کی لات اس کے سینے کے ساتھ ساتھ اس کی کھوپڑی سے صرف ایک آدھ انچ کے فاصلے سے گزر گئی لیکن ظاہر ہے روشو اپنی لات کو فوری طور پر تو روک نہ سکتا تھا۔ اس نے اپنا سرکل تو پورا کرنا تھا اس لئے ٹائیگر کو چند لمحے مل گئے اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا نچلا جڑا ہوا جسم یکلخت فضا میں کوبرے ناگ کے پھن کی طرح اٹھا اور گھومتے ہوئے روشو کی پشت پر اس کے دونوں جڑے ہوئے پیروں کی ضرب پوری قوت سے پڑی اور روشو چیختا ہوا اچھل کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ یہ ٹکراؤ اس قدر اچانک تھا کہ روشو کو دونوں ہاتھ دیوار پر رکھ کر اپنے آپ کو بچانے کا موقع بھی نہ مل سکا تھا۔ اس ٹکراؤ کا نتیجہ یہ ہوا کہ روشو بجائے پلٹ کر دوبارہ ٹائیگر پر حملہ کرتا، خالی ہوتے ہوئے ریت کے بورے کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا لیکن ٹائیگر، روشو کی پھرتی، لڑائی اور

مہارت دیکھ چکا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہ اتنی آسانی سے مار نہ کھائے گا اس لئے ضرب لگاتے ہی اس کا جسم گھومتے ہوئے انداز میں اٹھا اور جس وقت روشو فرش پر گرا اس وقت ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا اس لئے روشو کے نیچے گرتے ہی ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ہاتھ روشو کی گردن میں ڈالے اور اس کے ساتھ ہی وہ گھومتا ہوا سیدھا ہوا اور روشو کا جسم ہوا میں قلابازی کھا کر سائیڈ میں موجود برآمدے میں ایک دھماکے سے جا گرا۔

ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر وہ فرش پر پشت کے بل پڑے ہوئے روشو پر جھک گیا۔ اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر سر والے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر موڑا تو روشو کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا اور ٹائیگر ایک بار پھر طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ روشو کی گردن میں آ جانے والے بل کو اس نے نکال دیا تھا اس لئے اب روشو صرف بے ہوش تھا ورنہ اگر وہ چند منٹ مزید ایسا نہ کرتا تو روشو کی موت یقینی تھی۔ ٹائیگر کی اپنی حالت خاصی خراب تھی۔ اس کے پورے جسم میں مسلسل درد کی لہریں دوڑ رہی تھیں اس لئے اس نے روشو کو بے کار کرنے کے لئے وہ مخصوص داؤ کھیل دیا تھا جس میں مخالف کو گردن سے پکڑ کر

اس انداز میں فضا میں اچھالا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں بل آ جاتا ہے اور پھر جب تک اس بل کو نہ نکالا جائے مقابل یقینی موت کا شکار بن جاتا ہے۔ البتہ بل نکل جانے کے بعد وہ فوری ہوش میں نہیں آ سکتا کیونکہ کچھ دیر کے لئے خون کی روانی اس کے دماغ سے منقطع ہو چکی ہوتی ہے۔

گو بل نکل جانے کے بعد دماغ کو دوبارہ خون ملنا شروع ہو جاتا ہے لیکن ان چند لمحوں کے انقطاع کا اثر دماغ پر کئی گھنٹوں تک رہتا ہے اس لئے اب ٹائیگر کو معلوم تھا کہ روشو کو کئی گھنٹوں تک خود بخود ہوش نہیں آ سکتا۔ وہ تیزی سے مڑا اور سائیڈ پر موجود ایک کمرے میں گھس گیا۔ یہاں پہلے وہ اس کمرے میں باتھ روم دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ وہ اس کمرے میں داخل ہو کر سیدھا باتھ روم میں گیا اور واش بیسن کی ٹونٹی کھول کر ہاتھوں کی مدد سے پانی پینا شروع کر دیا۔ تھوڑا سا پانی جیسے ہی اس کے حلق سے نیچے اترا اس کی بگڑتی ہوئی حالت سنبھلنے لگ گئی اور کنپٹی میں ہونے والے خوفناک درد اور اس کی وجہ سے جسم میں دوڑنے والی درد کی تیز لہروں میں بھی نمایاں کمی آنا شروع ہو گئی۔ اس نے مزید پانی پیا اور پھر ٹونٹی بند کر کے وہ سیدھا ہوا اور پھر باتھ روم سے باہر آ کر اس نے سب سے پہلے برآمدے میں بے ہوش پڑے ہوئے روشو کو چیک کیا۔ وہ بدستور بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر اسے چھوڑ کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے خیال کے مطابق کاٹھ کباڑ موجود تھا۔

وہ رسی تلاش کرنا چاہتا تھا تاکہ روشو کو رسی سے باندھ کر اس سے مزید پوچھ گچھ کر سکے۔ ایک بار اسے خیال آیا تھا کہ وہ روشو کو اس کمرے میں بنے ہوئے ہول نما پھندے میں ڈال کر جکڑ دے لیکن اس نے پھر یہ خیال اس لئے ترک کر دیا کہ وہ اکیلا یہ سارا کام نہیں کر سکتا تھا اور پھر وہ اتنے لمبے چوڑے مسئلے میں پڑنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

ڈاکٹر کمال حسین کا چہرہ فرط مسرت سے چمک رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے ستارے سے چمک اٹھے تھے۔

''میں کامیاب ہو گیا۔ میں کامیاب ہو گیا''...... اس نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو وہاں ہال کمرے میں موجود آٹھ افراد اپنے کام چھوڑ کر اس کاؤنٹر کی طرف آ گئے جہاں ڈاکٹر کمال حسین کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

''کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔ کیا آپ کا فارمولا مکمل ہو گیا ہے''...... ایک خاصے بوڑھے آدمی نے ڈاکٹر کمال حسین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ڈاکٹر ولسن۔ آیئے آپ کو اس صدی کا معجزہ دکھاؤں میں نے وہ فارمولا مکمل کیا ہے جو پوری دنیا کو خوراک میں خود کفیل کر دے گا۔ یہ میرا وہ فارمولا ہے جو اس دنیا کے اربوں انسانوں

ک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بچا لے گا۔ آئیں آپ رے استاد بھی ہیں۔ آئیں۔ میں آپ کو دکھاؤں''...... ڈاکٹر کمال سین نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ولسن اس کے کاؤنٹر پر آ گیا۔ باقی سائنس دان بھی اس کاؤنٹر پر اکٹھے ہو گئے۔ ہ سب چونکہ ایگری ٹشو کلچر کے ہی سائنس دان تھے اس لئے انہیں بھی اس فارمولے کی صحیح اہمیت کا بخوبی علم تھا۔ پھر ڈاکٹر کمال حسین نے اپنے فارمولے کے بارے میں سائنسی معاملات واضح کرنے شروع کر دیئے۔ وہ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل بولتا رہا۔ اس کے بعد جب وہ خاموش ہو گیا تو ڈاکٹر ولسن نے اس پر سوالات کرنے شروع کر دیئے اور ڈاکٹر کمال حسین ان کے جواب دیتا رہا۔

''فائل مجھے دکھائیں''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا تو کاؤنٹر پر پڑے ئے کاغذوں کو اٹھا کر ڈاکٹر کمال حسین نے سائیڈ پر موجود فائل ں رکھ کر فائل ڈاکٹر ولسن کی طرف بڑھا دی۔ ڈاکٹر ولسن نے فائل کھولی اور پھر اس میں موجود ایک ایک ورق کو پڑھنے اور دیکھنے لگا جیسے وہ اسے حفظ کر لینا چاہتا ہو۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''مبارک باد ڈاکٹر کمال حسین۔ آپ نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے''...... ڈاکٹر ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ فرط مسرت سے ڈاکٹر کمال حسین سے لپٹ گیا۔

''شکریہ ڈاکٹر ولسن۔ شکریہ۔ آپ نے مجھے مبارک باد دے کر

میری حوصلہ افزائی کی ہے''...... ڈاکٹر کمال حسین نے بھی انتہائی
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر ولسن۔ جب تک اس کا لیبارٹری ٹیسٹ نہ ہو جائے اس
کی سو فیصد کامیابی کا ثبوت نہیں ہو گا''...... ایک اور ادھیڑ عمر سائنس
دان نے ڈاکٹر ولسن اور ڈاکٹر کمال حسین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سائنسی لحاظ سے تو فارمولا واقعی سو فیصد کامیاب ہے۔ باقی
لیبارٹری ٹیسٹ سے عملی تجربہ بھی ہو جائے گا۔ آئیں ڈاکٹر کمال
حسین۔ اس فارمولے کو مائیکرو فلم میں منتقل کر دیں تاکہ یہ محفوظ ہو
جائے''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا تو ڈاکٹر کمال حسین نے اثبات میں
سر ہلا دیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ اپنے مخصوص آفس میں آ گئے۔
ڈاکٹر ولسن اور ڈاکٹر کمال نے فائل میں موجود فارمولے کو خصوصی
مشین کے ذریعے مائیکرو فلم میں منتقل کیا اور اس کے بعد اس مائیکرو
فلم کو باقاعدہ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار چلا کر اچھی طرح چیک کر لیا
کہ مکمل فارمولا صحیح اور درست ترتیب کے ساتھ مائیکرو فلم میں منتقل
ہوا ہے۔

''یہ اوکے ہے ڈاکٹر ولسن''...... ڈاکٹر کمال حسین نے کہا۔

''ہاں۔ یہ واقعی اوکے ہے۔ میں اسے سیف میں رکھ دوں''۔
ڈاکٹر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر دیوار میں موجود سیف کی
طرف مڑ گیا۔ اس نے سیف کھولا اور مائیکرو فلم اس کے ایک
خانے میں رکھ کر اس نے سیف کے اندر ہاتھ ڈال کر جب ہاتھ

نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک مشین پسٹل موجود تھا۔
''یہ کیا ہے ڈاکٹر ولسن''...... ڈاکٹر کمال حسین نے مشین پسٹل کی
رف اشارہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''آئی ایم سوری ڈاکٹر کمال حسین۔ تم مسلمان ہو اور میں یہودی
ر اس فارمولے کو ہم یہودی سلطنت کے قیام کے لئے محفوظ رکھنا
اہتے ہیں۔ جب پوری دنیا کے لوگ اور خاص طور پر مسلمان قحط
ر غذا کی قلت کی بناء پر بھوک سے ایڑیاں رگڑیں گے تو اس وقت
پوری دنیا کے یہودیوں کے پاس اس فارمولے کی وجہ سے وافر غلہ
موجود ہو گا اور اس طرح ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ کر کے
قیامت تک اس دنیا پر یہودی سلطنت قائم کریں گے۔ مجھے افسوس
ہے ڈاکٹر کمال حسین کہ تمہیں مرنا ہو گا''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا تو
ڈاکٹر کمال حسین اس طرح حیرت بھری نظروں سے اپنے استاد اور
بوڑھے ڈاکٹر ولسن کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ ابھی ڈاکٹر
ن ہنس پڑے گا اور کہے گا کہ کیا اس کا یہ جوک اس کو پسند آیا
ہے لیکن ڈاکٹر ولسن نے ہاتھ سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا
ا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ڈاکٹر کمال حسین چیختا ہوا
ت کے بل زمین پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ ڈاکٹر ولسن کے
ہرے پر سفاکی نمایاں نظر آ رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ
ائنس دان کی بجائے کوئی پیشہ ور قاتل ہو۔ وہ اس وقت تک
گولیاں چلاتا رہا جب تک ڈاکٹر کمال حسین ساکت نہیں ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر ولسن کرسی پر گر پڑا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

''میں نے یہودی کاز کے لئے اسے ہلاک کیا ہے۔ عظیم یہودی کاز کے لئے''...... ڈاکٹر ولسن نے جلدی جلدی اور تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور دو سائنس دان جو بڑے ہال میں کام کر رہے تھے اندر داخل ہوئے۔

''آپ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ڈاکٹر ولسن۔ اب یہ فارمولا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا ہے''...... ایک ادھیڑ عمر سائنس دان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب یہ فارمولا مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہودیوں کی ملکیت بن گیا ہے۔ فریڈ کو کال کرو تاکہ ڈاکٹر کمال حسین کی لاش اٹھا کر لے جائے اور برقی بھٹی میں ڈال کر اسے راکھ بنا دے''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا تو ایک سائنس دان سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا گیا۔

''ڈاکٹر ولسن۔ اب اس فارمولے کے لیبارٹری ٹیسٹ تو ہمیں خود کرنے پڑیں گے''...... ایک سائنس دان نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں بس اس فارمولے کی تکمیل کا انتظار تھا اور واقعی ڈاکٹر کمال حسین بے پناہ ذہانت کا مالک تھا۔ وہی اسے مکمل کر سکتا تھا اور اس نے واقعی ایسا کر دکھایا۔ اب لیبارٹری تجربات تو اطمینان سے ہوتے رہیں گے''...... ڈاکٹر ولسن نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر ولسن۔ کیا آپ نے ڈاکٹر کمال حسین کو ہلاک کرنے میں جلدی نہیں کی''...... ایک اور ادھیڑ عمر سائنس دان نے کہا۔

''نہیں ڈاکٹر الفریڈ۔ کوئی جلدی نہیں کی۔ یہ شخص بے پناہ ذہین تھا۔ یہ فرار بھی ہو سکتا تھا اور یہ بھی یاد رکھو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے اس ڈاکٹر کمال حسین اور فارمولے کی واپسی کا بھی خطرہ لاحق تھا۔ اب یہ فارمولا مائیکرو فلم میں محفوظ ہو چکا ہے۔ اب اسے اسرائیل پہنچا دیا جائے گا اور اس فائل میں موجود فارمولے کے مطابق ہم لیبارٹری تجربات کرتے رہیں گے''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے ایک آدمی جس نے ٹیکنیشنز سٹائل یونیفارم پہنی ہوئی تھی اندر داخل ہوا۔

''فریڈ''...... ڈاکٹر ولسن نے آنے والے سے کہا۔

''یس سر''...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر کمال حسین کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور اسے برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''یس سر''...... فریڈ نے جواب دیا اور آگے بڑھ کر اس نے زمین پر پڑی ہوئی ڈاکٹر کمال حسین کی لاش کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر تیزی سے مڑ کر آفس کے دروازے سے باہر چلا گیا۔

''او کے ڈاکٹر ولسن''...... باقی سائنس دانوں نے ڈاکٹر ولسن سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر سب سر جھکائے خاموشی سے کمرے

سے باہر چلے گئے تو ڈاکٹر ولسن نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ لارڈ ٹاسکی مینشن''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہیون مین لیبارٹری سے ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ لارڈ ٹاسکی فرام دس اینڈ''...... چند لمحوں بعد لارڈ ٹاسکی کی بھاری آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں ہیون سے''...... ڈاکٹر ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر۔ آپ کے لئے خوشخبری ہے سر۔ ڈاکٹر کمال حسین نے فارمولے پر کام مکمل کر لیا ہے جس پر پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق میں نے فارمولے کو مائیکروفلم میں منتقل کیا اور پھر ڈاکٹر کمال حسین کو گولی مار دی اور اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈلوا کر راکھ کرا دی۔ اب یہودی اس اہم فارمولے کے اکلوتے مالک ہیں۔ اب ہم اپنے طور پر لیبارٹری ورک شروع کریں گے''۔ ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''گڈ نیوز ڈاکٹر ولسن۔ آپ نے واقعی پوری دنیا کے یہودیوں

دران کی آنے والی نسلوں کے لئے کام کیا ہے۔ آپ کو اس کا پورا پورا انعام ملے گا لیکن آپ نے اس کو چیک کر لیا ہے کہ اس فارمولے کے تحت واقعی وہ مقصد پورا ہو سکے گا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''یس سر۔ سائنسی طور پر تو یہ فارمولا سو فیصد درست ہے۔ البتہ اب اس پر ہم لیبارٹری تجربات شروع کریں گے جن کے بارے میں ہمیں یقین ہے کہ یہ تجربات بھی سو فیصد کامیاب رہیں گے''...... ڈاکٹر ولسن نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آپ اپنے تجربات شروع کر دیں اور جب یہ تجربات بھی حتمی طور پر کامیاب ہو جائیں تو پھر آپ نے مجھے تفصیلی رپورٹ دینی ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''یس سر۔ اس فارمولے کی مائیکروفلم اگر آپ چاہیں تو آپ کو بھجوا دی جائے''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ ابھی معاملات ایسے چل رہے ہیں کہ ہم ہیون کو کسی صورت اوپن نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم ہیون کی سیکورٹی مزید سخت کر رہے ہیں اور ڈوم کے سیکشن بی کو ہیون بھجوا رہے ہیں''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''وہ کیوں جناب۔ کیا ہیون کو کوئی خطرہ ہے''...... ڈاکٹر ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیون کو تو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ وہاں تو اجازت کے بغیر

کوئی داخل نہیں ہو سکتا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد فعال اور تیز سروس ہے۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈوم کا ایک سیکشن وہاں بھجوا دیا جائے یہ سیکشن ناراک سے مایو پہنچ رہا ہے۔ میں نے ہیون کے کمپیوٹر انچارج جارج کو حکم دے دیا ہے کہ وہ ان کے کوائف کمپیوٹر میں فیڈ کر کے انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہیون لے جائے۔ یہ ساری کارروائی کل تک مکمل ہو جائے گی۔ اس کے بعد ہیون کی طرف کوئی میلی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

”یس سر۔ آپ کے ہوتے ہوئے کس کی ہمت ہے کہ یہودیوں کے خلاف کوئی کارروائی کر سکے۔ چاہے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کیوں نہ ہو“...... ڈاکٹر ولسن نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر ولسن۔ آپ کو یہودیوں کا سب سے بڑا قومی ایوارڈ د جائے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

”تھینکس سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں“...... ڈاکٹر ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ خت ہو گیا تو ڈاکٹر ولسن نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اس کوٹھی کے سٹنگ روم ں موجود تھی جو ٹائیگر نے رئیل اسٹیٹ ڈیلر سے بھاری نقد رقم ے کر اپنے نام پر حاصل کی تھی اور پھر انہیں وہاں چھوڑ کر ٹائیگر نے اپنے طور پر کام کرنے کی جولیا سے اجازت لی تو جولیا نے اسے اپنے ساتھ چلنے کی آفر کی لیکن ٹائیگر نے یہ کہہ کر معذرت کر کہ اسے عمران نے یہی ہدایت کی ہے کہ وہ ٹیم کے تحت کام رے گا۔ ٹیم کے ساتھ کام نہیں کرے گا جس پر جولیا نے اسے پنے طور پر علیحدہ کام کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ تنویر اور مانی مارکیٹ گئے ہوئے تھے۔ تنویر نے خصوصی مارکیٹ سے اسلحہ خریدنا تھا جبکہ نعمانی نے کمپیوٹر چیکنگ سے بچنے کے لئے خصوصی آلات خریدنے تھے۔

”یہ ٹائیگر اب کیا کرے گا۔ ہمارے ساتھ جانے سے تو اس

نے معذرت کر لی ہے"...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ عمران صاحب کا شاگرد ہے۔ اس کی کوشش ہو گی کہ ہم سے پہلے ہیون پہنچ کر کارروائی ڈال دے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے۔ وہ کمپیوٹر کی چیکنگ سے بچ کر کیسے اندر داخل ہو گا اور پھر اکیلا وہاں کیا کرے گا۔ نہیں یہ تو سراسر حماقت ہو گی"۔ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن ٹائیگر بھی عمران صاحب کی طرح کوئی نہ کوئی نیا راستہ تلاش کر ہی لیتا ہے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ٹائیگر ہم سے پہلے مشن مکمل کر لے گا۔ ایسی صورت میں تو اسے روک دینا چاہئے"...... خاموش بیٹھی جولیا نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اسے اپنا کام کرنے دیں۔ ہم نے اپنا کام کرنا ہے۔ مقصد تو مشن کی تکمیل ہے جیسے بھی ہو"...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد تنویر اور نعمانی یکے بعد دیگرے کمرے میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا۔ مل گیا سارا سامان"...... جولیا نے ان دونوں کے چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسلحہ تو ہماری توقع سے بھی زیادہ بہتر مل گیا ہے۔ البتہ نعمانی کے بقول اس کی خریداری خاصی ڈھیلی رہی ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ہوا نعمانی۔ اصل کام تو اس کمپیوٹر چیکنگ سے بچنا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ یہاں اسلحے کے تو ڈھیر لگے ہوئے ہیں لیکن کمپیوٹر چپ کے ضروری آلات دستیاب نہیں ہیں۔ بہرحال جس حد تک ممکن ہو سکتا تھا وہ میں نے خرید لیا ہے۔ اگر میری توقع سے بھی زیادہ طاقتور کمپیوٹر استعمال کیا گیا ہو تو پھر دوسری بات ہے ورنہ مجھے یقین ہے کہ ہم اس رکاوٹ کو آسانی سے دور کر سکیں گے"۔ نعمانی نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دستیاب وسائل میں جو ہو سکے وہ کر دینا چاہئے باقی اللہ تعالیٰ حق کا ساتھ دیتا ہے"...... جولیا نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"مس جولیا۔ مجھے اب الیکٹرونکس چپس تیار کرنے ہیں۔ مجھے اجازت دیں اور ہاں۔ یہ بھی بتا دیں کہ ہم نے کس وقت مشن کے لئے روانہ ہونا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رات کے اندھیرے میں جانے کی بجائے صبح سویرے کا انتخاب کرنا چاہئے ورنہ ہم نے ٹارچیں جلائیں تو چیک ہو جائیں گے اور ویسے اندھیرے میں ہم بھٹک بھی

سکتے ہیں'' ...... جولیا نے کہا تو سب نے اس کی تائید کر دی اور پھر
یہ طے پا گیا کہ صبح سورج طلوع ہونے سے پہلے وہ گھاٹ سے
ماہی گیروں کی ایک لانچ لے کر ہیون کے لئے روانہ ہو جائیں گے
اور پھر ایسے ہی ہوا۔ رات گزار کر انہوں نے نماز فجر ادا کی اور پھر
ایک بڑی جیپ جو انہوں نے کوٹھی کے ساتھ ہی حاصل کی تھی اس
میں بیٹھ کر وہ گھاٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ علی الصبح سڑکوں پر بھی
ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا اور ویسے بھی ہر طرف خاصی
دبیز دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ گھاٹ تک پہنچتے پہنچتے روشنی خاصی
بڑھ گئی تھی اور دھند بھی قدرے کم ہو گئی تھی۔ گھاٹ پر موجود
پارکنگ میں جیپ روک کر وہ سب نیچے اترے۔ سوائے جولیا کے
باقی سب نے سیاہ رنگ کے واٹر پروف میٹریل کے تھیلے اپنی پشت
پر باندھ رکھے تھے۔ چونکہ صفدر نے یہاں ایک تیز رفتار لانچ کو
پہلے ہی ہائر کر رکھا تھا۔ غوطہ خوری کے جدید ترین لباس ان کے
تھیلوں میں تھے۔ لانچ کے کپتان کا نام لیری تھا اور اسے ساتھ اس
لئے لے جایا جا رہا تھا کہ وہ لانچ واپس لے آئے گا۔ اس کا پلان
یہ تھا کہ ہیون سے کچھ فاصلے پر وہ سب غوطہ خوری کا لباس پہن کر
سمندر میں اتر جائیں گے اور لیری لانچ واپس لے آئے گا۔ لیری
خود ہی لانچ کا مالک تھا اور اس نے اس کارروائی کے لئے خاصا بڑا
معاوضہ پیشگی وصول کر لیا تھا۔ صفدر نے اسے بتایا تھا کہ ان کا تعلق
ہیون پر قابض گروہ کے مخالفین سے ہے اور وہ خفیہ طور پر ہیون

ا چاہتے تھے۔ لانچ اب تیزی سے سمندر کی سطح پر تیرتی ہوئی
ن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آسمان پر اور سمندر پر بھی
ی دھند چھائی ہوئی تھی اس لئے دور سے سوائے دھند کے اور
نظر نہ آ رہا تھا۔

''آپ کو گہرے سمندر میں تیرنے کا تجربہ ہے جناب''۔
نک لیری نے سائیڈ پر بیٹھے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ کیوں'' ...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''جناب۔ آپ کو ایک تو خاصا طویل فاصلہ تیر کر کراس کرنا
ے گا اور دوسرا بلیو لائن سے بچنے کے لئے خاصی گہرائی میں تیرنا
ے گا اور سمندر کی گہرائی میں تیرنا خاصا مشکل ہوتا ہے کیونکہ پانی
ا بے پناہ دباؤ تیرنے والے پر ہوتا ہے۔ وہاں تو خصوصی غوطہ
وری کے لباس ہی کام دیتے ہیں۔ عام لباس تو وہاں کام ہی نہیں
یتے اس لئے پوچھ رہا ہوں'' ...... لیری نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا تو اس کی بات سن کر جولیا سمیت سب بے اختیار چونک
پڑے۔

''بلیو لائن۔ کیا مطلب ہوا اس کا'' ...... صفدر نے چونک کر
پوچھا۔

''جناب۔ ہیون کے گرد چاروں طرف زبردست حفاظتی حصار
موجود ہے۔ آپ نے چونکہ مجھے کہا تھا کہ آپ ہیون کے قریب
لانچ نہ لے جائیں گے بلکہ پہلے ہی سمندر میں اتر کر تیرتے ہوئے

جائیں گے اس لئے میں نے آپ کو لے جانے کی حامی بھر لی تھی
اور حفاظتی حصاروں میں سے ایک حصار بلیو لائن ہے۔ یہ ہیون
کے چاروں اطراف سمندر کی گہرائی میں بچھی ہوئی ہے۔ اس کے
اوپر موجود پانی میں اس کے اثرات ہوتے ہیں جیسے ہی کوئی جاندار
ان اثرات میں داخل ہوتا ہے اس کا جسم اس طرح پھٹ کر ٹکڑوں
میں تبدیل ہو جاتا ہے جیسے اس کے جسم میں بم پھٹ گیا ہو چاہے
اس نے غوطہ خوری کا لباس بھی پہن رکھا ہو۔ تب بھی یہی نتیجہ نکل
ہے اس لئے آپ کو اس بلیو لائن سے نیچے گہرائی میں تیر کر آگے
بڑھنا ہو گا اور اس قدر گہرائی میں تیرنا خاصا مشکل ہوتا ہے"۔ لیری
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس بارے میں کیسے علم ہے"...... اس بار جولیا نے کہا۔

"مس صاحبہ۔ میں نے بھی دو سال تک ہیون میں کام ک
ہے۔ اس وقت جب یہاں تعمیرات ہو رہی تھیں۔ تعمیرات کے بع
یہاں حفاظتی حصار قائم کیا گیا۔ اس کے بعد تعمیراتی سٹاف فارغ ک
دیا گیا اور میں بھی فارغ ہو گیا لیکن ہمیں اتنی بڑی رقم بطور بونس
مل گئی کہ میں نے دو لانچیں خرید لیں"...... لیری نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"تم کہاں تک جا سکو گے"...... صفدر نے پوچھا۔

"اچھا کیا آپ نے پوچھ لیا۔ میں آپ کو خود بھی بتانا چاہتا
کہ ہیون کے گرد سطح کے اوپر ریڈ لائن کا سرکل ہے۔ اس ریڈ لائ

لانچ تو کیا بڑا بحری جہاز بھی ٹکرا جائے تو ایک دھماکے سے مکمل
پر تباہ ہو جاتا ہے اس لئے ہم لانچوں والے، ماہی گیر جہاز اور
ے بحری جہاز ہیون کا سرے سے رخ ہی نہیں کرتے۔ آج کل
رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے آپ کی بات مان لی
ن میں ریڈ لائن سے کچھ پہلے لانچ روک کر اسے واپس لے
وں گا"...... لیری نے کہا۔

"یہ ریڈ لائن ہیون جزیرے سے کتنے فاصلے پر ہے"...... جولیا
نے پوچھا۔

"تین بحری ناٹ کے قریب"...... لیری نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو کافی فاصلہ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسی لئے تو میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اتنا
فاصلہ سمندر کی گہرائی میں آپ تیر بھی سکیں گے یا نہیں"...... لیری
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں بتا دیا۔ تم ہمیں ریڈ لائن کے
قریب سمندر میں اتار دینا۔ اس کے بعد تم واپس چلے جانا"۔ صفدر
نے کہا۔

"یس سر"...... لیری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر لیری۔ کیا یہ حصار صرف سمندر تک ہی محدود ہیں یا فضا
ں بھی قائم کئے گئے ہیں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن
شکیل نے پوچھا۔

"سر۔ جزیرے پر سے کوئی ہیلی کاپٹر یا کوئی ہوائی جہاز کراس نہیں کر سکتا۔ وہاں آٹومیٹک گنیں ہیں جو اسے فضا میں ہی تباہ کر دیتی ہیں۔ البتہ جزیرے پر دو بڑے ہیلی کاپٹر موجود ہیں جو باہر آتے جاتے رہتے ہیں"...... لیری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہیون میں وہی داخل ہو سکتا ہے جس کے کوائف مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ کئے گئے ہیں اور اسے خصوصی چپ دے دی گئی ہو"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے کہا۔

"جی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میرے آ جانے کے بعد یہ انتظام کیا گیا ہو لیکن ایسی صورت ہے تو آپ کیسے جائیں گے"...... لیری نے کہا۔

"ہمارے پاس اس کا توڑ موجود ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے تیز رفتار سفر کے بعد لیری نے لانچ کی رفتار آہستہ کرنا شروع کر دی۔

"کیا ہوا"...... پاس بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ریڈ لائن قریب آ رہی ہے۔ میں مزید آگے نہیں جا سکوں گا"...... لیری نے کہا۔

"لیکن جزیرہ تو نظر نہیں آ رہا"...... صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایک تو سمندر پر دھند چھائی ہوئی ہے۔ دوسرا تین بحری ناٹ اتنا فاصلہ ہے کہ دوربین سے بھی جزیرہ نظر نہیں آ سکے گا"...... لیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ ریڈ لائن سرکل قریب ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"مس صاحبہ۔ مجھے اس کا اندازہ ہے"...... لیری نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے لانچ روک دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے لانچ کے ایک خانے کو کھول کر اس میں سے ایک دوربین نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دی۔

"اس سے دیکھیں۔ آپ کو یقیناً ریڈ لائن سرکل نظر آ جائے گا"...... لیری نے کہا تو صفدر نے دوربین اس سے لے کر آنکھوں سے لگا لی۔

"ہاں۔ واقعی یہاں سے کچھ فاصلے پر ریڈ لائن سرکل موجود ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"دکھاؤ مجھے"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے دوربین اسے پکڑا دی۔

"ہاں واقعی۔ گڈ شو لیری۔ تم نے نہ صرف اپنی جان بچا لی بلکہ ہمیں بھی بچا لیا ہے۔ اب تم ہمیں یہاں چھوڑ کر واپس جا سکتے ہو"...... جولیا نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر اسے واپس لیری کو دیتے ہوئے کہا۔

"مس صاحبہ۔ اب بھی وقت ہے۔ پھر سوچ لیں۔ یہ انتہائی کٹھن مرحلہ ہے۔ آپ کی جانوں کو بھی خطرہ ہوسکتا ہے"...... لیری نے دوربین واپس لیتے ہوئے کہا۔

"ہماری فکر مت کرو۔ اپنی کرو"...... جولیا نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے مس۔ جیسے آپ کی مرضی"...... لیری نے جواب دیا تو جولیا نے سب کو غوطہ خوری کے لباس پہننے کا کہہ دیا اور خود بھی اس نے تنویر کے تھیلے میں رکھا ہوا اپنا غوطہ خوری کا لباس لیا اور اسے اپنے لباس کے اوپر پہن لیا۔ نعمانی نے کمپیوٹر چیکنگ سے بچنے کے لئے خصوصی چپس تیار کی تھیں وہ پہلے سے ہی سب نے اپنے لباس کے اندر رکھ لی تھیں۔ غوطہ خوری کا لباس پہن کر سب نے باری باری سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ سب سے آخر میں نعمانی سمندر میں اترا اور پھر انہوں نے دیکھا کہ لانچ ان کے سروں پر سے گھومتی ہوئی واپس چلی گئی۔ وہ کافی دور تک پانی پر اس کا سایہ دیکھتے رہے۔ پھر جب یہ سایہ غائب ہوگیا تو وہ ہیون کی طرف بڑھنے لگے۔ سب سے آگے صفدر، اس کے پیچھے کیپٹن شکیل، اس کے بعد جولیا اور جولیا کے بعد تنویر اور سب سے آخر میں نعمانی تھا۔ تھوڑا آگے جاتے ہی انہیں ریڈ لائن سرکل سامنے نظر آنے لگ گیا تو صفدر نے ٹرانسمیٹر پر سب کو نیچے گہرائی میں جانے کا کہہ دیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے غوطہ مارا اور پھر وہ کسی تیز رفتار مچھلی کی

طرح گہرائی میں اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تھے۔ ویسے جیسے جیسے وہ گہرائی میں اترتے چلے جا رہے تھے انہیں اپنے جسموں پر وزن بڑھتا محسوس ہوتا جا رہا تھا لیکن چونکہ انہوں نے پہلے ہی غوطہ خوری کے مخصوص لباس خرید لئے تھے اس لئے یہ وزن انہیں صرف محسوس ہو رہا تھا لیکن اس سے تیرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہو رہی تھی اور پھر انہوں نے خاصی گہرائی میں بلیو لائن سرکل کو بھی چیک کر لیا اور وہ بھی ریڈ لائن کی طرح سمندر کی خاصی گہرائی میں موجود تھا۔

"ہم نے اوپر بھی تو اٹھنا ہے۔ پھر یہ بلیو لائن اور ریڈ لائن رکاوٹ نہ بنیں گے"...... جولیا نے ٹرانسمیٹر پر کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ ان کا سرکل جزیرے کے بالکل ساتھ نہیں ہوتا ورنہ یہ جزیرے سے ٹکرا کر ختم ہوسکتی ہیں اور ہمیں جزیرے کے بالکل ساتھ اوپر اٹھنا ہوگا"...... صفدر نے ٹرانسمیٹر پر جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر بلیو لائن سے کافی نیچے جا کر انہوں نے اب آگے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ انہیں تیرنے میں اب خاصی مشکل پیش آ رہی تھی لیکن وہ ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر انہیں دور سے جزیرے کا سایہ سا پانی پر نظر آنے لگ گیا تو ان کے ارادے مزید مضبوط ہو گئے اور وہ اب پہلے سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔ پھر ہیون جزیرے کا سایہ قریب آتا چلا گیا۔

"صفدر۔ رفتار آہستہ کر لو۔ اب ہمیں اوپر کو اٹھنا ہے"...... جولیا نے ٹرانسمیٹر پر کہا اور صفدر نے اپنی رفتار آہستہ کر لی۔ اس کی رفتار آہستہ ہوتے ہی اس کے عقب میں آنے والے سب ساتھیوں کی رفتار بھی آہستہ ہوتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ سب جزیرے تک پہنچ گئے۔

"اب اوپر کو اٹھنا ہے اور جزیرے کی سطح پر پہنچ کر کچھ دیر وہاں رکنا ہے تاکہ ہم وہاں اپنے غوطہ خوری کے لباس اتار سکیں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر صفدر جزیرے کے بالکل قریب ہو کر اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی اور پھر آہستہ آہستہ وہ جزیرے کی سطح کے قریب پہنچ گئے۔ سب سے پہلے صفدر نے اپنا سر پانی کی سطح سے اوپر کیا تو اسے سامنے جھاڑیوں اور درختوں کا ذخیرہ سا نظر آیا تو اس نے سر پر موجود کنٹوپ ہٹایا اور اچھل کر اوپر سطح پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی اوپر پہنچ گئے۔ یہ بالکل علیحدہ اور اکیلی جگہ دکھائی دے رہی تھی۔ ان سب نے جلدی جلدی غوطہ خوری کے لباس اتارے اور انہیں جھاڑیوں میں چھپا کر انہوں نے اپنی پشت پر موجود تھیلے بھی اتار لئے اور ان میں موجود اسلحہ نکال نکال کر جیبوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ البتہ مشین گنوں کے پارٹس جوڑ کر انہوں نے مشین گنیں تیار کیں اور ان میں میگزین ڈال کر

ں نے مشین گنیں کاندھوں سے لٹکا لیں۔ یہ ساری کارروائی ں نے چونکہ خاصی تیز رفتاری سے کی تھی اس لئے تھوڑی دیر دہ آگے بڑھنے کے لئے تیار ہو چکے تھے۔

"میرے خیال میں نعمانی کی چپ نے کام دکھایا ہے صفدر ورنہ ب تک ہم پر کہیں نہ کہیں سے فائر ہو چکا ہوتا"...... صفدر نے کہا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ بہرحال ہم نے آگے بڑھنا ہے"۔ لیا نے کہا۔

"تم میرے پیچھے آؤ۔ پھر دیکھو کہ میں ان کا خاتمہ کیسے کرتا ں"...... تنویر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ درختوں کی اوٹ سے ں نے دیکھا کہ جزیرے کے آخری حصے میں تین عمارتیں علیحدہ دہ بنی ہوئی تھیں۔ درمیان میں وسیع میدان تھا۔ البتہ عمارتوں ے ساتھ ہی وہاں درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے مگر انہوں نے ک کر لیا تھا کہ وہاں نگرانی کرنے والی پوسٹیں موجود نہ تھیں۔

"ہم نے دوڑتے ہوئے اس میدان کو کراس کرنا ہے اور اس ائیں کونے والی عمارت تک پہنچنا ہے۔ اس کا مین دروازہ کھلا ہوا ہے جبکہ باقی عمارتوں کے دروازے بند ہیں"...... جولیا نے کہا تو ب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ درختوں کے جھنڈ سے لے اور دوڑتے ہوئے دائیں طرف کی عمارت کی طرف بڑھتے لے گئے لیکن ابھی انہوں نے آدھا میدان کراس کیا تھا کہ درمیانی ارت کی چھت سے یکلخت شعلہ سا بلند ہوا اور چشم زدن میں شعلہ

ان کے سامنے زمین سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اس
طرح اچھل کر نیچے گرے جیسے کسی نے انہیں باقاعدہ اٹھا کر نیچے
پھینک دیا ہو۔ نیچے گرتے ہی انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن
دوسرے لمحے ان کے ذہنوں پر جیسے سیاہ رنگ کی چادر ڈال دی گئی
ہو اور آخری احساس انہیں یہی ہوا کہ نعمانی کی چیپ کامیاب نہیں
ہوسکی اور وہ چیک ہو کر ہٹ کر لئے گئے ہیں۔

ٹائیگر مایو ایئر پورٹ کے پبلک لاؤنج میں موجود تھا۔ روشو چونکہ
قامت کے لحاظ سے تقریباً اس جیسا ہی تھا اور اس نے روشو کو
ا سے باندھ کر اس سے وہ سب کچھ معلوم کر لیا تھا جو اس نے
فون کرتے ہوئے سنا تھا۔ روشو نے اسے بتایا تھا کہ وہ مایو
باہر ایک شہر میں کرنل بروک کے کام سے گیا ہوا تھا اور واپسی
جب اس نے سنٹر میں کرنل بروک اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں
ھیں تو اس نے ولنگٹن میں رہنے والے گرین گارڈ کے سپر چیف
ڈ ٹاسکی کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دی تو لارڈ ٹاسکی نے اسے
ا کہ وہ ڈوم کے بی سیکشن کو مایو بھجوا رہا ہے تا کہ وہ وہاں پاکیشیائی
نٹوں کا خاتمہ کر سکیں اور لارڈ ٹاسکی نے حکم دیا ہے کہ بی سیکشن کا
ہارج سٹارک اپنے ساتھیوں سمیت جیٹ طیارہ چارٹرڈ کرا کر
ات گھنٹوں بعد مایو پہنچے گا تو روشو ایئر پورٹ جا کر انہیں رسیور

کرے اور پھر انہیں اپنے ساتھ سنٹر لا کر لارڈ ٹاسکی کو فون پر اطلاع دے۔ روشو نے ہی بتایا کہ وہ سٹارک کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہے اور سٹارک بھی اس سے واقف ہے کیونکہ کسی زمانے میں وہ سٹارک کے ساتھ کام کرتا رہا ہے تو ٹائیگر نے اس سے سٹارک کا حلیہ اور اس کے قدوقامت کی تفصیل معلوم کر کے اور لارڈ ٹاسکی کا فون نمبر معلوم کر کے روشو کو ہلاک کر دیا اور سنٹر میں موجود برقی بھٹی میں اس کی لاش ڈال کر اسے راکھ بنا دیا۔

اس سے پہلے روشو کرنل بروک اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر چکا تھا۔ ٹائیگر کو ایسا اس لئے کرنا پڑا کہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ روشو کے میک اپ میں ایئر پورٹ جا کر سٹارک اور اس کے ساتھیوں کو یہاں سنٹر پر لا کر ہلاک کر دے گا تاکہ وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کارروائی نہ کر سکیں اس لئے اگر روشو کی لاش انہیں پڑی نظر آ جاتی تو معاملات بے حد خراب ہو سکتے تھے۔ روشو کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال کر اسے راکھ کر دیا گیا تو ٹائیگر نے روشو کا خصوصی میک اپ کیا۔ وہاں سنٹر میں میک اپ کا ہر قسم کا سامان موجود تھا اور ٹائیگر نے میک اپ اس لئے خصوصی کیا تھا کیونکہ سٹارک اور اس کے ساتھی بہرحال تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ تھے اور چونکہ ان کی تعداد خاصی تھی اس لئے شک پڑنے کی صورت میں الٹا ٹائیگر کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ پوری طرح تسلی کرنے کے بعد ٹائیگر نے روشو کی آواز

اور لہجے کی باقاعدہ نقل کرنا شروع کر دی۔ عمران سے وہ اس بارے میں کافی حد تک سیکھ چکا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے یہ صلاحیت عمران کی کارکردگی کو بے حد بڑھا دیتی تھی۔

گو وہ عمران کی طرح فوری طور پر دوسروں کی آواز اور لہجوں کی نقل تو نہ کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اسے اس بارے میں خاصی مشق ہو چکی تھی اس لئے تقریباً آدھے گھنٹے تک روشو کی آواز اور لہجے کی نقل کرنے کے بعد اس کو یقین ہو گیا کہ لارڈ ٹاسکی اسے بطور روشو قبول کر لے گا۔ اب یہ اور بات ہے کہ لارڈ ٹاسکی نے باقاعدہ وائس کمپیوٹر رکھا ہوا ہے اور اس میں روشو کی آواز فیڈ ہو مگر روشو نے بتایا تھا کہ لارڈ ٹاسکی سے اس نے کرنل بروک کی موت کے بعد پہلی بار رابطہ کیا تھا اس لئے ٹائیگر کو امید تھی کہ وائس کمپیوٹر ہوا بھی سہی تو اس میں روشو کی آواز باقاعدہ فیڈ نہیں کی گئی ہو گی۔ اس کے بعد ٹائیگر نے سٹارک اور اس کے ساتھیوں کو سنٹر میں لا کر پہلے بے ہوش کرنے اور پھر انہیں ہلاک کرنے کے بارے میں پورا پلان مرتب کر لیا اور پھر سنٹر میں موجود کار لے کر وہ سنٹر سے نکل کر پہلے خصوصی مارکیٹ گیا اور وہاں سے اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس کا مخصوص پسٹل مع میگزین خریدا اور اسے اندرونی جیب میں ڈال کر وہ وہاں سے ایئر پورٹ پہنچ گیا۔ اسے وہاں پہنچ کر اطلاع مل گئی کہ ناراک سے آنے والا چارٹرڈ جیٹ طیارہ تقریباً نصف گھنٹے بعد لینڈ کر جائے گا۔ چنانچہ وہ اطمینان سے پبلک لاؤنج

میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ طیارہ لینڈ کر گیا ہے اور پھر واقعی اس نے سٹارک کو پبلک لاؤنج میں آتے دیکھا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔

''جناب سٹارک۔ میں روشو ہوں سیکشن اے کا روشو''...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر خاصے مؤدبانہ لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ روشو۔ کیسے ہو۔ چیف نے کہا تو تھا کہ روشو ایئر پورٹ پر موجود ہو گا۔ یہ میرے ساتھی ہیں''...... سٹارک نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ یہ سٹارک سمیت آٹھ افراد تھے۔

''چیف کے حکم پر ہی میں حاضر ہوا ہوں۔ آئیے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر ایئر پورٹ سے باہر آ گیا۔ اس نے ایک ٹیکسی کو روک لیا تھا۔

''یہ میری کار ہے باس۔ آپ اس میں تشریف رکھیں۔ باقی ساتھی ٹیکسی میں آ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو سٹارک اپنے تین ساتھیوں سمیت اس کی کار میں جبکہ باقی چار ساتھی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور کو گرین کالونی چلنے کا کہہ دیا اور وہ ایئر پورٹ سے روانہ ہو گئے۔

''پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی اطلاع''...... سٹارک نے کہا۔

''نو باس۔ وہ تو اس طرح غائب ہو چکے ہیں جیسے گدھے کے

سے سینگ''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''وہ یہاں رکیں گے نہیں بلکہ ہیون پہنچیں گے۔ میں ان کے ے میں سن چکا ہوں۔ وہ تیزی سے اپنے ٹارگٹ کی طرف ھتے ہیں۔ بہرحال ہم وہاں پہنچ جائیں پھر وہ جو چاہے کرتے ریں''...... سٹارک نے کہا تو ٹائیگر اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

''آپ ہیون جائیں گے۔ یہاں نہیں رکیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میرے چار ساتھی یہاں رکیں گے اور تمہارے ساتھ ل کر انہیں یہاں تلاش کریں گے اور اگر وہ یہاں ہوئے تو ان کا اتمہ کریں گے اور میں اپنے تین ساتھیوں سمیت ہیون جاؤں گا ر اگر یہ لوگ وہاں پہنچے تو میں ان کا خاتمہ وہاں کروں گا''۔ ٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہاں جب تک آپ کے کوائف مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ نہ ہوں آپ وہاں کیسے داخل ہوں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کا بندوبست خود سپر چیف کریں گے''...... سٹارک نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کار اور ٹیکسی گرین کالونی پہنچ گئیں۔ ٹائیگر نے کار سنٹر کے بند گیٹ کے سامنے روکی۔ نیچے اتر کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر فارغ کر دیا اور پھر جیب سے چابی نکال کر اس نے گیٹ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے بڑا پھاٹک کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی سٹارک کے

وہ ساتھی جو ٹیکسی میں آئے تھے پیدل چلتے ہوئے سنٹر کے اندر داخل ہو گئے جبکہ ٹائیگر واپس آ کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار کو سٹارٹ کیا اور پھر اسے سنٹر کے اندر لا کر اس نے پورچ میں اسے رکا اور پھر نیچے اتر کر واپس گیا اور اس نے پھاٹک بند کر کے اسے اندر سے لاک کیا اور پھر پورچ میں آیا تو سٹارک اور اس کے ساتھی وہاں موجود تھے۔ وہ سب کار سے نیچے اتر آئے تھے۔

''آیئے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ انہیں عمارت کے اندر لے آیا۔

''تم سپر چیف کو فون کرو اور انہیں بتاؤ کہ ہم یہاں سنٹر میں پہنچ گئے ہیں''...... سٹارک نے ٹائیگر سے کہا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو سنٹر کا دورہ کرنے کے لئے کہا اور خود وہ ایک کمرے میں بیٹھ گیا۔ فون اس کمرے میں موجود تھا۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ پہلے ہی روشو سے لنگٹن کا رابطہ نمبر معلوم کر چکا تھا اس لئے اسے انکوائری سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ لارڈ ٹاسکی مینشن''...... رابطہ ہوتی ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں مایو کے ڈوم سنٹر سے روشو بول رہا ہوں۔ سپر چیف سے

بات کرائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد بھاری سی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ بولنے والا لارڈ ٹاسکی ہے۔

''سر۔ میں روشو بول رہا ہوں۔ مایو سنٹر سے۔ جناب سٹارک اپنے سات ساتھیوں سمیت مایو پہنچ چکے ہیں۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ ان کے یہاں پہنچنے کے بعد آپ کو اطلاع دی جائے اس لئے میں حکم کی تعمیل کر رہا ہوں''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سٹارک کہاں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''موجود ہیں سر''...... ٹائیگر نے کہا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے سٹارک کی طرف رسیور بڑھا دیا۔

''یس چیف۔ میں سٹارک بول رہا ہوں''...... سٹارک نے رسیور لے کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں جارج کو فون کر دیتا ہوں۔ وہ تھوڑی دیر ہیلی کاپٹر پر سنٹر پہنچ جائے گا۔ تم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کوائف اسے دینے ہیں اور وہ واپس جا کر یہ کوائف مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ کر دے گا اور پھر دوبارہ ہیلی کاپٹر پر آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ روشو کو یہاں چھوڑ دینا''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''سر۔ میرے خیال میں اپنے چار ساتھیوں کو میں یہاں چھو جاؤں۔ وہاں ہم چار افراد ہی کافی ہیں تاکہ جب تک وہ وہاں

پہنچیں تو انہیں یہاں ٹریس کیا جا سکے“...... سٹارک نے کہا۔

”نہیں۔ تم اپنے تمام ساتھیوں کو وہاں لے جاؤ۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ویسے لیبارٹری انچارج ڈاکٹر ولسن نے مجھے بتا دیا ہے کہ فارمولا مکمل ہو چکا ہے اور اس نے ہدایت کے مطابق پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب وہ خود وہاں اس فارمولے کے لیبارٹری ٹیسٹ کریں گے اور اس میں کچھ زیادہ وقت لگ سکتا ہے اس لئے جب تک یہ فارمولا ہر لحاظ سے مکمل نہیں ہو جاتا تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو وہاں رہنا ہو گا“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر“...... سٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں جارج کو بھجواتا ہوں“...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سٹارک نے رسیور ٹائیگر کو دے دیا اور ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر اچانک سٹارک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوکے۔ اب میں تھوڑا سا آرام کر لوں۔ جب جارج آئے تو مجھے اطلاع دینا“...... سٹارک نے کہا۔

”آئیں۔ میں آپ کو بیڈ روم تک چھوڑ دوں“...... ٹائیگر نے کہا تو سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر سٹارک کو ایک بیڈ روم تک چھوڑ کر واپس آ گیا۔ سٹارک کے ساتھیوں میں سے

کچھ تو آرام کرنے میں مصروف تھے جبکہ کچھ شراب کی بوتلیں ہاتھوں میں پکڑے شراب پینے میں مصروف تھے۔ انہوں نے خود ہی ایک کمرے کے ریک میں موجود شراب کی بوتلیں تلاش کر لی تھیں۔

”کوئی خاص بات“...... ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی ایک آدمی نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ جناب سٹارک بیڈ روم میں آرام کر رہے ہیں۔ آپ بھی آرام کریں۔ جب ہیلی کاپٹر آئے گا تو میں آپ کو بھی اطلاع کر دوں گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوکے“...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ پھر جب رات گہری ہونا شروع ہو گئی تھی کہ ٹائیگر نے باہر سے ہیلی کاپٹر کی مخصوص آواز سنی تو وہ تیزی سے صحن کی طرف بڑھ گیا اور پھر جیسے ہی وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر پہنچا تو اس نے ایک چھوٹے ہیلی کاپٹر کو کوٹھی کے وسیع فرنٹ کے ایک کونے میں اترتے دیکھا تو وہ سیڑھیاں اتر کر آگے بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے پیڈز زمین پر ٹکتے ہی ہیلی کاپٹر سے ایک نوجوان اچھل کر نیچے اترا۔

”میرا نام روشو ہے جناب“...... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔

”میں جارج ہوں۔ ہیون کا کمپیوٹر انچارج“...... آنے والے نوجوان نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ لارڈ صاحب نے حکم دیا تھا کہ آپ کا استقبال کیا جائے۔ آیئے۔ آیئے۔ خوش آمدید''...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جارج سے باقاعدہ پرزور انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''ڈوم کے سیکشن بی کے افراد کہاں ہیں''...... جارج نے پوچھا۔

''آرام کر رہے ہیں۔ آیئے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لے کر ایک بڑے کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

''بیٹھیں اور بتائیں کہ آپ کون سی شراب پسند کریں گے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''جو مرضی آئے پلا دو۔ لیکن پہلے میں اپنا کام مکمل کر لوں۔ ان صاحبان کو بلائیں''...... جارج نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس سٹنگ روم میں سٹارک سمیت اس کے سب ساتھی موجود تھے اور جارج نے فرداً فرداً ان سب کے ضروری کوائف حاصل کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے سٹارک کو فارغ کیا جو بار بار نیند کی وجہ سے لڑکھڑا رہا تھا۔

''اب تم کس وقت آؤ گے۔ بولو''...... سٹارک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ اب میں صبح سویرے واپس آؤں گا کیونکہ وہاں فیڈنگ کا کام خاصا طویل ثابت ہو گا''...... جارج نے کہا۔

''اچھا ہے۔ اس دوران میں پوری طرح آرام کر لوں گا۔ گڈ

''...... سٹارک نے کہا اور اسی انداز میں چلتا ہوا واپس بیڈ روم کی
ف بڑھ گیا جیسے نیند کا کافی غلبہ اس پر طاری ہو۔ جارج مسلسل
نے کام میں مصروف رہا اور پھر جب ڈوم کے سیکشن بی کا آخری
ی بھی فارغ ہو کر واپس چلا گیا تو جارج نے اطمینان کا ایک
ل سانس لیا۔

''میں آپ کے لئے شراب لاتا ہوں۔ آپ کافی تھک گئے
''...... ٹائیگر نے کہا۔

''شکریہ۔ میں واقعی کافی تھک گیا ہوں''...... جارج نے
راتے ہوئے کہا تو ٹائیگر دوسرے کمرے سے ایک بوتل اور ایک
اس لے آیا اور اس نے جارج کے سامنے بوتل اور گلاس رکھ
۔

''تم نہیں پیو گے''...... جارج نے ایک گلاس دیکھتے ہوئے
ہا۔

''مجھے ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے۔ ویسے میں آپ کے ساتھ
ہوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
ر بوتل کھول کر اس نے شراب گلاس میں ڈالی اور پھر گلاس اٹھا کر
نہ سے لگا لیا۔

''میں نے سنا ہے کہ کوئی چپ ایسی ہوتی ہے کہ وہ جس کے
س ہو اسے کمپیوٹر چیک نہیں کر سکتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... جارج نے چونک کر کہا۔

"اگر ایسا ہے تو آپ چپس لے آتے۔ اس طرح آپ اس طویل کام سے بچ جاتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ بیک وقت اتنی تعداد میں چپس اکٹھی کام نہیں کر سکتیں۔ ایک یا زیادہ سے زیادہ دو کام کرتی ہیں"...... جارج نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے پاس وہ چپ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ہے تو سہی لیکن میں نے اپنے کوائف اس میں فیڈ کئے ہوئے ہیں۔ اس طرح مسلسل چپ رکھنے سے بچ جاتا ہوں ورنہ اگر کسی بھی لمحے چپ کو ساتھ رکھنا آدمی بھول جائے تو بری طرح پھنس جاتا ہے"...... جارج نے کہا۔

"آپ یہ چپ مجھے دے دیں۔ اس طرح جب بھی لارڈ ٹاکی حکم دیں گے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ ویسے تو انہوں نے مجھے یہاں رہنے کا حکم دیا ہے لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہیون کا ایک چکر تو ضرور لگاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم اچھے آدمی ہو۔ تم نے میرا نہ صرف استقبال کیا ہے بلکہ میری خدمت بھی کی ہے اس لئے میں تمہیں چپ دے دیتا ہوں۔ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ ختم ہو جائے پھر میں تمہیں کال کر لوں گا اور پورا ہیون گھماؤں گا"...... جارج نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ میں آپ کی اس مہربانی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو جارج نے کوٹ کی اندرونی جیب

سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر اسے کھولا اور اس میں موجود ایک چپ ٹائیگر کو دکھائی۔

"یہ ہے وہ چپ۔ تم اسے ڈبیا میں بند کر کے رکھو تاکہ یہ گر نہ جائے۔ یہ ڈبیا میں بند ہونے کے باوجود کام کرے گی اور اس کی موجودگی میں تم پورے ہیون میں جہاں چاہے گھومتے رہو تمہیں کوئی نہ روکے گا"...... جارج نے ڈبیا بند کر کے ٹائیگر کے حوالے کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور ڈبیا لے کر جیب میں رکھ لی۔

"اب میں چلتا ہوں۔ میں صبح سویرے آؤں گا اور ان سب کو ساتھ لے جاؤں گا"...... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آئیں میں آپ کو ہیلی کاپٹر تک چھوڑ آؤں"۔ ٹائیگر نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ جارج کو ساتھ لے کر باہر صحن میں آ گیا جہاں وہ چھوٹا سا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"آپ نے اب واپسی پر اپنے ساتھ آٹھ افراد کو لے جانا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر تو چھوٹا ہے۔ یہ تو آپ کے ساتھ آٹھ افراد کو نہیں لے جا سکتا"...... ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر کہا۔

"صبح میں بڑا ہیلی کاپٹر لے آؤں گا۔ اس میں یہ سب افراد جائیں گے"...... جارج نے کہا اور پھر ٹائیگر سے ہاتھ ملا کر وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر اس کا رخ مڑا اور پھر وہ آگے

بڑھتا ہوا ٹائیگر کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔ اب اس کے ذہن میں ایک پلاننگ ابھر رہی تھی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی اس پلاننگ پر پوری طرح عمل کرے گا۔ چنانچہ اس نے پہلے تو پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگایا تو سٹارک اور اس کے تمام ساتھی کمروں میں شراب کے نشے میں ڈوبے ہوئے بے سدھ پڑے ہوئے تھے۔ ٹائیگر راؤنڈ لگا کر عمارت سے باہر آ گیا اور پھر اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا جو اس نے ایئر پورٹ جاتے ہوئے مخصوص مارکیٹ سے خریدا تھا اور پھر اس کا رخ اندرونی گیلری کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے تین کیپسول پسٹل سے نکل کر گیلری کے فرش سے ٹکرائے اور چیخ چیخ کی آوازوں کے ساتھ ہی پھٹ گئے۔

ٹائیگر نے اپنا سانس روک لیا۔ اسے معلوم تھا کہ چند لمحوں میں ہی گیس پوری عمارت میں پھیل جائے گی جبکہ وہ خود کھلی فضا میں موجود تھا لیکن اس کے باوجود اس نے رسک نہ لیتے ہوئے سانس روک لیا تھا۔ پھر ٹائیگر نے کچھ دیر بعد آہستہ سے سانس لیا اور پھر کھل کر پورے انداز میں سانس لیا کیونکہ اسے کوئی بو محسوس نہ ہو رہی تھی۔ یکے بعد دیگرے کئی بار لمبے لمبے سانس لینے کے بعد وہ آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری عمارت کا راؤنڈ لگایا۔ سٹارک سمیت اس کے سارے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اسی

ے اسے دوسرے کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے کمرے میں داخل ہو کر رسیور اٹھا ۔

"روشو بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے روشو کی آواز اور لہجے میں ہا۔

"لارڈ صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک وانی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں روشو بول رہا ہوں سر"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ ہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے اب تک کی"...... دوسری طرف سے لارڈ سکی نے بھاری اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ جناب جارج ہیلی کاپٹر پر آئے تھے اور وہ سٹارک اور ن کے ساتھیوں کے ضروری کوائف لے کر واپس چلے گئے ہیں اور ب وہ رات گزار کر صبح سویرے دوبارہ آئیں گے اور سٹارک اور ن کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ ہیون لے جائیں گے"...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب سٹارک اور اس کے ساتھی کہاں ہیں"...... لارڈ ٹاسکی نے پوچھا۔

"سر۔ وہ سب انجوائے کرنے کے لئے کلب گئے ہیں کیونکہ صبح انہوں نے ہیون چلے جانا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری رپورٹ درست ہے۔ میں نے جارج سے رپورٹ لی تھی۔ اس کا بھی یہی کہنا ہے۔ اوکے۔ صبح جب یہ ہیون چلے جائیں تو تم نے مجھے کال کر کے رپورٹ دینی ہے"۔ لارڈ ٹاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ ابھی جولیا سے فون پر بات کرے اور انہیں بتا دے کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا کیونکہ اگر وہ اسے روک دیتی تو پھر مجبوراً اسے رکنا پڑتا کیونکہ عمران نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ جولیا کے ماتحت کام کرے گا اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اپنی کارروائی مکمل کر کے ایک بار ہی مکمل رپورٹ دے گا۔ یہ فیصلہ کرنے کے ساتھ ہی اس نے سٹارک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہ اس فیصلے پر عمل درآمد میں مصروف ہو گیا۔

اسے معلوم تھا کہ سٹارک اور اس کے ساتھی عمران کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی نیت سے یہاں پہنچے ہیں اور اسی لئے ہیون جا رہے ہیں اس لئے اسے ان سب کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوئی تھی۔ تقریباً آدھی رات تک وہ اس کام میں مصروف رہا۔ اس کے بعد وہ فارغ ہو کر ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ آئندہ کے اقدام

ے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جارج سے کمپیوٹر چپ تو اس نے اصل کر لی تھی اور اس چپ کی وجہ سے وہ ہیون میں نہ صرف خل ہو سکتا تھا بلکہ وہ آزادانہ گھوم پھر بھی سکتا تھا لیکن اصل مسئلہ ارج کا تھا۔ جارج اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے کسی ورت بھی تیار نہ ہو سکتا تھا اور جارج کے بغیر ہیون میں داخل ہو کر اسے خاصی مشکلات بھی پیش آ سکتی تھیں کیونکہ جارج وہاں کے یٹ اپ سے مکمل طور پر واقف تھا لیکن پھر ٹائیگر یہ سوچ کر نک پڑا کہ یہ مکمل تفصیل وہ جارج سے زبردستی بھی حاصل کر سکتا ہے۔

اسے معلوم تھا کہ جارج فیلڈ کا آدمی نہیں ہے۔ وہ کمپیوٹر انجینئر ہے اس لئے جان سے مار دینے کی دھمکی اسے زبان کھولنے پر مجبور کر دے گی۔ اس سنٹر میں وہ ایک کمرے کی الماریوں میں ہر قسم کا رید اسلحہ دیکھ چکا تھا اس لئے اس اسلحے کی مدد سے وہ آسانی سے نا مشن مکمل کر سکتا تھا اور یہ مشن تھا ڈاکٹر کمال حسین کے فارمولے ا حصول کیونکہ لارڈ ٹاسکی کی یہ بات وہ پہلے ہی سن چکا تھا کہ رمولا مکمل ہونے پر ڈاکٹر کمال حسین کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ب اس فارمولے کے لیبارٹری ٹیسٹ ہیون میں موجود یہودی ائنس دان کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ہیون کے یک دو سائنس دانوں کو چھوڑ کر باقی سب افراد کا خاتمہ کر دے گا ر پھر فارمولا حاصل کر کے وہ وہاں وائرلیس چارج بم نصب کر

کے ہیلی کاپٹر میں واپس مایو پہنچے گا اور یہاں سے ہیون کو تباہ کر کے وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو رپورٹ دے گا کہ ان نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ یہ سب کچھ سوچ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں تا کہ صبح کو وہ فریش ہو کر اپنی سوچی ہوئی کارروائی کی تکمیل کر سکے۔

ڈاکٹر ولسن گو رات دیر تک کام میں مصروف رہتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ صبح سویرے جاگنے کا عادی تھا اور طویل عرصے سے اس کی یہ عادت تھی کہ وہ صبح سویرے جاگ کر آفس میں پہنچ جاتا تھا اور رات گئے تک کئے جانے والے کام کی باقاعدہ رپورٹ تیار کرتا تھا۔ ایسی رپورٹیں بعد میں اس کے بے حد کام آتی تھیں۔ اس وقت بھی وہ آفس میں بیٹھا رپورٹ لکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اسے فون کی گھنٹی بجنے پر اس لئے حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہیون میں موجود ہر آدمی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس وقت وہ اپنے آفس میں موجود ہوتا ہے۔

''لیں''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''سر۔ میں کمپیوٹر انچارج جارج بول رہا ہوں۔ میں نے ٹرانسپورٹ

ہیلی کاپٹر پر مایو جانا ہے تاکہ وہاں سے ڈوم کے سیکشن بی کو اس ہیلی کاپٹر پر ہیون لایا جا سکے“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کیا آپ نے ان کے کوائف کمپیوٹر میں فیڈ کر دیئے ہیں“۔ ڈاکٹر ولسن نے پوچھا۔ وہ چونکہ ہیون کا انچارج تھا اس لئے اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی ہیون سے باہر نہیں جا سکتا تھا اس لئے جارج نے اجازت لینے کے لئے فون کیا تھا۔

”یس سر۔ تمام کے کوائف میں نے رات کو مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ کر دیئے ہیں“...... دوسری طرف سے جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر تم جا سکتے ہو“...... ڈاکٹر ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ اپنے سامنے موجود کاغذات کو غور سے پڑھنے لگا اور پھر قلم اٹھا کر اس نے لکھنا شروع کر دیا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

”اب کیا ہو گیا ہے“...... ڈاکٹر ولسن نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

”فریڈ بول رہا ہوں سیکورٹی انچارج“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے“...... ڈاکٹر ولسن نے
ے سخت لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ہیون کے شمالی حصے میں ایک عورت اور چار مردوں کو
کر کمپیوٹر روم کی طرف جاتے ہوئے چیک کیا گیا ہے اور جناب
ج کے اسسٹنٹ گریگ نے مجھے اطلاع دی تو میں نے ان پر
ڈ کراس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب کیا حکم ہے۔
ں گولیوں سے اڑا دیا جائے یا“...... فریڈ نے کہا تو ڈاکٹر ولسن
، چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ ایک عورت اور چار مرد یہاں موجود ہیں۔
کیسے ممکن ہے۔ جزیرے کے گرد اوپر سطح پر ریڈ لائن سرکل اور نیچے
ڈ لائن سرکل موجود ہے۔ پھر بغیر کمپیوٹر میں کوائف فیڈ کرائے کون
ون پر پیر رکھ سکتا ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ
ل یہاں نہ صرف پہنچ گئے بلکہ جزیرے پر نقل و حرکت بھی کر
ہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے“...... ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے لہجے
ں کہا۔

”یس سر۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ یقیناً ان لوگوں نے کوئی خصوصی
فاظتی اقدامات کر رکھے ہوں گے“...... فریڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک پوزیشن ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی
اندر کا آدمی ان کے ساتھ ملا ہوا ہے جسے ٹریس کرنا بے حد ضروری

ہے ورنہ ہم کسی بھی وقت بہت بڑا نقصان اٹھا سکتے ہیں''...... ڈاکٹر ولسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پھر کیا حکم ہے''...... فریڈ نے پوچھا۔

''یہ لوگ اس وقت کہاں ہیں''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''میدان میں بے ہوش پڑے ہیں''...... فریڈ نے جواب دیا۔

''انہیں وہاں سے اٹھا کر بلیک روم میں لے جاؤ اور وہاں زنجیروں میں جکڑ دو اور پھر وہاں پہرہ دو۔ ڈوم کا سیکشن بی تین چار گھنٹوں بعد یہاں پہنچ جائے گا جس کا انچارج سٹارک ہے۔ وہ خود ہی ان سے سب کچھ اگلوا لے گا لیکن اس وقت تک انہیں بے ہوش رہنا چاہئے''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''سر۔ جناب جارج تو ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ انہیں تو واپس آتے ہوئے چار گھنٹوں سے زیادہ وقت لگ جائے گا اور زیرو کراس کے تحت یہ لوگ چار گھنٹوں کے بعد ہوش میں آ جائیں گے اس لئے کیوں نہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے جائیں تا کہ یہ خود بخود ہوش میں نہ آ سکیں''۔ فریڈ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ اس طرح ہر قسم کا رسک ختم ہو جائے گا''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... فریڈ نے جواب دیا۔

''جب جارج واپس آئے سٹارک اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ

لے کر تو تم نے مجھے اطلاع دینی ہے تا کہ میں سٹارک کو خصوصی ہدایات دے سکوں''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر ولسن نے رسیور رکھ دیا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری سب احتیاطی تدابیر ناکام بنا دی گئی ہیں۔ ویری بیڈ۔ ہمیں اس کی تہہ تک جانا ہو گا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ ممکن بنا دیا گیا ہے۔ ویری بیڈ''...... ڈاکٹر ولسن نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے بولنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''اب کیا آفت آ گئی ہے۔ نجانے آج کا دن کیسا دن ہے''۔ ڈاکٹر ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''گریگ بول رہا ہوں سر۔ اسسٹنٹ ٹو جارج کمپیوٹر انچارج''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اب کیا ہو گیا ہے جو تم نے بھی فون کر دیا ہے''...... ڈاکٹر ولسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں کمپیوٹر سکرین پر بلیک روم کو چیک کر رہا ہوں۔ وہاں فریڈ اپنے دو مسلح ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے لیکن وہاں موجود اجنبی افراد اور عورت کو ہوش میں لایا جا رہا ہے''...... گریگ

نے کہا تو ڈاکٹر ولسن بے اختیار چونک پڑا۔

''میں نے تو اسے حکم دیا تھا کہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے جائیں تاکہ وہ سٹارک اور اس کے ساتھیوں کے آنے تک ہوش میں نہ آ سکیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں وہ نانسنس''۔ ڈاکٹر ولسن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ عورت سمیت سارے مردوں کو کڑوں میں جکڑا گیا ہے اس لئے وہ فرار تو نہیں ہو سکتے یا کوئی گڑبڑ نہیں کر سکتے لیکن میرا خیال ہے کہ فریڈ نے جان بوجھ کر انہیں ہوش دلایا ہے''۔ گریگ نے کہا تو ڈاکٹر ولسن چونک پڑا۔

''جان بوجھ کر کیوں''...... ڈاکٹر ولسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ اس عورت کو ہوش میں لانا چاہتا تھا۔ میں نے یہاں بیٹھ کر اس کی اپنے ساتھی سے سرگوشی سنی ہے کہ سب کو ہوش میں لایا جائے۔ لامحالہ یہ لوگ زنجیروں سے نجات کی کوشش کریں گے۔ اس کوشش میں انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور پھر اس عورت کو فریڈ اپنے پاس رکھ لے گا۔ وہ اسے بے حد پسند آ گئی ہے''...... گریگ نے کہا۔

''ویری بیڈ۔ میں اس سے بات کرتا ہوں''...... ڈاکٹر ولسن نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ بلیک روم''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں۔ فریڈ کہاں ہے۔ اس سے بات کراؤ''...... ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو سر۔ میں فریڈ بول رہا ہوں سیکورٹی انچارج''...... چند لمحوں بعد فریڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ جب تک سٹارک اور اس کے ساتھی نہ آ جائیں ان اجنبی افراد کو بے ہوش رکھا جائے اور ایسا کرنے کے لئے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے جائیں۔ تم نے الٹا انہیں ہوش دلا دیا ہے اور تم اس عورت کو ہلاکت سے بچانا چاہتے ہو حالانکہ وہ ہماری اور یہودیوں کی دشمن ہے۔ کیوں''...... ڈاکٹر ولسن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں نے انہیں ہوش نہیں دلایا بلکہ جیسے ہی انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے یہ فوراً ہوش میں آ گئے۔ یہ تو اچھا ہوا تھا کہ آپ نے انہیں زنجیروں میں جکڑنے کا حکم دیا تھا اس لئے یہ سب زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور پھر میرے ساتھ بلیک روم میں دو مسلح افراد بھی موجود ہیں۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو مجھے کسی بھی یہودی دشمن عورت سے کیسے دلچسپی ہو سکتی ہے۔ آپ کو یقیناً گریگ نے رپورٹ دی ہو گی۔ وہ تو ویسے ہی میرا

دشمن ہے جناب۔ آپ اگر حکم دیں تو میں ابھی اس عورت کو گولیوں
سے اڑا دوں اور حکم دیں تو ان سب کو گولیوں سے اڑا دوں“۔ فریڈ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ان سے معلومات حاصل کرنا ضروری ہیں۔ بس یہ
خیال رکھنا کہ یہ زنجیروں سے آزاد نہ ہو جائیں“...... ڈاکٹر ولسن
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”احمق آدمی مجھے یعنی ڈاکٹر ولسن کو بے وقوف بتا رہا ہے نانسنس
کہ طویل بے ہوشی کے انجکشن لگانے سے وہ ہوش میں آ گئے ہیں
نانسنس۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا
جائے اور الٹا وہ ہوش میں آ جائے نانسنس“...... ڈاکٹر ولسن نے
مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک بار پھر اپنے سامنے
رکھے ہوئے کاغذ پر جھک گئے۔

جولیا کی آنکھ کھلی تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ ایک کمرے
ں دیوار میں نصب زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ ان زنجیروں
ے آخر میں کڑے تھے جن میں جولیا کی کلائیاں جکڑی ہوئی تھیں۔
ں نے گردن گھمائی تو اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے
یونکہ اس کی سائیڈ پر اس کے سارے ساتھی موجود تھے اور ان
ے ہاتھ بھی اس طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ سب
ں انداز میں ہل جل رہے تھے جیسے ہوش میں آ رہے ہوں جبکہ
سامنے ایک کرسی پر ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی بیٹھا
تھا اور دروازے کے قریب مشین گنوں سے مسلح دو آدمی بڑے
کنے انداز میں کھڑے تھے۔ وہ کرسی جس پر وہ آدمی بیٹھا ہوا تھا
ں کے ساتھ ہی تپائی پر فون سیٹ رکھا ہوا تھا۔

”روڈی۔ یہ تم نے کون سے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ یہ تو الٹا

ہوش میں آ رہے ہیں اور یہ عورت تو ہوش میں آ بھی گئی ہے“۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے گردن موڑ کر عقب میں موجود افراد سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے تو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے ہیں۔ یہ دیکھیں ڈبیا“...... ان دو مسلح افراد میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر جیب سے ایک ڈبیا نکال کر اس آدمی کو دکھاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ ہے تو یہ طویل بے ہوشی کا انجکشن۔ لیکن یہ تو ہوش میں آ گئے ہیں۔ عجیب لوگ ہیں یہ“...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”سنو کون ہے۔ یہ گریگ ہو گا۔ اسے یقیناً میری پوزیشن دیکھ کر آگ لگ گئی ہو گی۔ سرخ بٹن آف کر دو تاکہ گریگ ہمیں نہ دیکھ سکے“...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اس آدمی سے جسے پہلے روڈی کہہ کر پکارا گیا تھا، کہا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس بلیک روم“...... روڈی نے رسیور اٹھاتے ہی بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔ پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ یس سر، یس سر کہتا ہوا بے اختیار اچھل پڑا۔

”ڈاکٹر ولسن کا فون ہے“...... روڈی نے رسیور جلدی سے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیتے ہوئے کہا تو وہ بھی بے اختیار اچھل کر

کھڑا ہو گیا۔

”ہیلو سر۔ میں فریڈ بول رہا ہوں سیکورٹی انچارج“...... اس آدمی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور رکھا اور ایک طویل سانس لیا تو اس کی باتوں سے جولیا نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ ہیون کا انچارج کوئی ڈاکٹر ولسن ہے اور اس آدمی کا نام فریڈ ہے۔ یہ یہاں کا سیکورٹی انچارج ہے اور مسئلہ ان کے ہوش میں آنے کا ڈسکس ہو رہا ہے جبکہ جولیا کو معلوم تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ ظاہر ہے پہلے کسی گیس یا ریز کی مدد سے انہیں بے ہوش کیا گیا اور پھر اسی بے ہوشی کے دوران طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے اور دونوں کے اثرات ایک دوسرے سے مل کر ری ایکٹ کر گئے اور وہ ہوش میں آتے چلے گئے۔ اب جولیا کے ساتھی بھی ہوش میں آ چکے تھے اور ان سب کی انگلیاں کڑوں کے بٹنوں کی تلاش میں رینگ رہی تھیں لیکن جولیا ان سے پہلے انہیں چیک کر چکی تھی اور جولیا نے بٹنوں کی ساخت محسوس کرتے ہی سمجھ لیا تھا کہ یہ ریموٹ کنٹرول بٹن ہیں۔ صرف انگلیوں سے پریس کر کے انہیں نہیں کھولا جا سکتا اور پھر اپنے ساتھیوں کے چہروں پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ سب کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے کہ یہ ریموٹ کنٹرول بٹن ہیں اس لئے وہ سب انہیں ازخود کھولنے سے قاصر ہیں لیکن جولیا کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس

انداز میں اکٹھا کیا جس انداز میں عورتیں چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھوں کو اکٹھا کرتی ہیں اور پھر اس نے ہاتھ نیچے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ اس کی کلائیوں میں موجود کڑے اس کے باقی ساتھیوں کے ہاتھوں میں موجود کڑوں سے چھوٹے یا تنگ نہیں ہیں جبکہ جولیا کے ہاتھ اپنے مرد ساتھیوں کی نسبت بہرحال چھوٹے اور نفیس تھے اس لئے اگر وہ کوشش کرے تو ہاتھوں کو ان کڑوں سے کھینچ کر باہر نکال سکتی ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے کارروائی شروع کر دی۔

"تم لوگ ہیون کیسے پہنچ گئے جبکہ اس کے چاروں طرف تو ریڈ لائن اور بلیو لائن کے سرکل ہیں"...... فریڈ نے جولیا کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم تیرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں"......صفدر نے جواب دیا۔

"لیکن ریڈ لائن سے کیوں نہیں ٹکرائے اور اگر ریڈ لائن سے نیچے تھے تو بلیو لائن سے کیوں نہیں ٹکرائے"...... فریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایسے کوئی سرکل تھے ہی نہیں۔ ٹکراتے کس سے"...... ایک بار پھر صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ روڈی"...... فریڈ نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... روڈی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کوڑا لے آؤ۔ یہ میرے سامنے جھوٹ بول رہا ہے۔ فریڈ کے سامنے۔ میں ان کی کھال کھینچ لوں گا"...... فریڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ ڈاکٹر ولسن ناراض ہو گئے تو ہمارے لئے بہت برا ہو گا۔ سٹارک اور اس کے ساتھی یہاں پہنچنے والے ہوں گے اس لئے بہتر ہے کہ انہیں ہم کچھ نہ کہیں اور انتظار کریں"...... روڈی نے فریڈ کے قریب آ کر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک کہہ رہے ہو تم"...... فریڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور روڈی پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے جولیا کا ہاتھ زور لگانے کی وجہ سے پسینے میں بھیگ کر آسانی سے پھسل کر قدرے بڑے کڑے سے باہر آ گیا۔ جولیا نے بڑی مشکل سے کڑے اور زنجیر کو دیوار سے ٹکرانے سے روکا کیونکہ ابھی دوسرا ہاتھ کڑے میں موجود تھا اور چند لمحوں کی کوششوں کے بعد وہ ہاتھ بھی کڑوں سے باہر آ گیا تو جولیا نے اس کڑے اور زنجیر کو بھی دیوار سے ٹکرانے سے روک لیا۔ اب اس کی نظریں ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ریڈ سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ روڈی اور اس کا ساتھی ہاتھوں بں مشین گنیں پکڑے دروازے کے ساتھ فریڈ سے کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے تھے۔

جولیا کو معلوم تھا کہ اگر اس سے معمولی سی بھی غلطی ہو گئی تو اس کے ساتھی جو جکڑے ہوئے بے بس کھڑے ہیں مشین گن کی

گولیوں کا آسانی سے اور یقینی طور پر شکار ہو جائیں گے۔ فریڈ اور اس کے ساتھیوں کے درمیان فاصلہ بھی کافی تھا اور پھر جولیا جہاں موجود تھی وہاں سے فریڈ کی کرسی بھی کچھ فاصلے پر ہونے کے ساتھ ساتھ سائیڈ پر تھی۔ اگر جولیا پہلے فریڈ کی طرف جاتی تو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ راستے میں ہی ہٹ ہو سکتی تھی لیکن بہرحال اس نے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا اس لئے اس نے روڈی اور اس کے ساتھی پر براہ راست حملہ کرنے اور ان سے مشین گنیں چھیننے کا فیصلہ کر لیا۔

''ارے یہ کیا''...... اچانک جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح دروازے کی طرف دوڑی جیسے کوئی بھوت اس کے پیچھے لگ گیا ہو۔

''کیا۔ کیا ہو رہا ہے''...... فریڈ نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ کیوں بھاگ رہی ہے''...... روڈی کے منہ سے نکلا اور جولیا کی یہ نفسیاتی ترکیب خاصی کامیاب رہی۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات نہ آ سکی کہ جولیا تو کڑوں میں جکڑی ہوئی تھی پھر اچانک کیسے رہا ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ذہنی طور پر سنبھلتے جولیا نے روڈی اور اس کے ساتھی کے قریب پہنچ کر یکلخت ہوا میں جمپ لیا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات روڈی کے سینے پر اور دوسری ساتھ کھڑے ہوئے اس کے ساتھی کے سینے پر لگی اور اس کے

ساتھ ہی جولیا نے فضا میں الٹی قلابازی کھائی اور پلک جھپکنے میں وہ فرش پر پڑی ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اٹھائے نہ صرف کھڑی ہو گئی بلکہ دوڑتی ہوئی اپنے ساتھیوں کی طرف اس طرح بڑھتی چلی گئی جیسے وہ اپنے کسی ساتھی کے ہاتھ میں مشین گن دینا چاہتی ہو۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ جب جولیا، فریڈ کی کرسی کے قریب پہنچی تو اس وقت روڈی اور اس کا ساتھی فرش پر گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ فریڈ بت کا بت بنا کھڑا تھا۔

جولیا یکلخت رکی اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی فریڈ چیختا ہوا نیچے گرا جبکہ جولیا کا ہاتھ گھوما اور فرش سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے روڈی اور اس کا ساتھی چیختے ہوئے دوبارہ نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فرش پر گر کر تڑپتا ہوا فریڈ جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ایک بار پھر فائرنگ کی زد میں آ کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جولیا تیزی سے روڈی اور اس کے ساتھی کی طرف گھومی لیکن وہ دونوں ہی فرش پر گر کر ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

''اس روڈی کی جیب میں ریموٹ کنٹرول ہو گا۔ ہمیں کھولو۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا تو جولیا دوڑتی ہوئی دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے روڈی کی طرف بڑھ

گئی۔ اس نے جھک کر اس کی تلاشی لینا شروع کر دی اور چند لمحوں
بعد وہ اس کی جیب سے چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نکال لینے میں
کامیاب ہو گئی۔ پھر وہ سیدھی ہو کر گھومی اور دوڑتی ہوئی اپنے
ساتھیوں کے قریب جا کر اس نے سب سے آخر میں موجود تنویر
کے کڑوں کے بٹن کھولے اور پھر ایک ایک کر کے اس نے سب
ساتھیوں کو ان کڑوں سے رہائی دلا دی۔

''ہمیں سٹارک اور اس کے ساتھیوں کے یہاں پہنچنے سے پہلے
یہاں موجود تمام افراد کا خاتمہ کرنا ہے''...... صفدر نے کہا اور اس
نے روڈی کے ساتھی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف پڑی ہوئی
مشین گن اٹھا لی۔

''یہاں ڈاکٹر کمال حسین بھی موجود ہیں۔ ہم نے انہیں بچانا
ہے اس لئے دیکھ بھال کر کام کرنا ہو گا۔ آؤ''...... جولیا نے کہا اور
دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور نعمانی تینوں خالی
ہاتھ تھے لیکن انہیں یقین تھا کہ عمارت میں کسی نہ کسی جگہ سے انہیں
ان کا مطلوبہ اسلحہ مل جائے گا کیونکہ ان کی اپنی جیبیں اسلحے سے
یکسر خالی تھیں۔ دروازہ کھول کر جولیا سب سے پہلے باہر نکلی اور اس
کے پیچھے اس کے ساتھی ایک ایک کر کے باہر آ گئے۔ یہ ایک
راہداری تھی جس میں کمروں کے دروازے تھے اور آگے جا کر
راہداری دائیں طرف کو مڑ جاتی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھی اس
راہداری میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ایک بار پھر

ٹاخ کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور ساتھی اچھل
کر منہ کے بل نیچے گرے اور اسی لمحے انہیں دور سے دوڑتے
ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر ان سب کے
ذہنوں پر ایک بار پھر گہرے سیاہ رنگ کی چادر پھیلتی چلی گئی اور ان
کے ذہنوں پر آخری احساس یہی ابھرا کہ اس بار موت نے انہیں
گھیر لیا ہے۔

ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے مایو شہر سے ہیون کی
طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر ٹائیگر موجود تھا۔ صبح
سویرے جارج ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر لے کر مایو سنٹر پہنچ گیا تھا تاکہ
شارک اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس ہیون جا سکے لیکن
وہاں اس کا استقبال ٹائیگر نے روشو کے روپ میں کیا اور پھر اسے
اندر کمرے میں لے جا کر اس نے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے
بے ہوش کر دیا اور پھر رسی کی مدد سے ایک کرسی پر باندھ کر اسے
ہوش میں لے آیا تو پہلے تو جارج کو یقین ہی نہ آیا کہ روشو جس
نے اسے شراب پلائی تھی اور جو اس سے انتہائی مؤدبانہ انداز میں
پیش آیا تھا اس کے ساتھ ایسا سلوک بھی کر سکتا ہے لیکن جب
ٹائیگر نے اسے بتایا کہ شارک اور اس کے ساتھیوں کو اس نے
ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دی ہیں تو

جارج بری طرح خوفزدہ ہو گیا۔ وہ چونکہ فیلڈ کا آدمی نہ تھا اس لئے
وہ موت کے خوف سے بری طرح نڈھال ہو گیا۔
ٹائیگر نے اسے زندہ رکھنے کی امید اس شرط پر دلائی کہ وہ اسے
ہیون کے بارے میں تمام تفصیل بتا دے اور جارج نے واقعی ٹائیگر
کو ہیون کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔ اس نے اسے بتایا کہ
ہیون پر تین عمارتیں ایک دوسرے کے ساتھ بنی ہوئی ہیں جن میں
ایک عمارت جو دائیں طرف آخر میں ہے اس میں سیکورٹی آفس
ہے۔ بلیک روم ہے جس میں لوگوں کو جکڑنے کے لئے زنجیریں
نصب ہیں۔ اسلحہ روم اور ایک بڑا ہال ہے۔ تہہ خانے ہیں۔ جارج
کا آفس ہے جہاں کمپیوٹر اور دیگر مشینیں نصب ہیں جن کی مدد سے
ایڈمنسٹریٹیو بلاک اور پورے ہیون کو سکرین پر چیک کیا جاتا ہے۔
یہاں کا انچارج جارج ہے اور جارج کا اسسٹنٹ گریگ ہے۔ اس
کے ساتھ چار مزید آپریٹر ہیں جبکہ سیکورٹی انچارج فریڈ ہے جس
کے ساتھ دو ساتھی ہیں۔ روڈی اور آرنلڈ۔
دوسری بلڈنگ میں لیبارٹری ہے اور تیسری بلڈنگ جو انتہائی
بائیں ہاتھ پر ہے وہاں مین لیبارٹری ہے جس کا انچارج ڈاکٹر ولس
ہے۔ وہاں دس سائنس دان اور ٹیکنیشنز ہیں جبکہ درمیانی لیبارٹری ب
پڑی ہے۔ ضرورت پڑنے پر اسے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ٹائیگ
نے اس سے تمام راستوں اور حفاظتی انتظامات کے بارے می
معلومات حاصل کر لیں۔ کمپیوٹر چپ وہ پہلے ہی اس سے حاصل ک

چکا تھا اور اس نے جارج سے یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ جولیا اور اس
کے ساتھی تو وہاں نہیں پہنچے تو جارج نے اسے بتایا تھا کہ وہ ابھی
تھوڑی دیر پہلے وہاں سے روانہ ہوا ہے اور آنے سے پہلے اس نے
ڈاکٹر ولسن سے باقاعدہ فون پر اجازت لی تھی۔ اس وقت تو کوئی
آدمی یا کوئی گروپ ہیون نہیں پہنچا تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا
اور اس کے ساتھی ابھی وہاں جانے کے انتظامات میں مصروف ہوں
گے۔

ٹائیگر نے تمام معلومات حاصل کر لینے کے بعد جارج کو بھی
گولی مار دی اور پھر اس کی لاش بھی برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر
دی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے یہاں سے جانے کے بعد
کوئی یہاں آئے اور جارج کی لاش یہاں پڑی دیکھ کر وہ ہیون
میں ڈاکٹر ولسن یا کسی اور کو اطلاع کر دے۔ اس طرح اس کے
لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔ اس نے جارج کا میک اپ اس
لئے نہ کیا تھا کہ جارج کا جسم اس سے یکسر مختلف تھا کیونکہ جارج
کا کام زیادہ تر کرسی پر بیٹھے رہنا تھا اس لئے وہ خاصے بھاری بھرکم
وجود کا حامل تھا جبکہ ٹائیگر کا جسم سمارٹ تھا اس لئے وہ اس کے
میک اپ میں ہیون نہ جا سکتا تھا۔ اس نے ضروری اسلحہ سنٹر سے
اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں رکھا اور پھر ہیلی کاپٹر اڑا کر وہ واپس ہیون کی
طرف چل پڑا۔ اس کو معلوم تھا کہ سائنس دان یا اس کے ساتھی
فیلڈ کے آدمیوں کی طرح کام نہیں کر سکتے اس لئے اگر اسے وہاں

کسی سے خطرہ تھا تو سیکورٹی انچارج فریڈ اور اس کے دو ساتھیوں
سے تھا جو فیلڈ کے لوگ تھے اور اس کے خلاف مؤثر انداز میں
کارروائی بھی کر سکتے تھے اس لئے اس نے اپنے ذہن میں ہیون
پہنچ کر کارروائی کرنے کی باقاعدہ پلاننگ بنا رکھی تھی۔ ابھی وہ ہیون
سے کافی فاصلے پر تھا کہ ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی
تو اس نے بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ گریگ کالنگ باس۔ اوور''...... ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔

''یس۔ جارج بول رہا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے اپنی طرف
سے آواز اور لہجہ جارج کے مطابق بنانے کی پوری کوشش کی۔

''باس۔ یہ آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر ولسن سے
بات کیجئے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لیکن اس آواز سے
ہی صاف معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''یس سر۔ میں جارج بول رہا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو۔ سٹارک اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔
اوور''...... ڈاکٹر ولسن نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

''میں اس وقت ہیلی کاپٹر میں ہوں۔ جناب سٹارک اور اس
کے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں سر اور ہم ہیون کی

طرف بڑھ رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ بیس منٹوں میں ہم ہیون پر لینڈ کر چکے ہوں گے۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ جلدی آؤ۔ یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں نے حشر کر دیا ہے۔ فریڈ اور اس کے دونوں ساتھی مارے جا چکے ہیں۔ تمہارے اسسٹنٹ گریگ نے کام دکھایا اور انہیں دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے۔ وہ تو انہیں گولیوں سے اڑا دینا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے روک دیا تاکہ سٹارک اور اس کے ساتھی ان سے معلومات حاصل کر لیں۔ اوور''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اس وقت کہاں ہیں وہ سر۔ اوور''...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔ اس کے ذہن میں ڈاکٹر ولسن کی بات سن کر دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔

''بلیک روم میں ہیں لیکن تم جلدی پہنچو۔ پہلے بھی انہیں بلیک روم میں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا اور انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے لیکن نجانے وہ کس طرح خودبخود ہوش میں آ گئے اور پھر انہوں نے زنجیروں سے بھی نجات حاصل کر لی اور فریڈ اور اس کے دونوں ساتھیوں کو ہلاک کر کے وہ باہر آ گئے لیکن تمہارے اسسٹنٹ گریگ نے انہیں مارک کر لیا اور پھر ان پر ریز فائر کر کے انہیں دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے۔ اوور''...... ڈاکٹر ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہم پندرہ منٹ میں پہنچ رہے ہیں سر۔ اوور''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں گریگ بول رہا ہوں سر۔ اوور''...... اس بار ڈاکٹر ولسن کی بجائے گریگ کی آواز سنائی دی۔

''تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے گریگ۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ پھر تمہیں اس کام پر اعلیٰ ترین انعام دلواؤں گا۔ تم ایڈمنسٹریٹو بلاک کے سامنے پہنچ جاؤ۔ میں ہیلی کاپٹر وہیں لینڈ کروں گا تاکہ سٹارک اور اس کے ساتھیوں کو فوراً بلاک میں جانے کا موقع مل سکے اور تم نے انہیں گائیڈ کرنا ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے اوور اینڈ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب ساری صورت حال وہ سمجھ گیا تھا۔ جارج کے ہیون میں آ جانے کے بعد جولیا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچی اور انہیں بے ہوش کر کے جکڑ دیا گیا۔ ہوش میں آنے پر انہوں نے نہ صرف اپنے آپ کو آزاد کرا لیا بلکہ سیکورٹی انچارج فریڈ اور اس کے مسلح ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا لیکن پھر وہ پھنس گئے اور اگر ڈاکٹر ولسن کو یہ خیال نہ آتا کہ ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں تو وہ لامحالہ انہیں اب تک ہلاک کرا چکا ہوتا۔ اب ٹائیگر کے لئے بھی فوری اور تیز کارروائی کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ جارج کے میک اپ میں تو نہ تھا۔ گریگ کو اس نے وہاں اس لئے کال کر لیا تھا کہ ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی گریگ کو ختم کر

دیا جائے کیونکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف گریگ نے ہی
کارروائی کی تھی اور گریگ کی آواز اور لہجے سے لگتا تھا کہ وہ تیز
طرار آدمی ہے۔ وہ یہی سوچتا اور ہیلی کاپٹر اڑاتا ہیون کی طرف
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر اسے دور سے جزیرہ نظر آنے لگ گیا تو
ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور ہاتھ بڑھا کر عقبی سیٹ پر
پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر اپنے گھٹنوں پر رکھ لی۔ اس میں میگزین
فل لوڈ تھا اور ٹائیگر نے یہ کسی بھی ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے
قریب ہی رکھی ہوئی تھی۔ اب اس نے اسے اٹھا کر اپنے گھٹنوں پر
اس لئے رکھ لیا تھا کہ ہیلی کاپٹر سے اترتے ہوئے وہ اسے ہاتھ
میں رکھ سکے۔ دس منٹ کی مزید پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر ہیون پر
پہنچ گیا۔ ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کر دیا اور اسے نیچے
وسیع میدان نظر آ رہا تھا جس کے آخر میں ایک دوسرے سے ملحقہ
تین عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ ٹائیگر نے دائیں طرف کی آخری
عمارت کے سامنے ہیلی کاپٹر اتارنا شروع کر دیا۔ یہ ایڈمنسٹریٹو بلاک
تھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا جبکہ اس کے ذہن کے مطابق
گریگ کو وہاں موجود ہونا چاہئے تھا لیکن ظاہر ہے اب ٹائیگر وہاں
رک تو نہ سکتا تھا اس لئے ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر زمین پر اتارا اور پھر
اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود
تھی۔

''کون ہو تم۔ خبردار۔ گن پھینک دو ورنہ''...... ایک چیختی ہوئی

آواز اسے سائیڈ سے سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار چونک کر اس
طرف کو مڑا تو اس نے ایک سمارٹ سے آدمی کو جس کے سر کے
بال اس کے کاندھوں تک آ رہے تھے ہاتھ میں بلیو فائر گن لئے
ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ میں کھڑے دیکھا۔ وہ اس کی آواز
سے پہچان گیا تھا کہ یہ گریگ ہے۔

''میں سٹارک ہوں انچارج ڈوم سیکشن بی''...... ٹائیگر نے لہجہ
بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو آپ سٹارک ہیں۔ باس جارج کہاں ہیں''۔ اس
آدمی نے پتھر کی اوٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

''وہ ہیلی کاپٹر پر ہیں۔ میں نے انہیں اترنے سے روک دیا
ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گریگ سنبھلتا ٹائیگر
نے یکلخت اس پر فائر کھول دیا اور ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے
ساتھ ہی گریگ چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔
ٹائیگر نے دوسرا برسٹ اس کے سینے پر مارا اور پھر مشین گن لئے
وہ بھاگتا ہوا اس کھلے دروازے سے بلاک کے اندر داخل ہو گیا
لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے چونکہ جارج سے اس
تہہ خانے کا راستہ معلوم کر لیا تھا جہاں مشینری نصب تھی اور جہاں
جارج اور یہ گریگ کام کرتے تھے اس لئے ٹائیگر سب سے پہلے
وہاں جانا چاہتا تھا تاکہ وہاں موجود افراد کے ساتھ ساتھ وہاں
موجود تمام مشینری کو بھی تباہ کیا جا سکے تاکہ اس کے لئے اور جولیا

اور اس کے ساتھیوں کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔

تہہ خانے کا بھاری دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر دروازے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ تہہ خانے کو ساؤنڈ پروف بنایا گیا ہے۔ اس نے بھاری دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا تو وہاں چار بڑی مشینیں جو دیواروں کے ساتھ موجود تھیں ان کے سامنے چار افراد سٹولوں پر چڑھے بیٹھے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ان چاروں نے گردنیں موڑیں اور پھر دروازے پر کھڑے ٹائیگر کو دیکھ کر وہ بے اختیار حیرت سے چیخ پڑے لیکن ٹائیگر انہیں کوئی موقع نہ دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے بے دریغ فائر کھول دیا۔

ڈاکٹر ولسن اپنے آفس میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔ سٹارک اور اس کے ساتھی کسی بھی لمحے ہیون پہنچنے والے تھے اور ڈاکٹر ولسن نے گریگ کو حکم دے دیا تھا کہ وہ سٹارک کو اس کے آفس لے آئے تاکہ اس سے آئندہ کے لئے کھل کر بات ہو سکے۔ فریڈ اور اس کے مسلح ساتھیوں کی موت نے ڈاکٹر ولسن کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ آخر کس قسم کے لوگ ہیں کہ ان کا راستہ نہ ریڈ لائن سرکل روک سکا نہ بلیو لائن سرکل اور یہاں بھی وہ ریموٹ کنٹرول زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تو وہ الٹا ہوش میں آ گئے اور پھر زنجیروں سے نجانے کس طرح آزاد ہو کر فریڈ اور اس کے مسلح ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ وہ اندرونی طور پر ان سے بے حد خوفزدہ ہو گیا تھا اور وہ جلد از جلد سٹارک کو اس

کی ڈیوٹی سونپ کر خود کو اور اپنے ساتھیوں کو محفوظ کر لینا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تو گریگ بھی ان لوگوں کو گولیوں سے اڑا دیتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ سٹارک ان لوگوں سے معلومات حاصل کرے کہ آخر کس طرح یہ لوگ سارے معاملات کو حل کر لیتے ہیں۔ اس کے اپنے خیال کے مطابق ہیون کا کوئی بااثر آدمی ان کے ساتھ ملا ہوا تھا اور اس آدمی کو ڈاکٹر ولسن ہر صورت میں ٹریس کرنا چاہتا تھا۔ اسے ٹہلتے ہوئے کافی دیر ہو گئی لیکن کوئی فون نہ آیا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ٹرانسمیٹر نکال لیا تاکہ فوراً گریگ سے رابطہ کر سکے۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر گریگ کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بار بار کال دینا شروع کر دی لیکن کافی دیر تک کال دینے کے باوجود جب گریگ کی طرف سے کوئی رسپانس نہ ملا تو وہ اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے میز پر رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ کمپیوٹر روم میں فون کرنا چاہتا تھا تاکہ وہاں سے معلومات حاصل کر سکے لیکن یہاں بھی فون کی گھنٹی کافی دیر تک بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

''یہ آخر کیا ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر ولسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ رسیور رکھنے ہی والا تھا کہ اس کے کانوں میں دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار اچھل

پڑا۔

''کون ہے۔ گریگ کہاں ہے۔ میں ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں''۔ ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے کہا۔

''مم۔ مرفی بول رہ ہوں۔ میں شدید زخمی ہوں۔ تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تمام مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ مم۔ میں بھی مر رہا ہوں۔ فف۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی تو بڑی مشکل سے گھسٹ گھسٹ کر میں نے رسیور اٹھایا ہے۔ مم۔ مم۔ میں مر رہا ہوں۔ مم۔ میں۔ میں''...... دوسری طرف سے رک رک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی بولنے والے کی آواز ڈوب گئی۔

''ہیلو۔ ہیلو''...... ڈاکٹر ولسن کافی دیر تک چیختا رہا لیکن جب دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی تو اس نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس سر۔ گراڈ بول رہا ہوں سر''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر ولسن نے ایک طرح سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''مین لیبارٹری اور ایڈمنسٹریٹو بلاک کا درمیانی راستہ بند ہے یا کھلا ہوا ہے''...... ڈاکٹر ولسن نے چیخ کر کہا۔

''کھلا ہوا ہے جناب۔ آپ نے خود ہی تو کھلوایا تھا کہ ڈوم کا سیکشن چیف سٹارک آ رہا ہے اور اس نے آپ سے ملاقات کرنی تھی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ بند کر دو اسے۔ فوراً۔ ابھی اسی وقت۔ فوری بند کر دو۔ ایڈمنسٹریٹو بلاک پر دشمنوں کا قبضہ ہے۔ نجانے یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہر کام الٹا ہوتا جا رہا ہے۔ کیا تم ایڈمنسٹریٹو بلاک اور بیرونی منظر کو چیک کر سکتے ہو''...... ڈاکٹر ولسن نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایک سپیشل مشین موجود ہے جس سے سب کچھ دیکھا جا سکتا ہے''...... گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ راستہ بند کر دو۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ پھر چیکنگ کریں گے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم راستہ بند کر دو''۔ ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک علیحدہ کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک دبلا پتلا آدمی موجود تھا۔ یہ گراڈ تھا۔

''راستہ بند کر دیا ہے گراڈ''...... ڈاکٹر ولسن نے چیخ کر پوچھا۔

''یس سر۔ لیکن کیا ہوا ہے سر۔ کیا کوئی خاص بات ہوئی ہے سر''...... گراڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ولسن نے اسے سٹارک اور اس کے ساتھیوں کی آمد اور گریگ کو باہر بھیجنے اور پھر

مرفی کی کال آنے تک سب کچھ مختصر طور پر بتا دیا تو گراڈ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اس کا تو مطلب ہے سر کہ سٹارک اور اس کے ساتھی بھی ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں''...... گراڈ نے سامنے موجود مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ ڈوم کا سیکشن ہے۔ وہ ہمارے خلاف کیسے کام کر سکتا ہے۔ یہ کوئی اور چکر چل رہا ہے۔ جلدی کرو۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے اور کون کر رہا ہے''۔ ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''یس سر''...... گراڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بٹن کو پریس کیا تو جھماکے سے سکرین روشن ہو گئی جس پر وسیع میدان کا منظر تھا۔ گراڈ نے ناب گھمانا شروع کی تو منظر تیزی سے بدلنا شروع ہو گیا اور چند لمحوں بعد ایڈمنسٹریٹو بلاک کے گیٹ کے سامنے کھڑے بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کا منظر سامنے آ گیا۔ یہ ہیلی کاپٹر خالی تھا۔ گراڈ نے مزید مناظر بدلے تو ایک منظر سامنے آتے ہی ڈاکٹر ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو گریگ کی لاش ہے۔ اسے گولیاں ماری گئی ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو اسی لئے یہ ٹرانسمیٹر کال کا جواب نہ دے رہا تھا۔ ویری بیڈ۔ یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ بلاک کے اندر چیک کرو''...... ڈاکٹر ولسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... گراڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مختلف بٹن پریس کر کے اس نے ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ سکرین پر جھماکے سے ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ایک کمرہ تھا جو خالی تھا۔

''کمپیوٹر روم چیک کرو''...... ڈاکٹر ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... گراڈ نے کہا اور ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر تیزی سے مناظر بدلتے رہے اور پھر ایک منظر سامنے آ گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہاں تو قتل عام کیا گیا ہے۔ تمام افراد کو ہلاک اور تمام مشینری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ویری بیڈ''...... ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے کہا۔

''ایک خون میں لت پت آدمی اس تپائی کے قریب پڑا ہوا تھا جس پر فون موجود تھا اور فون کا رسیور نیچے لٹک رہا تھا۔ ڈاکٹر ولسن سمجھ گیا کہ یہ مرفی ہے جس نے اس کا فون شدید زخمی حالت میں سنا تھا۔

''یہ کون لوگ ہیں۔ انہیں تلاش کرو۔ یہ کون لوگ ہیں اور کہاں ہیں''...... ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... گراڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد جیسے ہی سکرین پر ایک منظر ابھرا تو گراڈ نے ہاتھ واپس کھینچ لیا جبکہ ڈاکٹر ولسن بے

اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ بلیک روم کا منظر تھا۔ یہاں پانچ مرد اور ایک عورت موجود تھی۔ وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن ان کی آوازیں سنائی نہ دے رہی تھیں۔

''آواز سنواؤ۔ آواز''...... ڈاکٹر ولسن نے چیختے ہوئے کہا۔

''سوری سر۔ آواز سننے کا کوئی سسٹم نہیں ہے''...... گراڈ نے معذرت خواہانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پاکیشیائی ایجنٹ تو چار مرد اور ایک عورت پر مشتمل تھے۔ یہ پانچواں کون ہے اور وہ سٹارک اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ ان کی تو لاشیں بھی نظر نہیں آ رہیں۔ یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ مجھے اب لارڈ ٹاسکی سے بات کرنا ہو گی''...... ڈاکٹر ولسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''جناب مشین گرم ہو رہی ہے۔ آپ اجازت دیں تو اسے بند کر دوں ورنہ یہ گرم ہو کر جل جائے گی''...... گراڈ نے کہا۔

''ہاں۔ اب مزید کیا دیکھنا رہ گیا ہے۔ سب کچھ تو دیکھ لیا ہے۔ درمیانی راستہ تو بلاک ہے نا''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''یس سر۔ وہ تو میں نے پہلے ہی بلاک کر دیا تھا''...... گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں آفس جا کر لارڈ ٹاسکی سے بات کرتا ہوں۔ جب مشین ٹھنڈی ہو جائے تو تم نے پھر انہیں چیک کرنا ہے اور مجھے فون پر رپورٹ دینی ہے اور ہاں۔ راستہ تو یہ لوگ نہیں کھول لیں گے''۔

ڈاکٹر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ راستہ اندر سے ہی کھل سکتا ہے اس طرف سے نہیں۔ لیکن سر۔ کمپیوٹر انہیں چیک نہیں کر رہا۔ ان پر ریز فائر نہیں کر رہا۔ کیا ان کے کوائف کمپیوٹر میں موجود ہیں''...... گراڈ نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''تم نے دیکھا نہیں کمپیوٹر روم کی تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ نجانے یہ کیسے لوگ ہیں۔ میں نے پہلے تو ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس میں داخل ہوا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس لارڈ ٹاسکی مینشن''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہیون سے ڈاکٹر ولسن بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں۔ فوراً''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا۔

''سوری سر۔ لارڈ صاحب ایک نجی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ کل دوپہر کو واپس آئیں گے۔ اس دوران ان سے رابطہ ممکن نہیں ہے''...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''اگر ایمرجنسی ہو تو اس کا کیا ہو گا''...... ڈاکٹر ولسن نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ کچھ نہیں ہو سکتا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا ان کا کوئی مخصوص سیل فون نمبر نہیں ہے یا ٹرانسمیٹر پر ان سے بات نہیں ہو سکتی''...... ڈاکٹر ولسن نے آخری چارہ کار کے طور پر کہا۔

''نہیں سر۔ چونکہ شدید نجی خفیہ دورہ ہے اس لئے وہ نہ اپنے ساتھ سیل فون لے کر گئے ہیں اور نہ ہی ٹرانسمیٹر۔ ویسے بھی ان کا سختی سے حکم ہے کہ انہیں اس دوران کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ آپ کل دوپہر کے بعد بات کر سکتے ہیں اس سے پہلے رابطہ ممکن ہی نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر ولسن نے اس انداز میں رسیور کریڈل پر پٹخا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہو۔

''بہرحال کل سہی۔ یہ لوگ ہم تک تو کسی صورت پہنچ ہی نہیں سکتے۔ واپس چلے جائیں گے اور کیا کریں گے''...... ڈاکٹر ولسن نے چند لمحوں بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''ڈاکٹر رینالڈ بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر رینالڈ۔ آپ فوراً میرے آفس آئیں''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پانچ منٹ بعد آفس کا دروازہ کھلا اور

ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

''یس سر۔ کوئی خاص بات''...... آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بیٹھیں ڈاکٹر رینالڈ''...... ڈاکٹر ولسن نے کہا اور ڈاکٹر رینالڈ کے بیٹھنے پر اس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اسے ایڈمنسٹریٹو بلاک میں اجنبی افراد کی موجودگی، وہاں ہونے والے قتل عام اور مشینری کی تباہی کی تفصیل بتائی تو ڈاکٹر رینالڈ کا چہرہ زرد پڑتا چلا گیا۔

''یہ کون لوگ ہیں اور یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے سر''...... ڈاکٹر رینالڈ نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں جو ڈاکٹر کمال حسین کی واپسی اور اس کے فارمولے کے حصول کے لئے یہاں پہنچے ہیں۔ اگر ڈاکٹر کمال حسین زندہ ہوتے تو میں انہیں واپس بھجوا دیتا۔ اس کا فارمولا ہم رکھ لیتے لیکن اب وہ تو زندہ نہیں ہے اس لئے اب ہمیں ان سب کا خاتمہ کرنا ہے۔ آپ سب کو ہوشیار کر دیں۔ لارڈ ٹاسکی سے بات کر کے یہاں کوئی خصوصی کارروائی کرانا پڑے گی''۔ ڈاکٹر ولسن نے کہا تو ڈاکٹر رینالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاید اسے یہ خبر دوسروں تک پہنچانے کی بے حد جلدی تھی۔

ہیون کے ایڈمنسٹریٹو بلاک میں جولیا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ٹائیگر بھی موجود تھا۔ ٹائیگر نے وہاں کارروائی کرنے کے بعد بلیک روم میں بے ہوش پڑے ہوئے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف ہوش دلایا بلکہ انہیں زنجیروں سے بھی آزادی دلائی۔ ریموٹ کنٹرول البتہ اسے بلاک سے باہر مردہ گریگ کی تلاشی لینے پر ملا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ٹائیگر کو فوری طور پر تو نہ پہچانا کیونکہ ایک تو وہ روشو کے میک اپ میں تھا۔ دوسرا انہیں اس کی یہاں موجودگی کا خیال تک نہ تھا لیکن پھر ٹائیگر نے جب اپنے بارے میں بتایا اور پوری تفصیل بتائی کہ اس نے کس طرح سنٹر میں جا کر پہلے روشو کا خاتمہ کیا اور پھر ڈوم سیکشن بی کے انچارج سٹارک اور اس کے آٹھ ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا اور آخر میں جارج کا خاتمہ کر کے وہ ہیلی کاپٹر لے کر یہاں پہنچ گیا تو سب اس کی جدوجہد

سے بہت متاثر ہوئے۔

''ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے مس جولیا اور آپ خاموش بیٹھی ہوئی ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''تم بتاؤ کیا کیا جائے۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ لیبارٹری میں جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ٹائیگر نے بتایا ہے کہ اس نے لارڈ ٹاسکی کی زبانی سنا ہے کہ ڈاکٹر ولسن نے ڈاکٹر کمال حسین کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب مسئلہ تو صرف فارمولے کا ہے لیکن کس طرح لیبارٹری میں داخل ہوا جائے''...... جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر کمال حسین ہلاک ہو چکا ہے تو پھر مجبوری ہے۔ لیکن فارمولا تو ابھی یہاں موجود ہے اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کسی بھی لمحے یہاں چھاتہ بردار فوج اتر سکتی ہے۔ ہم کس کس سے لڑیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر اس کا کوئی حل بھی تو بتاؤ''...... جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں بتاتا ہوں حل۔ دو تین بڑے میگا بم اکٹھے فائر کر دو۔ خود ہی راستہ اوپن ہو جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ الٹا یہ سارا بلاک ہم پر آ گرے گا۔ یہ بلڈنگز اس انداز میں بنائی گئی ہیں کہ یہاں بم بلاسٹنگ عمارتوں کے لئے بھی اور ان کے نیچے موجود افراد کے لئے بھی انتہائی خطرناک ہو سکتی ہے اور

ایسا اس لئے کیا گیا ہے تاکہ حملہ آور اپنی جان کے خوف سے بلڈنگ کو تباہ نہ کریں''...... صفدر نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر ہمارے پاس ہے۔ اوپر سے میزائل فائر کر دیں''۔ تنویر نے دوسری تجویز دیتے ہوئے کہا۔

''پھر فارمولا کہاں سے تلاش کریں گے۔ وہ تو ملبے میں دفن ہو جائے گا''...... اس بار کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر تم خاموش ہو۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی تجویز نہیں ہے''...... جولیا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو مسلسل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''میں تو آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے احترام میں خاموش ہوں ورنہ میں اب تک فارمولا حاصل کر کے واپس مایو پہنچ چکا ہوتا''...... ٹائیگر نے کہا تو جولیا سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا کرتے تم''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ آپ نے ایڈمنسٹریٹو بلاک اور لیبارٹری کے درمیان ریڈ بلاکس کی دیوار دیکھی ہے اس لئے آپ کا خیال ہے کہ راستہ نہیں کھولا جا سکتا لیکن آپ نے غور نہیں کیا کہ مین لیبارٹری آخری عمارت کے ساتھ بھی جڑی ہوئی ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی ریڈ بلاکس دیوار نہیں ہے اور وہاں موجود راستہ

آسانی سے کھولا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو تم تینوں عمارتوں کا تفصیلی جائزہ لے چکے ہو۔ ہم نے تو صرف سرسری انداز میں انہیں دیکھا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے چیک کیا ہے اسی لئے تو میں مطمئن ہوں کہ تیسری عمارت میں داخل ہو کر وہاں سے ہم مین لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں جبکہ یہاں ایڈمنسٹریٹو بلاک سے ہم لیبارٹری میں کسی صورت داخل نہ ہو سکیں گے اور واقعی ہمارا ہر لمحہ قیمتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو تم اب تک خاموش کیوں رہے ہو۔ چلو اٹھو۔ ہمیں تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''وہاں لیبارٹری میں کتنے افراد موجود ہوں گے''...... صفدر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جارج نے بتایا تھا کہ لیبارٹری میں کل گیارہ افراد رہتے ہیں جن کا انچارج ڈاکٹر ولسن ہے اور ڈاکٹر کمال حسین کو ہلاک کرنے والا بھی ڈاکٹر ولسن ہے اور فارمولا بھی اسی کی تحویل میں ہے اس لئے ہمیں باقی افراد کا خاتمہ کر کے اس ڈاکٹر ولسن کو قابو کرنا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن یہ تو لیبارٹری ہے۔ یہاں تو بے شمار فارمولے موجود

ہوں گے۔ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہمارا مطلوبہ فارمولا کون سا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ عمران صاحب نے اس بارے میں مجھے بریف کیا تھا اور پھر سرداور نے بھی عمران صاحب کے کہنے پر اس ٹاپک پر ایک اتھارٹی سائنس دان سے بھی مجھے بریفنگ دلوائی تھی''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر سب کچھ تو تم نے کرنا ہے۔ ہم نے کیا کرنا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب نے یہاں بھی اپنی برتری قائم رکھی ہے''۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ساتھی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

لارڈ ٹاسکی نجی دورے کے بعد اپنے آفس میں آیا تھا۔ اس نے اس دوران آنے والے فونز کے بارے میں بھیجی گئی رپورٹس کی فائل اٹھا کر اسے کھولا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سب سے اہم کال ہیون سے ڈاکٹر ولسن کی تھی جس نے ایمرجنسی کال کی تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا ورنہ میں نجی دورے پر جاتے ہوئے ڈاکٹر ولسن کی کال کی وصولی کے احکامات دے دیتا۔ یقیناً یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کی بات ہو گی''۔ لارڈ ٹاسکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ٹاسکی نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''اسرائیل کے صدر صاحب سے بات کریں جناب''۔ دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو لارڈ ٹاسکی بے اختیار چونک پڑا۔

''لارڈ ٹاسکی بول رہا ہوں جناب''...... لارڈ ٹاسکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ بہرحال مقابل اسرائیل کا صدر تھا۔

''لارڈ ٹاسکی۔ کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ میں ایک نجی دورے پر گیا ہوا تھا۔ ابھی واپس آیا ہوں۔ اس دوران میرا کسی سے رابطہ نہیں رہا۔ بہرحال ڈوم کے سیکشن بی کے انچارج سٹارک اپنے ساتھیوں سمیت وہاں ہیون پہنچ گئے ہوں گے اور یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ اول تو وہاں داخل ہی نہیں ہو سکتے اور اگر ہو بھی گئے تو ان کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیا جائے گا''...... لارڈ ٹاسکی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں ابھی ابھی جو اطلاعات ملی ہیں وہ انتہائی پریشان کن ہیں لیکن حتمی اطلاعات نہیں مل سکیں اس لئے آپ کو کال کیا ہے۔ آپ معلومات حاصل کریں اور پھر ہمیں کال کر کے اس بارے میں بتائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ ٹاسکی نے رسیور رکھ دیا۔

''پریشان کن اطلاعات۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر ولسن نے ایمرجنسی کا لفظ استعمال کیا تھا۔ آخر کیا ہو گیا ہے۔ مجھے

ڈاکٹر ولسن کو کال کرنا چاہئے''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر ولسن سے بات کراؤ۔ فوراً''...... لارڈ ٹاسکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ پریشان کن خبر کیا ہو سکتی ہے۔ نجانے صدر صاحب کو کون لوگ غلط اطلاعات دیتے رہتے ہیں۔ ہونہہ''...... لارڈ ٹاسکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ٹاسکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''سر۔ ہیون سے کوئی کال وصول نہیں ہو رہی۔ نہ ہی ڈاکٹر ولسن کال رسیو کر رہے ہیں اور نہ ہی ایڈمنسٹریٹو بلاک میں کال رسیو کی جا رہی ہے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے کہا تو لارڈ ٹاسکی کا چہرہ جیسے یکلخت پتھرا سا گیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ کیا مطلب۔ کیوں کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ بولو۔ کیوں''...... لارڈ ٹاسکی نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں نے بے حد کوشش کی ہے لیکن کال رسیو نہیں ہو

رہی۔ اگر آپ حکم دیں تو مایو میں ہمفری کو کال کروں۔ وہ اس بارے میں کچھ بتا سکتا ہے''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''وہ مایو میں ہوتا ہے۔ وہ ہیون کے بارے میں کیا بتا سکے گا''...... لارڈ ٹاسکی نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس کا رابطہ ڈاکٹر ولسن سے رہتا ہے جناب''...... فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس سے میری بات کراؤ''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا جیسے کال اٹنڈ نہ ہونے کی وجہ یہی رسیور ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو لارڈ ٹاسکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ہمفری لائن پر ہے جناب''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہیلو۔ ہمفری بول رہا ہوں جناب''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''لارڈ ٹاسکی بول رہا ہوں''...... لارڈ ٹاسکی نے بڑے فاخرانہ بلکہ کسی حد تک تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تمہارا رابطہ ڈاکٹر ولسن سے رہتا ہے ہیون لیبارٹری میں''۔

لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

"یس سر"...... ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں رابطہ نہیں ہو رہا۔ بولو کیوں نہیں ہو رہا"...... لارڈ ٹاسکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہاں کے حالات کے بارے میں باقاعدہ معلومات حاصل کرنا پڑیں گی کیونکہ دو گھنٹے پہلے وہاں خوفناک دھماکے ہوئے ہیں اور مایو کی پولیس اور فوج کا ایک دستہ وہاں معلومات حاصل کرنے گئے ہیں۔ ابھی تک تو صرف اتنی اطلاع ملی ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں لانچ پر وہاں جا کر معلومات حاصل کروں"۔ ہمفری نے کہا۔

"دھماکے کیوں ہوئے ہیں۔ بولو۔ کیوں ہوئے ہیں دھماکے۔ بولو"...... لارڈ ٹاسکی نے ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے سر۔ پولیس ابھی واپس نہیں آئی"۔ ہمفری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہاں جاؤ۔ وائرلیس فون ساتھ لے جاؤ اور میرا لنگٹن کا نمبر نوٹ کر لو۔ ہیون پہنچ کر وہیں سے مجھے براہ راست فون کرو"...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور اپنا نمبر بتا دیا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ہمفری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو لارڈ ٹاسکی نے ایک بار پھر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"دھماکے۔ نانسنس۔ دھماکے کہاں سے ہونے لگے اور وہ بھی ہیون میں۔ نانسنس"...... لارڈ ٹاسکی نے اس بار اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے خیال آیا کہ وہ مایو سنٹر میں فون کرے۔ وہاں روشو موجود ہو گا۔ یہ سوچ کر اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا اور پھر فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مایو سنٹر میں روشو سے بات کراؤ"...... لارڈ ٹاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ ٹاسکی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ مایو سنٹر سے کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی"...... فون سیکرٹری نے کہا تو اس بار لارڈ ٹاسکی نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر پتھریلا سا ہو گیا تھا۔ اب اسے احساس ہونے لگ گیا تھا کہ صدر اسرائیل نے جن پریشان کن اطلاعات کا ذکر کیا تھا اور ہمفری نے دھماکوں کا ذکر کیا ہے وہاں کوئی لمبی گڑبڑ ہے اور یہ گڑبڑ اس کے نجی دورے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ ٹاسکی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہمفری کی کال ہے سر۔ ہیون سے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اتنی جلدی وہ وہاں پہنچ بھی گیا۔ کراؤ بات''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''سر۔ میں ہمفری بول رہا ہوں۔ ہیون سے''...... چند لمحوں بعد ہمفری کی مؤدبانہ لیکن تشویش بھری آواز سنائی دی۔

''اتنی جلدی تم مایو سے ہیون کیسے پہنچ گئے''...... لارڈ ٹاسکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین ہو کہ ہمفری جھوٹ بول رہا ہے۔

''سر۔ میں پولیس ہیلی کاپٹر پر وہاں گیا ہوں۔ سر۔ یہاں تینوں عمارتیں مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں۔ پولیس کو ملبے سے لاشیں مل رہی ہیں جن میں ایک لاش ڈاکٹر ولسن کی ہے۔ اسے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ میں چونکہ ڈاکٹر ولسن کو پہچانتا ہوں اس لئے میں نے ان کی لاش پہچان لی ہے۔ لیبارٹریاں مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں۔ تمام مشینری جو وہاں نصب تھی وہ بھی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے''...... ہمفری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ جیسے جیسے بولتا جا رہا تھا لارڈ ٹاسکی کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے کانوں میں کوئی پگھلا ہوا سیسہ انڈیلتا جا رہا ہو۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا''...... لارڈ ٹاسکی نے اچانک پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اور انداز بتا رہا

تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو ورنہ وہ رسیور میں منہ ڈال کر ہمفری کا نرخرہ دانتوں سے چبا ڈالے۔

''ایسا ہی ہوا ہے سر۔ میرے سامنے ملبہ بھی موجود ہے اور لاشیں بھی سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ٹاسکی نے بغیر کوئی بات کئے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''سب کچھ ختم ہو گیا۔ سب کچھ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہی گرین گارڈ کا حشر ہونا تھا۔ یہ سب آخر کیا ہے''...... لارڈ ٹاسکی نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس بار لارڈ ٹاسکی نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا مگر اس کی آواز میں وہ پہلے والا رعب اور دبدبہ موجود نہ تھا۔

''ایک پاکیشیائی آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اس کی بات نہ کرائی گئی تو گرین گارڈ کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو لارڈ ٹاسکی چونک پڑا۔

''پاکیشیائی۔ اسے میرے بارے میں کیسے پتہ چلا اور اسے کیسے جرأت ہوئی کہ وہ مجھ سے براہ راست بات کرے۔ بہرحال کراؤ بات''...... لارڈ ٹاسکی نے کہا۔

''ہیلو۔ میں پاکیشیائی بول رہا ہوں۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور میں

علی عمران صاحب کا شاگرد ہوں۔ تمہاری تنظیم گرین گارڈ نے پاکیشیا
میں کارروائی کی اور علی عمران صاحب کو شدید زخمی کر دیا گیا۔ عمران
صاحب بہت بڑے آدمی ہیں۔ وہ اپنی ذات پر ہونے والے حملوں
کا انتقام نہیں لیا کرتے لیکن میں ان کا شاگرد ہوں۔ میں ان کی
طرف اٹھنے والی آنکھیں نکال لیا کرتا ہوں اور ان کی طرف اٹھنے
والی انگلی توڑ دیا کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنے طور پر اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس ٹیم اپنے طور پر یہاں پہنچی تاکہ تم نے جس پاکیشیائی
سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو پاکیشیا سے اغوا کیا ہے انہیں واپس
لایا جائے اور وہ فارمولا جو انہوں نے مکمل کیا ہے وہ بھی واپس لایا
جائے۔ گرین گارڈ کی ذیلی تنظیم ڈوم کا بھی ہم نے خاتمہ کرنا تھا۔
پھر ڈوم سیکشن اے کا کرنل بروک اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا
گیا تو ان کی جگہ ڈوم سیکشن بی سٹارک کی سرکردگی میں مایو بھیجا گیا۔
میں نے وہاں سنٹر پر پہلے ہی قبضہ کر رکھا تھا۔ میں نے روشو کا
میک اپ کیا اور اسی روپ میں تم سے بھی میری فون پر بات ہوئی
تھی۔ پھر میں ایئر پورٹ جا کر سٹارک اور اس کے ساتھیوں کو سنٹر
لے آیا اور پھر میں نے ان سب کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی
بھٹی میں ڈال دیں۔ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس لانچ میں اپنے طور پر
ہیون پہنچ گئی جبکہ میں جارج کو جو ہیلی کاپٹر لے کر آیا تھا ہلاک کر
کے اس کی جگہ میں اس ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پر ہیون پہنچ گیا۔ وہاں
ایڈمنسٹریٹو بلاک میں موجود افراد کو ہلاک کر کے وہاں تمام مشینری

تباہ کر دی گئی۔ ڈاکٹر ولسن نے مین لیبارٹری کا راستہ بند کر دیا تھا
لیکن ہم نے تھرڈ لیبارٹری پر حملہ کیا اور وہاں سے مین لیبارٹری کا
راستہ جو عام سا تھا، کھول لیا اور وہاں موجود تمام سائنس دانوں کو
ہلاک کر دیا۔ پھر ہم نے تینوں لیبارٹریوں میں طاقتور وائرلیس
چارجر بم نصب کئے اور ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پر وہاں سے واپس مایو
آ گئے اور راستے میں ہم نے بم فائر کر دیئے اور ہیون جزیرے پر
موجود ہر چیز مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ ڈاکٹر ولسن کو اس لئے ہلاک کیا
گیا کہ اس نے سائنس دان ہونے کے باوجود ڈاکٹر کمال حسین
مسلمان سائنس دان کو اپنے ہاتھ سے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا
ورنہ شاید ہم سائنس دانوں کو ہلاک نہ کرتے۔ لیکن وہ سائنس دان
کی بجائے بے رحم قاتل تھا اس لئے وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ پاکیشیا
سیکرٹ سروس فارمولے کو واپس پاکیشیا پہنچا بھی چکی ہے۔ میں نے
اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ میں ابھی واپس نہیں گیا۔ میں تمہیں
ہلاک کر کے واپس جاؤں گا۔ تم چاہے تحت الثریٰ میں جا کر چھپ
جاؤ چاہے پہاڑوں کی بلندیوں پر پہنچ جاؤ میں موت بن کر تمہیں ہر
صورت میں جھپٹ لوں گا۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں تفصیل سے معلوم
ہو سکے کہ تمہارے مایو سنٹر اور تمہارے ہیون جزیرے کا کیا حشر ہوا
ہے اور کیسے ہوا ہے۔ ہوش میں رہنا۔ میں آؤں گا اور بہت جلد
آؤں گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا تو لارڈ ٹاسکی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسیور کپکپاتے ہاتھوں

سے کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے رسیور سے ہی موت نکل کر اس پر جھپٹ پڑے گی۔ اس کی حالت کال سن کر واقعی تباہ ہو گئی تھی۔ وہ جس ہیون جزیرے کے انتظامات کو ناقابل تسخیر سمجھتا تھا وہ ان لوگوں نے تسخیر کر لئے تھے تو یہ واقعی اس کے سر پر بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے پہلے تو خوفزدہ نظروں سے فون کی طرف دیکھا اور پھر کپکپاتے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ ٹاسکی کے لہجے میں کپکپاہٹ نمایاں تھی۔

"سر۔ اسرائیل کے صدر صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

"مم۔ میں لارڈ ٹاسکی بول رہا ہوں۔ مجھے بچا لیں صدر صاحب۔ پلیز مجھے بچا لیں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے بچا لیں"۔ لارڈ ٹاسکی سے برداشت نہ ہو سکا تو اس نے بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ آپ بین الاقوامی تنظیم کے چیف ہیں اور بچوں کی طرح رو رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے تفصیل بتائیں اور بے فکر رہیں۔ اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودی آپ کی

حفاظت کریں گے۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے تفصیل بتائیں"...... صدر نے انتہائی نرم لہجے میں کہا تو لارڈ ٹاسکی نے اس بار ہمفری کی رپورٹ کے ساتھ ساتھ ٹائیگر کی طرف سے کال آنے اور ٹائیگر کی تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ٹائیگر بے حد خطرناک آدمی ہے۔ یہ دوسرا عمران ثابت ہو رہا ہے۔ میرا خیال تھا کہ عمران اگر ہلاک ہو جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ختم ہو جائے گی لیکن اب میرا خیال بدل گیا ہے۔ یہ مسلمان نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ اب تو مجھے یقین ہے کہ اگر عمران ہلاک ہو گیا تو پاکیشیا کا ہر آدمی عمران بن جائے گا۔ آپ فوراً اسرائیل آ جائیں۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں وہ کر بھی دکھاتے ہیں۔ گرین گارڈ کی سرپرستی ختم کرنے کے لئے وہ لازماً آپ کو بھی ہلاک کر دیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ان کے ہاتھوں نہ بچا سکے گی۔ وہ ایسے ہی لوگ ہیں۔ آپ فوراً اسرائیل آ جائیں۔ فوراً اور یہاں پہنچ کر مجھے اطلاع دیں۔ پھر آپ کی حفاظت کا کوئی خصوصی انتظام کیا جائے گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ آپ کے ساتھ ساتھ گرین گارڈ بھی ختم ہو جائے"...... صدر اسرائیل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ سر۔ بہت شکریہ۔ میں ابھی طیارہ چارٹرڈ کرا کر اسرائیل پہنچ جاؤں گا"...... لارڈ ٹاسکی نے اس بار قدرے حوصلے والے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے

کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''مجھے واقعی اسرائیل چلے جانا چاہئے۔ واقعی''...... لارڈ ٹاسکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سیکرٹری کو اسرائیل کے لئے جیٹ طیارہ چارٹرڈ کرانے کے لئے کہہ سکے کہ یکلخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے اندر داخل ہوا۔

''تم۔ تم کون ہو۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کون ہو تم''...... لارڈ ٹاسکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے اور میں پاکیشیائی علی عمران کا شاگرد ہوں۔ میں نے یہاں پہنچ کر تمہاری فون سیکرٹری کو مجبور کر کے تمہیں کال کی تھی اور پھر میں نے تمہاری اور اسرائیل کے صدر کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سنی ہے۔ اب تمہاری فون سیکرٹری ہلاک ہو چکی ہے اور میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ میں نے کہا تھا نا کہ تم مجھ سے نہ بھاگ سکو گے۔ تم نے علی عمران صاحب پر قاتلانہ حملہ کرا کر دنیا کا سب سے بھیانک جرم کیا ہے۔ عمران صاحب تو اپنی ذات پر کئے جانے والے قاتلانہ حملوں کا انتقام نہیں لیا کرتے لیکن میں ان کا شاگرد ہوں۔ یہ میرا فرض ہے کہ میں تم جیسے شیطانوں سے اس دنیا کو پاک کر دوں''...... اس آدمی نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا جبکہ لارڈ ٹاسکی کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے دنیا کی

ہر چیز اپنی جگہ پر منجمد ہو گئی ہو۔

''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں''...... لارڈ ٹاسکی کے منہ سے الفاظ خود بخود نکل رہے تھے لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا سامنے موجود ٹائیگر کے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور لارڈ ٹاسکی کو یوں محسوس ہوا جیسے یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم کی گہرائیوں میں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن یکلخت جیسے سانس اس کے گلے میں پتھر بن کر اٹک گیا۔ اس کا جسم یکلخت برف میں تبدیل ہوتا چلا گیا اور اس کے ذہن پر موت کی تاریکی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ایڈونچر

مکمل ناول

ریورس سرکل

مصنف مظہر کلیم ایم اے

= کارمن کے سائنس دان ڈاکٹر ہیرالڈ کو اغوا کر لیا گیا اور کارمن سیکرٹ سروس اسے تلاش کرنے میں ناکام رہی۔ پھر ——؟

= کارمن سیکرٹ سروس کے چیف اور عمران کے دوست جونیئر نے ڈاکٹر ہیرالڈ کی برآمدگی میں عمران سے مدد کی درخواست کی لیکن عمران نے انکار کر دیا۔ کیوں ——؟

= وہ لمحہ جب سر سلطان نے عمران کو سائنس دان ڈاکٹر ہیرالڈ کی واپسی کے لئے سیکرٹ سروس کی ٹیم بھجوانے کا کہا لیکن عمران نے انکار کر دیا۔ کیوں؟

= وہ لمحہ جب عمران کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر ہیرالڈ کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ اغوا کا ڈرامہ رچایا گیا ہے اور ایسا ایک بین الاقوامی یہودی تنظیم مورگو نے کرایا ہے تو عمران مشن پر کام کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ پھر ——؟

= وہ لمحہ جب عمران کو معلوم ہوا کہ یہودی پوری دنیا میں مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک فارمولے ریورس سرکل پر کام کر رہے ہیں اور یہ فارمولا اغوا شدہ کارمن سائنس دان ڈاکٹر ہیرالڈ کا ہے تو عمران نے اس فارمولے اور اس سائنس دان دونوں کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا۔

= مورگو۔ یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم۔ جس کی شاخیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے مورگو نے بڑی طاقتور تنظیمیں مقابلے پر اتار دیں لیکن کیا عمران اور اس کے ساتھی کسی سے رک سکے۔ یا ——؟

= سٹار کیمپ۔ مورگو کا ایسا تربیتی سنٹر جہاں مورگو کے لئے ایجنٹ تیار کئے جاتے تھے اور اس سنٹر میں کوئی اجنبی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی کوشش کی۔ مگر ——؟

= لارڈ ڈورتھی، مورگو کا چیف۔ جو ایک دور دراز شہر کے محل میں رہتا تھا لیکن عمران وہاں بھی پہنچ گیا۔ کیسے ——؟

تیز رفتار ایکشن، لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات اور بے پناہ سسپنس پر مبنی ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573